توحید فطرت، عزت اور راہِ نجات ہے
بڑھتے ہوئے شرک کی روک تھام کے لیے عظیم کاوش

کتاب التوحید

قرآن وسنت کے عین مطابق

عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

ہر مسلمان کو یہ کتاب شائع کرنے کی عام اجازت ہے

کِتَابُ التَّوحِيد

تالیف

ابوالحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

صفحات : 176

اشاعت : 2025

تزئین وآرائش : حافظ محمد نعمان حنیف
+92 342 736 94 05

فری تقسیم کرنے والے احباب ہمارے ساتھ رابطہ کریں
ہمارا تعاون نمایاں نظر آئے گا

راسخ اکیڈمی فیصل آباد پاکستان

Rasikh Rasikh | Abdul Mannan Rasikh | 0300-6686931

كتاب التوحيد

بسم الله الرحمن الرحيم

عقیدہ توحید کی عظمت ایک مثال کے ساتھ

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۷۴﴾

اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، اسے غور سے سنو! بے شک وہ لوگ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کرسکیں گے، خواہ وہ اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی اُن سے کوئی چیز چھین لے وہ اُسے اِس سے چھڑا نہ پائیں گے۔ کمزور ہے مانگنے والا اور وہ بھی جس سے مانگا گیا۔ انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسے اس کی قدر کا حق تھا۔ بے شک اللہ یقیناً بہت قوت والا ہے، سب پر غالب ہے۔

الحج: 73-74

فہرست

گزارشاتِ راسخ 12
توحید کیا ہے؟ 13
توحید کی تین بنیادی اقسام 16
○ توحید ربوبیت 16
○ توحید عبادت 18
○ عبادت کی اقسام 19
○ توحید صفات 20
توحید کی دیگر اقسام کا جائزہ 21
شرک اور شرک کی اقسام 23
سب سے پہلے شرک کیسے شروع ہوا؟ 27
پرانے مشرک بھی اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق اور معبود سمجھتے تھے۔ 29
کلمہ شریف پڑھنے کے بعد بھی شرکیہ عقائد کی انتہا 31
کون سا شرک ہے جو اس وقت نہیں ہو رہا؟ 33
فرشتوں کی پوجا 36
جنوں کی پوجا 37
رسولوں علیہم السلام کی پوجا 38

فہرست

- پنجتن پاک رضی اللہ عنہم کی پوجا 40
- بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوجا 41
- اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی پوجا 42
- وڈیروں کی پوجا 43
- غیروں کے قانون کی پوجا 44
- چاند ستاروں کی پوجا 46
- قبروں کی پوجا 47
- تصویروں کی پوجا 49
- نفس کی پوجا 50
- جانوروں کی پوجا 51
- کپڑوں اور جوتوں کی پوجا 52
- دل بہلانے کو غالب! یہ خیال اچھا ہے 53

لوگ شرک کیوں کرتے ہیں؟ 55

- جہالت کی وجہ سے شرک 58
- بعض مولوی حضرات کی وجہ سے شرک 59
- حکومتی پشت پناہی کی وجہ سے شرک 61
- نیک ہستی کا شان مقام دیکھ کر شرک 62

فہرست

- جھوٹی کرامات کی وجہ سے شرک — 64
- معمولی معمولی مفادات کی وجہ سے شرک — 65
- ضد اور تعصب کی وجہ سے شرک — 66

شرک پھیلانے کا سب سے خطرناک طریقہ — 67

- آیت کی تحریف اور اس کے ساتھ مذاق — 70
- قرآن سے فرشتوں کو مشکل کشا ثابت کرنا؟ — 72
- وسیلے والی آیت کو بھی شرک کا ذریعہ بنا لیا — 73
- کیا من دون اللہ میں اولیاء اللہ شامل نہیں ہیں؟ — 76
- کیا ہمیں رزق پیروں فقیروں کی وجہ سے ملتا ہے؟ — 79
- کیا رزق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کرتے ہیں؟ — 81
- یَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَغِثْنِي اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری مدد کرو؟ — 83
- عرس شریف اور احادیث پر ظلم — 85
- یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود — 86

شرک پھیلانے کے لئے ڈھکوسلے — 87

- ڈی سی سے پہلے چپڑاسی — 89
- چھت پر چڑھنا ہو تو سیڑھی لگانا پڑتی ہے؟ — 90
- بیوی سے مدد مانگنا شرک نہیں......؟ — 91

فہرست

- نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں؟ 92
- غوث، قطب اور ابدال وغیرہ کی شرعی حیثیت؟ 93
- غوث اور قطب بھی قبروں میں نہیں سنتے 93
- سوچو! دجّال تمہارا کیا حال کرے گا......؟ 95

عظمت توحید فرامین نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں 97

- اسلام کی پہلی دعوت 100
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے تعارف سے پہلے توحید کا تعارف 101
- اللہ کا بندوں پر حق؟ 102
- تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ 103
- فوت شدگان کے وسیلوں سے پاک دعا قبول ہوگی؟ 104
- کیا تو میری قبر پر سجدہ کرتا......؟ 106
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم...... 107
- قبر پرست کائنات کے بدترین لوگ ہیں 108
- میری شان کو حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ! 109
- بیعت کی خوش فہمی اور گھمنڈ 110
- بارشیں کون برساتا ہے؟ 112
- ہوائیں کون چلاتا ہے؟ 114

کتاب التوحید

فہرست

چاند سورج کا بے نور ہونا یا ستاروں کا گرنا؟ 115

شرک کرنے والے کی مثال 116

شرک کے اڈے پر عبادت کرنا؟ 117

پیروں فقیروں کی عبادت کیا ہے؟ 119

توحید ہی عزت ہے 120

توحید ہی نجات ہے 122

انبیائے کرام اور توحید 123

سیدنا آدم علیہ السلام اور توحید 126

سیدنا حضرت نوح علیہ السلام اور توحید 127

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور توحید 130

سیدنا حضرت لوط علیہ السلام اور توحید 133

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام اور توحید 134

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام اور توحید 136

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور توحید 138

سیدنا حضرت یونس علیہ السلام اور توحید 139

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام اور توحید 141

سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام اور توحید 143

سیدنا ایوب علیہ السلام اور توحید 144

فہرست

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور توحید	145
اصحابِ کہف رحمۃ اللہ علیہم اور توحید	147
امام کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور توحید	148
نماز اور توحید	149
ہر نماز کے بعد توحید کا اقرار	150
بدر میں اکیلے مشکل کشا کو پکارا	152
غزوۂ احد و خندق اور توحید	153
غزوہ تبوک اور توحید	154
سر پر تلوار دیکھ کر صرف ربّ کو پکارا	155
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مندرجہ ذیل دعا کیوں پڑھتے تھے......؟	156
بیٹے کی وفات اور توحید	157
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حج اور توحید	158
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور توحید	159
سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور توحید	163
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور توحید	165
جو مقدر میں نہیں وہ حسین رضی اللہ عنہ سے مانگ؟	166
اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور توحید	167
جنات اور توحید	171
شرک سے بچنے کے لئے چند وظائف	173

حق والوں کی نشانی

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا
اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ
الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٨٢

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔ الانعام: 82

معلوم ہوا کہ ہدایت اور امن کی طرف جانے والا رستہ صرف اور صرف توحید کا ہے اس لیے وطن عزیز سے شرک اور شرک کے سب چور دروازے فوری بند کر دیں ورنہ گمراہی اور بدامنی مزید پھیل جائے گی۔

گزارشاتِ راسخ

کائنات کا سب سے بڑا مسئلہ اور ہمارے دین میں سب سے بنیادی اور اہم مسئلہ ''عقیدہ توحید'' ہے۔ اگر کسی کے پاس قرآن وحدیث کے مطابق صحیح عقیدہ توحید ہے تو اس کے پاس دین ہے ورنہ جس کے پاس توحید کا عقیدہ نہیں ہے اس کے پاس دین نام کی کوئی چیز نہیں ہے وہاں صرف اور صرف گمراہی ہے۔

موجودہ حالات میں، خاص طور پر ملکِ پاکستان میں ''عقیدہ توحید'' کی صاف شفاف چادر کو شرک کی غلاظت سے بری طرح داغدار کر دیا گیا ہے اور شرک کے سب چور دروازے سرِ عام کھول دیئے گئے ہیں۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کھلے عام بڑی دلیری کے ساتھ شرک کرتی ہے اور عام سادہ لوح مسلمانوں سے شرک کرواتی ہے۔

اس کتاب کو پوری دیانت داری کے ساتھ ہر قسم کی فرقہ واریت سے بچتے ہوئے مکمل دلائل اور حقائق کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ہماری اس کتاب کو ہر قسم کے تعصب کو چھوڑ کر اپنی آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے نہایت انصاف کے ساتھ پڑھیں! ربّ تعالیٰ آپ کے دل میں جہاں توحید کی مٹھاس پیدا کر دیں گے وہاں آپ کے دل میں شرک کے بارے میں شدید نفرت بھی پیدا ہو جائے گی اور روزِ قیامت آپ کے گناہوں کو بخش کر آپ کو جنت کا مہمان بنا دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

توحید کیا ہے؟

اختیار صرف اکیلے ربّ کا ہے

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ
فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٢

جو کچھ اللہ لوگوں کے لیے رحمت میں سے کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔

فاطر:2

لا إله إلا الله محمد رسول الله کلمے کی شروط

ہر مسلمان اگر کلمہ شریف کی شروط اور اس کے تقاضوں پر غور کرلے تو اس کو جہاں توحید کی لذت ملے گی وہاں اس کے دل میں شرک کی نفرت پیدا ہوگی، اولیائے کرام نے اسی لیے کلمہ کی چند شروط ذکر کی ہیں

1. کلمے کا اچھی طرح علم حاصل کرنا اور خوب جان لینا کہ کن باتوں کی نفی کی گئی ہے اور کن کن چیزوں کا اثبات کیا گیا ہے۔
2. کلمے پر پورا یقین رکھنا اور کلمے میں جس بات کا اعتراف کیا گیا ہے اس کے متعلق کسی قسم کا کوئی شبہ نہ رکھنا۔
3. کلمے کو خلوصِ دل سے قبول کرنا یہاں تک کہ دل میں کسی قسم کا کوئی نفاق باقی نہ رہے
4. کلمے کے ساتھ سچائی اور وفا کے ساتھ جڑ جانا اور اس کلمے کے ساتھ ہمیشہ صدق ووفا والا تعلق رکھنا۔
5. کلمے کے ساتھ نہایت محبت اور عقیدت کا رشتہ رکھنا اور اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کسی قسم کی کوئی تنگی نہ آنے دینا۔
6. کلمے کے تمام حقوق، فرائض اور واجبات ادا کرنے کیلئے ہمہ وقت مکمل تیار رہنا۔

توحید کیا ہے؟

توحید والا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کی ذات، اس کی عبادت اور اس کی صفات میں اکیلا سمجھا جائے یعنی یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ربّ کی ذات میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہی اکیلا اس کائنات کا خالق و مالک اور قابض ہے، ہندوؤں نے کئی خدا بنا لیے، سکھ اور بدھ مت قوم میں بھی اللہ تعالیٰ کا تصور واضح نہیں ہے مجوسیوں نے خیر کا خالق الگ اور شر کا خالق الگ سمجھا، قریش مکہ نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں، مسیحیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا، یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا جبکہ ہمارے ہاں بعض لوگوں نے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے ذاتی نور کا حصہ سمجھا ہوا ہے جو کہ کھلم کھلا شرک ہے۔

اسی طرح جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے ہوئے ان کو سجدے کیے ہیں یا وہ مشکل وقت میں اللہ کے ساتھ ساتھ غیروں کو بھی پکارتے ہیں یا ان کے نام کی نذر و نیاز اور قربانی دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرتے ہیں۔

اور اسی طرح جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ وہ بھی دور سے ہماری دعاؤں کو سنتے ہیں، قبول کرتے ہیں اور ان کو ہمارے حالات کا علم ہے وہ ہماری مشکلات کو حل کرتے ہیں اور وہ ہماری تقدیر سنوارنے کی بھی پوری قدرت رکھتے ہیں ایسے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک کیا ہے۔

جو شخص اِن مذکورہ عقائد میں سے کسی ایک عقیدے پر بھی فوت ہو گیا اس کی وفات شرک پر ہو گی اور اس کا یہ گناہ کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو توحید کی محبت، حلاوت اور غیرت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

توحید کی تین بنیادی اقسام

1 توحید ربوبیت

توحید ربوبیت یہ ہے کہ کائنات کا خالق، رازق اور مالک صرف اور صرف اللہ عزوجل ہے، وہی ہر چیز کا رازق اور ہر چیز پر قابض ہے دنیا و آخرت دونوں جہانوں کے نظام کو بنانے اور چلانے میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے بلکہ دوسرے سب اس کی مخلوق ہیں اور اس کے در کے محتاج ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ پرانے مشرک بھی حقیقی داتا، گنج بخش، غریب نواز اور ربّ، اللہ ہی کو سمجھا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ [1]

کہہ یہ زمین اور اس میں جو کوئی بھی ہے کس کا ہے، اگر تم جانتے ہو؟ ضرور کہیں گے اللہ کا ہے۔ کہہ دے پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ کہہ ساتوں آسمانوں کا ربّ اور عرش عظیم کا ربّ کون ہے؟۔ ضرور کہیں گے اللہ ہی کے لیے ہے۔ کہہ دے پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟۔ کہہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی مکمل بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جا سکتی، اگر تم جانتے ہو؟۔ ضرور کہیں گے اللہ کے لیے ہے۔ کہہ پھر تم کہاں سے جادو کیے جاتے ہو؟

[1] المومنون: 84-89

اور وہ اپنے بتوں کو اپنا خالق اور مالک نہیں سمجھتے تھے بلکہ

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝٨٦ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٨٧ [1]

اور وہ لوگ جنھیں یہ اس کے سوا پکارتے ہیں، وہ سفارش کا اختیار نہیں رکھتے مگر جس نے حق کے ساتھ شہادت دی اور وہ جانتے ہیں۔ اور یقیناً اگر تو ان سے پوچھے کہ انھیں کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں بہکائے جاتے ہیں۔

مزید پرانے مشرک بھی کھلے الفاظ میں توحید ربوبیت کا اعتراف کیا کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ ان مشرکوں سے پوچھو

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝٣١ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝٣٢ [2]

کہہ دے کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے ''اللہ'' تو کہہ پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟۔ سو یہ اللہ ہے تمہارا سچا ربّ پھر حق کے بعد کیا ہے سوائے گمراہی کے؟ پس تم کدھر پھیرے جاتے ہو۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ پرانے مشرک بھی جنات، فرشتوں، رسولوں اور ولیوں کو جن کی یاد میں وہ مجسمے، مورتیاں اور بت بنایا کرتے تھے وہ ان کو اپنا خالق یا ان کو ربّ کے برابر نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ ان کو اللہ کے ہاں قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

[1] الزخرف:86-87 [2] یونس:31

❷ توحید عبادت

توحید عبادت یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادت کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صرف اُسی کے لئے خاص کیا جائے اور کسی دوسرے کو اُس کی عبادت اور اُس کی اطاعت میں شریک نہ کیا جائے۔ اِس توحید کو ''توحید الوہیت'' بھی کہتے ہیں۔

قرآن وحدیث سے ثابت ہونے والے اِس مسئلے کا ہر ایک کو علم ہے کہ قیام، رکوع، سجدہ، قربانی، طواف، اعتکاف، دعا اور نذر و نیاز یہ سب چیزیں عبادت میں شامل ہیں اور یہ سب چیزیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ اب جو کوئی شخص بھی مشکل وقت میں کسی غیر کو مدد کے لئے پکارتا ہے یا کسی قید اور سختی میں کسی غیر سے فریاد اور دعا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرتا ہے اور جس طرح شرک فی الذات نا قابل معافی جرم ہے اور خطرناک شرک ہے اسی طرح شرک فی العبادات بھی خطرناک ہونے کے ساتھ ساتھ نا قابل معافی جرم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ ①

کہہ دے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا ربّ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں حکم ماننے والوں میں سب سے پہلا ہوں۔

اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ②

تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، پس جو شخص اپنے ربّ کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو لازم ہے کہ وہ خوب نیک عمل کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

① الانعام:162-163 ② الکہف:110

ان بابرکت آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کی جائے گی اور نہ ہی کسی کو اس کی عبادت میں شریک کیا جائے گا اہل علم نے عبادت کی چار قسمیں بیان کی ہیں:

1 قولی عبادت:

اس کو زبانی عبادت بھی کہتے ہیں یعنی صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی، اسی سے مدد طلب کرنی، اسی کی پناہ میں آنا، اسی سے فریاد کرنا اور گناہوں کی بخشش کے لئے اسی کے سامنے استغفار کرتے ہوئے زبان سے اس کی حمد وثنا کرنا یہ سب چیزیں قولی عبادت میں شامل ہیں۔

2 فعلی عبادت:

اس کو بدنی عبادت بھی کہتے ہیں یعنی قیام، رکوع اور سجدہ صرف اور صرف اکیلے اللہ کو کرنا، طواف اور اعتکاف کے ساتھ ساتھ اس کی خوشنودی کے لئے حج عمرے کرنا اور روزے رکھنا یہ سب چیزیں فعلی عبادت میں شامل ہیں۔

3 مالی عبادت:

یعنی اپنے رزق حلال سے اللہ کی خوشنودی کے لئے اس کی راہ میں جانور کو ذبح کرنا، قربانی اور عقیقہ صرف اس کی رضا کے لئے کرنا، نذر و نیاز اور چڑھاوا صرف اور صرف اللہ کے نام کا دینا یہ سب چیزیں مالی عبادت میں شامل ہیں

4 قلبی عبادت:

اصولی طور پر قلبی عبادت یہ بدنی یا جسمانی عبادت میں ہی شامل ہے مگر پھر بھی اہمیت کی وجہ سے اس کا الگ ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ بندے کے دل میں سب سے زیادہ محبت اور سب سے زیادہ خوف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہیے اور اسی طرح توکل، رضا سمیت بندے کا دل اللہ کے سامنے خشوع وخضوع کے ساتھ بھرا رہنا چاہیے کیونکہ قلبی عبادات جس قدر زیادہ مضبوط ہوں گی، زبانی، بدنی اور مالی عبادات میں اس قدر زیادہ نکھار پیدا ہوگا۔

③ توحید صفات

توحید صفات یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جو صفات اور اس کے جو پیارے نام قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ کو اکیلا، بے مثال اور لاشریک مانا جائے یعنی یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جیسی صفات کسی دوسرے میں نہیں ہیں جیسا کہ خشکی اور تری میں، کھلے عام اور ہزاروں پردوں میں ہر ڈھکی چھپی چیز کو جاننا یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہی عالم الغیب ہے اور اس علم میں کوئی نبی ولی اللہ کا شریک نہیں ہے یا ہزاروں میل دور سے کسی کی فریاد کو سننا اور قبول کرنا یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ سمیع ہے اور مجیب ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان ناموں میں کوئی ولی یا غوث قطب اس کا شریک نہیں ہے اور شریک ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ کیونکہ اس کے علاوہ سارے لوگوں کی ضرورتوں کو سن کر پورا کرنا تو دور کی بات ہے کوئی دوسرا سارے بندوں کی زبانوں کو سمجھ بھی نہیں سکتا چہ جائیکہ وہ سن کر ان کی ضرورتوں کو پورا کرے۔

اور یاد رہے! جس طرح شرک فی الذات اور شرک فی العبادات خطرناک شرک ہیں اسی طرح شرک فی الصفات بھی ناقابل معافی گناہ ہے اگر کوئی شخص شرک فی الصفات کرتے ہوئے مرگیا تو اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا اس کے لئے صرف جہنم کے انگارے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۸۰ ①

اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اُسے اُن کے ساتھ پکارو اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے ناموں کے بارے میں سیدھے راستے سے ہٹتے ہیں، انھیں جلد ہی اس کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝۱۰۶ ②

اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، مگر اس حال میں کہ وہ شریک بنانے والے ہوتے ہیں۔

① الاعراف:180 ② یوسف:106

توحید کی دیگر اقسام کا جائزہ

قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے تو توحید کی کئی دیگر اقسام سامنے آتی ہیں جن میں اہم قسم ''توحید ذات'' بھی ہے۔ ''توحید ذات'' یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کی ذات میں اکیلا مانا جائے یعنی اس کی بیوی ہے نہ اس کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ماں باپ ہے وہ اکیلا ایسا بے مثال اور لاشریک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات کا حصہ ہے اور نہ ہی وہ کسی کی ذات کا حصہ ہے۔ جن مجوسیوں نے خیر اور شر کا الگ الگ خالق قرار دیا، جن یہود ونصاریٰ نے حضرتِ عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور جن مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا اور جن ظالموں نے اللہ کے بندوں کو اس کی ذات کا حصہ بنا دیا انہوں نے کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کیا ہے اور یہ اتنا بڑا شرک ہے کہ اگر کوئی شخص اسی عقیدے پر مر گیا تو اس کا ٹھکانہ صرف اور صرف جہنم ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤ (1)

کہہ دو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے کسی کو نہیں جنا نہ وہ جنا گیا ہے۔ اور اس کی ہمسری کرنے والا کوئی نہیں۔

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ (2)

اور انہوں نے اس کے لیے اس کے بعض بندوں کو جز بنا ڈالا، بے شک انسان یقیناً واضح ناشکرا ہے۔

---

(1) الاخلاص: 1-4 (2) الزخرف: 15

اسی طرح بعض بعد والے اہلِ علم نے ''توحید حاکمیت'' کا بھی ذکر کیا ہے اور توحید حاکمیت کا مطلب ہے کہ اس کائنات کا حقیقی فرمانروا صرف اور صرف اللہ ہے اور اس کے حکم کی موجودگی میں کسی دوسرے قانون کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

کچھ اہل علم ''توحید اختیار'' کا بھی ذکر کرتے ہیں، توحید اختیار یہ ہے کہ ہر کام کو کرنے کا کامل اختیار صرف اللہ کے پاس ہے، وہ اپنے ارادے کو نافذ کرتا ہے اور اس کو نافذ کرنے میں وہ کسی سہارے کا محتاج نہیں ہے۔

اسی طرح ''توحید نفع وضرر'' کا ذکر بھی ملتا ہے، توحید نفع وضرر کا مطلب ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے اس کے علاوہ اللہ کے رسول، اولیاء اللہ اور جن، ستارے، فرشتے نفع ونقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے ہیں۔

بعض کتابوں میں ''توحید فی الدعا'' کو بھی بیان کیا گیا ہے۔توحید فی الدعا یہ ہے کہ ہر حال میں اور خاص کر مشکل میں دور سے صرف اللہ ہی کو پکارا جائے۔

اور ''توحید استغفار'' یہ ہے کہ بخشش کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے گناہوں کی بخشش کا اختیار اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی ہستی نہیں رکھتی ہے۔

''توحید اِستعاذہ'' یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق اور اختیارِ کل کا مالک سمجھ کر اس کی پناہ میں آنا، جو شخص جنگلوں اور صحراؤں میں خود کو جنوں یا فرشتوں کی پناہ میں دیتا ہے وہ شرک کرتا ہے۔

بہر صورت اس طرح کی کئی ایک اور اقسام بھی ہیں جو ''توحید ربوبیت''، ''توحید الوہیت'' اور ''توحید صفات'' میں ہی شامل ہیں، توحید کی کوئی قسم بھی ایسی نہیں ہے جو اِن جامع تین اقسام میں شامل نہ ہو۔

شرک اور شرک کی اقسام

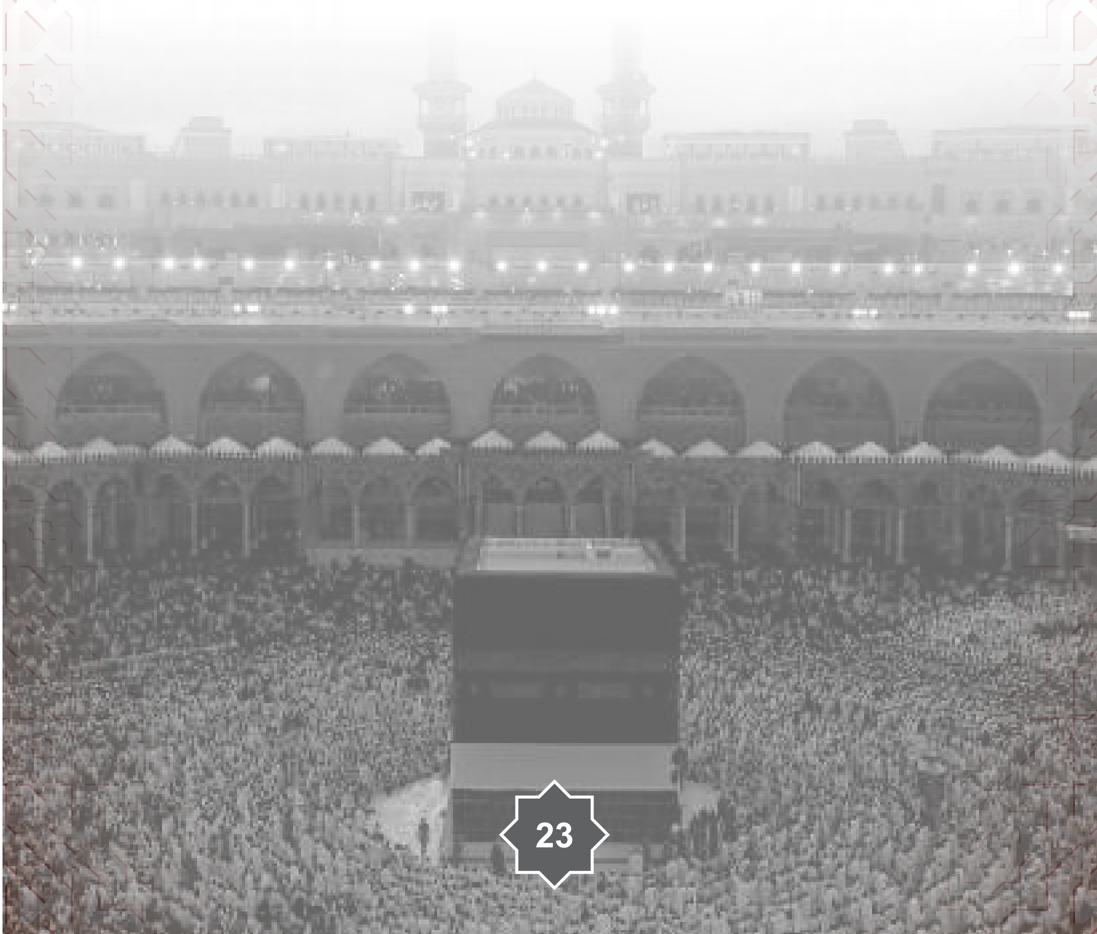

ذرّہ بھر شرک کرنے والا
شفاعت سے محروم ہو گا

سفارش اور شفاعت کا حق اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ملے گا۔ کسی نبی اور ولی کا اللہ تعالیٰ پر کوئی زور نہیں ہے۔ تبھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ شرک کرنے والے کو میری شفاعت نصیب نہیں ہو گی

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا

ہر نبی کی ایک دعا ایسی ہے جو (یقینی طور پر) قبول کی جانے والی ہے۔ ہر نبی نے اپنی وہ دعا جلدی مانگ لی، جبکہ میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کے لیے محفوظ کر لی ہے، چنانچہ یہ دعا ان شاء اللہ میری امت کے ہر اس فرد کو حاصل ہو گی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے فوت ہوا۔

صحیح مسلم: 491

آنے والے صفحات میں شرک کی اقسام کو پڑھ کر خود کو ہر قسم کے شرک سے بچا کر رکھیں

شرک اور شرک کی اقسام

کسی دوسری چیز کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا حصہ سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی دوسرے کو بھی شریک کر لینا یا اللہ تعالیٰ کی صفات کو کسی دوسرے میں مان لینا، جیسا کہ لوگوں نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور حضرت عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور بعض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور کا حصہ ہیں اسی طرح سجدہ، دعا اور نذر و نیاز جیسی سب عبادات اللہ کے علاوہ دوسرے کے لئے شروع کر دینا یا پھر اللہ تعالیٰ کی طرح علم اور قدرت کا مالک کسی دوسرے کو سمجھنا یہ سب کچھ شرک میں شامل ہے اور شرک کی بنیادی دو قسمیں ہیں

① شرکِ اکبر بڑا شرک یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا، مشکل کے وقت کسی دوسرے کو پکارنا، کسی دوسرے کو عالم الغیب سمجھنا، درباروں مزاروں پر نذر و نیاز لے کر جانا یا وہاں جانور ذبح کرنا، اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی غوث اعظم یا مشکل کشا سمجھنا، ستاروں اور نجومیوں کو اپنی تقدیر کے ساتھ جوڑنا یہ سب چیزیں شرکِ اکبر میں داخل ہیں۔

② شرکِ اصغر اس شرک کو شرکِ خفی یعنی پوشیدہ شرک بھی کہا جاتا ہے اور اس شرک میں خاص طور پر ریاکاری شامل ہے، یعنی جس نیکی کو خالص اللہ کی خوشنودی کے لئے کرنا تھا اس نیکی کو کسی دوسرے کی نگاہوں میں بڑا بننے کے لئے کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مثال کے ساتھ واضح کیا ہے کہ جس طرح تاریک رات میں پتھر پر چلنے والی چیونٹی کا علم نہیں ہوتا اسی طرح انسان میں ریاکاری داخل ہو جاتی ہے اور ساری زندگی بندے کو معلوم بھی نہیں ہوتا ہے اور اسی طرح کمزور عقیدے والی باتیں کرنا اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا یا کسی غیر اللہ کی محبت میں اس کی قسم اٹھانا اس طرح کی سب چیزیں شرکِ اصغر میں شامل ہیں۔

اگر قرآن مجید کی دو آیات کا اچھی طرح ترجمہ سمجھ لیں تو آپ کو شرک اور شرک کی تمام اقسام با آسانی سمجھ آ سکتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ

کہہ دے پکارو ان کو جنھیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے، وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔ اور نہ سفارش اس کے ہاں نفع دیتی ہے مگر جس کے لیے وہ اجازت دے۔ [1]

واضح ہو گیا کہ ہر قسم کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کسی نبی اور ولی کو اللہ تعالیٰ نے کسی دوسرے کو نفع ونقصان پہنچانے کا ذرہ بھر بھی اختیار نہیں دیا۔

اسی طرح زمین وآسمان کا نظام بنانے اور چلانے میں ربّ کے علاوہ کسی نبی ولی اور فرشتے کی کوئی شراکت نہیں ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قطب کے بغیر کائنات کا نظام ہی نہیں چل سکتا، اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ملکیت اور اختیار میں سے کچھ حصہ دیا ہے وہ کھلم کھلا شرک کرتے ہیں۔

اسی طرح قرآنی آیت نے واضح کر دیا کہ کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کا مددگار نہیں ہے وہ پوری کائنات کا حقیقی مددگار ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ولی یا فرشتہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کوئی دباؤ ڈال سکتا ہے یا اس کے بغیر نظامِ کائنات نہیں چل سکتا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت بڑا شرک کرتا ہے اور اسی طرح نئے پرانے سب مشرکوں کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ بعض ہستیوں کو اللہ کے ہاں اتنا مقام حاصل ہے کہ وہ اپنی سفارش سے جس کو چاہیں بخشوا لیں۔

[1] سبا:22-23

سب سے پہلے شرک کیسے شروع

اگر آج کے مسلمان اس حقیقت کو اچھی طرح جان لیں کہ شرک کیسے شروع ہوا؟ تو پھر ان کو یہ جاننے میں کوئی شبہ نہیں ہوگا کہ موجودہ قبر پرستی اور خاص کر فوت شدگان اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے مانگنا بھی خطرناک قسم کا شرک ہے۔

قرآن وحدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا شرک حضرت آدم علیہ السلام کے ایک ہزار سال بعد شروع ہوا، اس طرح کہ پانچ بہت ہی نیک بزرگ تھے جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے آکر ان بزرگوں کی یاد کے لئے مجسمہ بنانے کا وسوسہ دیا، چنانچہ بزرگوں کی یاد میں ان کے مجسمے بن گئے، پھر اس کے بعد، بعد والوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کا مقرب اور اپنا سفارشی سمجھ کر ان سے مانگنا اور ان کے آگے جھکنا شروع کر دیا اور پھر یہ سلسلہ آہستہ آہستہ بڑھتا چلا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے شرک کے خاتمے کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر "دعوتِ توحید" دے کر بھیجا تو لوگوں نے کہا ہم نے تو اپنے آباؤ اجداد کو اسی راستے پر پایا ہے اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو غور سے پڑھیں آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

صَارَتِ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ أَمَّا وَدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ، وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ، وَأَمَّا يَغُوثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ، ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَإٍ، وَأَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ، وَأَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِآلِ ذِي الْكَلَاعِ، أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوا إِلَى

مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ، فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ، وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ" (1)

جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ وَدّ دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔ سواع بنی ہذیل کا۔ یغوث بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی جوف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے، یعوق بنی ہمدان کا بت تھا۔ نسر حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل میں سے تھے۔ یہ پانچوں نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے جب ان کی موت ہوگئی تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھے تھے ان کے بت قائم کرلیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے نام پر رکھ لیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت قائم کیے تھے اور علم لوگوں میں نہ رہا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔

ہم نے آپ کے سامنے عربی عبارت ترجمے کے ساتھ تحریر کر دی ہے اس کو پڑھ لینے کے بعد بھی کیا قبر پرستی اور پیر پرستی کا کوئی جواز باقی رہتا ہے......؟

مگر افسوس کہ لاکھوں لوگ آج بھی اسی شرک میں مبتلا ہیں جس شرک کا آغاز حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں ہوا تھا فرق صرف اور صرف اتنا ہے کہ وہ مورتیاں، مجسمے اور پتھروں کے بت تراش کر شرک کیا کرتے تھے اور ہمارے ہاں پختہ قبریں اور دربار بنا کر کھلے عام یہ شرک کیا جاتا ہے اور عام مسلمانوں سے کروایا جاتا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

(1) صحیح البخاری: 4920

پرانے مشرک بھی اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق اور معبود سمجھتے تھے

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ آج تک جتنے مشرک بھی گزرے ہیں اُن میں سے اکثریت کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ اِس کائنات کا خالق بھی اللہ اور اس کائنات کا رازق بھی اللہ ہے اور جب دیگر سارے معبود جواب دے جاتے ہیں تو پھر ہماری فریادیں سننے والا بھی اللہ ہی ہے۔ یعنی کوئی مشرک بھی اللہ کے ساتھ شریک بنائے جانے والے نبی ولی یا فرشتے کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتا تھا، وہ سب یہی کہتے تھے کہ ہمارا خالق و مالک اور ہمارا معبودِ اعلیٰ صرف اللہ ہے۔ ہم جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں وہ اس نظریے سے بناتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے اختیار عطا کر دیئے ہیں اور ہم اپنی مرادیں ان کے آگے اس لیے رکھتے ہیں کہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ سے قبول کروانے کی قدرت رکھتے ہیں۔

اس سلسلے میں صرف دو آیات کا ترجمہ اچھی طرح پڑھ لیں تا کہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ ہر دور کے مشرک اللہ تعالیٰ کو کس طرح معبودِ اعلیٰ سمجھتے تھے۔

① فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ [1]

(شرک کرنے والے) پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں، اس حال میں کہ اسی کے لیے عبادت کو خالص کرنے والے ہوتے ہیں، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو اچانک وہ شریک بنا رہے ہوتے ہیں۔

② قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ

[1] العنکبوت: 65

وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ

(شرک کرنے والوں سے) کہہ دے کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے ''اللہ'' تو کہہ! پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟ (1)

ان دو آیات کا ترجمہ پڑھنے کے بعد ایک حدیث شریف پر بھی غور کر لیں جس سے آپ کو اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ مشرکین مکہ جن کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے تھے وہ اُن کو کسی صورت بھی اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اِن کے اختیارات ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اُن کو کچھ اختیار دیا ہوا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب مکہ کے مشرک طواف کرتے تھے تو وہ کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اے اللہ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات سنتے تو پھر آپ فرماتے تھے کہ ''ربّ تمہیں ہدایت دے رک جاؤ! اب ہمارا تمہارا کوئی اختلاف نہیں ہے، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے'' پھر مکے کے مشرک آگے سے جواب دیتے ''اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ'' لیکن ایک تیرا شریک ہے جس کا تو ہی مالک ہے وہ ذاتی کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ (2)

اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر، ضد اور ہٹ دھرمی کی ہر عینک اتار کر پوری امانت داری سے غور کریں کہ آج کل کے شرک میں اور پرانے شرک میں کیا فرق ہے......؟ اللہ کی قسم کچھ فرق نہیں ہے پرانے مشرک فرشتوں نبیوں، ولیوں اور جنوں کے متعلق جو عقیدہ رکھتے تھے آج کے کئی کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کا وہی عقیدہ ہے جو کہ سراسر شرک ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(1) یونس: 31
(2) الصحیح لمسلم: 1185

کلمہ شریف پڑھنے کے بعد بھی شرکیہ عقائد کی انتہا

خاص کر اب تو سوشل میڈیا کا دور ہے لوگ بالکل ہی کتابوں سے دور ہو گئے ہیں اور ان کے پاس قرآن کا سادہ ترجمہ اور حدیث شریف پڑھنے کا وقت بھی نہیں ہے ورنہ اگر کوئی شخص چند دن نکال کر تصوف کی کچھ کتابیں پڑھ لے اور خاص کر ہمارے معاشرے میں بعض لوگوں کے ہاں معروف اولیائے کرام کی کتابیں اور ان کے ملفوظات دیکھ لے تو اللہ کی قسم اس کی راتوں کی نیند اڑ جائے اور وہ ہر جملہ پڑھنے سے پہلے ہزار بار معاذ اللہ اور استغفر اللہ پڑھے اور ان کتابوں کو پڑھنے کے لئے اس کے سینے میں پتھر کا دل ہونا ضروری ہے۔

ہم نہایت دیانت داری سے چند کتابوں میں تحریر شرکیہ عقائد کا خلاصہ لکھ رہے ہیں آپ جگر تھام کر کچھ سطریں پڑھ لیں، یہ کسی دربار کے بھنگڑا خانے میں دھمال ڈالنے والے کسی عام مرید کی باتیں نہیں ہیں بلکہ یہ اُن کے بڑے بڑے اولیائے کرام کی کتابیں ہیں۔ یاد رہے! ایسے عقائد رکھنے والے لوگ اولیائے کرام نہیں ہو سکتے۔

صوفیائے کرام کے سردار محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم، عبد الحق دہلوی صاحب کی کتاب اخبار الاخیار، علی ہجویری صاحب کی کتاب کشف المحجوب، خواجہ عثمان صاحب کے ملفوظات پر مشتمل کتاب انیس الارواح، خواجہ معین الدین اجمیری صاحب کے ملفوظات پر مشتمل کتاب جسے خواجہ قطب صاحب نے مرتب کیا ہے دلیل العارفین، اسی طرح خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ملفوظات پر مشتمل کتاب فوائد السالکین، خواجہ فرید الدین گنج شکر کے ملفوظات کا مجموعہ راحت القلوب اور اسی طرح خواجہ نظام الدین اولیا کے ملفوظات پر مرتب کی گئی کتاب راحت المحبین سمیت کئی ایک کتابوں میں مندرجہ ذیل شرکیہ عقائد واضح طور پر لکھے گئے ہیں:

”ہمارے اولیائے کرام غیب کی باتیں جانتے ہیں بعض اولیائے کرام

مرنے کے بعد بھی بدستور زندہ رہتے ہیں، اس دنیا میں آتے جاتے ہیں بلکہ حاضر و ناظر ہیں، ان کے مریدوں کے اعمال نامے ان کے آگے پیش کیے جاتے ہیں اور وہ صرف پکار ہی نہیں بلکہ دلی خواہشات اور اندر کے بھید جان کر ان کو بھی پورا کر دیتے ہیں اور وہ ہر آنے والے کے متعلق پہلے ہی جان لیتے ہیں کہ وہ کیا لینے آیا ہے، مستقبل کے تمام واقعات ان کی نگاہوں کے سامنے رہتے ہیں، کسی کی تقدیر بدلنے پر ان کو پوری قدرت حاصل ہے، جس پر ان کی نگاہِ کرم ہوگئی اس کا بیڑا پار ہوگیا اور جس سے رخ پھیر لیا وہ کہیں کا نہیں رہا ،ان کا غصہ تباہ کر دیتا ہے، ان کو ماننے والا جہاں سے بھی پکارے وہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، جب جی چاہے دنیا میں رہتے ہیں اور جب چاہیں پردہ فرما لیتے ہیں دنیا کا کنٹرول ان کے حوالے ہے جو کچھ ہوتا ہے انہیں کے اشاروں سے ہوتا ہے حتی کہ قبر میں اگر منکر نکیر کسی مرید پر سختی کرنا چاہیں تو وہ مدد کے لئے فوری وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں'' انا اللہ وانا الیہ راجعون

قابل قدر مسلمان بھائیو! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے پرانے مشرکوں کا شرک بھی پڑھ لیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اور قرآن کے اُتر آنے کے بعد بھی اپنے بزرگوں کے بارے میں جو شرکیہ عقائد لکھے اور پھیلائے جاتے ہیں وہ بھی آپ نے پڑھ لیے ہیں اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اِن دونوں میں سے شرک کی خطرناک صورتحال کہاں ہے کیونکہ

اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

شرک کی انتہا یہ ہے کہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی سے پوچھا گیا کہ کیا اولیائے کرام ایک وقت میں مختلف مقامات پر موجود ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہوں کی دعوت قبول کر سکتے ہیں (1)

(1) ملفوظات حصہ اول: 127

کون سا شرک ہے جو اِس وقت نہیں ہو رہا؟

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ

أَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ

’’تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا اگرچہ تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاؤ، اور جلا دیئے جاؤ‘‘

سنن ابن ماجہ: 4034

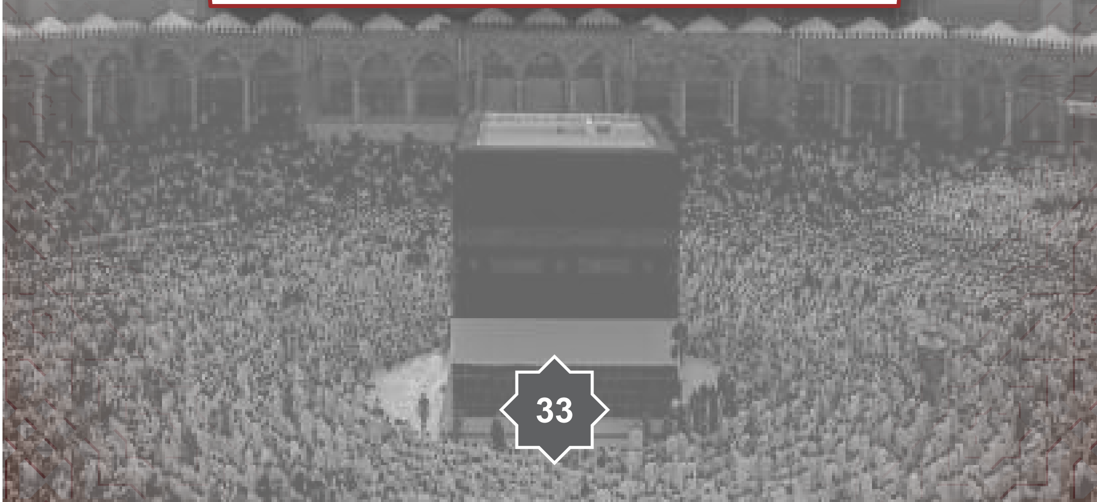

ایمان کے باوجود لوگ شرک کرتے ہیں

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾

اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، مگر اس حال میں کہ وہ شریک بنانے والے ہوتے ہیں۔

یوسف: 106

عام لوگوں کو یہ تصور دینا کہ **کلمہ گو مشرک** نہیں ہو سکتا یہ بہت بڑا دھوکہ ہے جب زنا کرنے والا زانی ہے، حرام کھانے والا حرامی ہے، شراب پینے والا شرابی ہے تو اسی طرح غیروں کو مشکل کشا سمجھ کر ان کو سجدے کرنے والا اور دُور سے ان کو پکارنے والا بلا شبہ **مشرک** ہے۔

کون سا شرک ہے جو اِس وقت نہیں ہو رہا؟

اِس ملک کو کلمے کے نام پر حاصل کیا گیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اِس ملک میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا پرچم لہرائے گا لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے اِس عہد کو اِس برے طریقے سے توڑ کر رکھ دیا ہے کہ شرک کی کوئی ایسی بدترین قسم نہیں ہے جو اِس ملک میں موجود نہ ہو۔

ہم اپنے حکومتی ذمہ داران اور تمام حساس اداروں سے گزارش کریں گے کہ وہ جہاں انسدادِ دہشت گردی کے لئے محنت کرتے ہیں وہاں انسدادِ شرک کے لئے بھی دن رات ایک کریں! جب توحید ہوگی تو پھر اللہ کی مدد ہوگی اور جب اللہ کی مدد ہوگی تو پھر امن ہوگا اور جب اللہ کی طرف سے امن ہوگا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمارا نقصان نہیں کر سکے گی۔ ان شاء اللہ

ہمارے دائیں بائیں ہونے والی شرک کی چند خطرناک اقسام

1. فرشتوں کی پوجا
2. جنوں کی پوجا
3. رسولوں کی پوجا
4. پنجتن پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوجا
5. اولیا کی پوجا
6. وڈیروں کی پوجا
7. غیروں کے قانون کی پوجا
8. ستاروں کی پوجا
9. قبروں کی پوجا
10. تصویروں کی پوجا
11. نفس کی پوجا
12. جانوروں کی پوجا
13. کپڑوں کی پوجا

❶ فرشتوں کی پوجا

عرب کے لوگ ایسے بے وقوف نہیں تھے کہ ہر پہاڑ اور پتھر کی پوجا کرتے پھریں، انہوں نے صرف بعض پتھروں کے مجسمے تراش کر ان کے بت بنا رکھے تھے بلکہ ان کے بعض بت فرشتوں کی ہی یادگار تھے۔ وہ بت اور مجسمے کی شکل میں اصل محبت اور فریاد کا مرکز فرشتوں کو ہی سمجھتے تھے کیونکہ انہوں نے ایک من گھڑت عقیدہ بنا رکھا تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں جب ہم اِن کو پکارتے ہیں تو اِن کے پکارنے سے اللہ کی بارگاہ میں ہمیں قبولیت حاصل ہوتی ہے اہل مکہ کے ہاں جو ''لات، منات'' اور ''عزیٰ'' نامی بت تھے وہ تینوں فرشتوں کے نام پر تھے اور انہوں نے تینوں کے نام عورتوں کے نام پر رکھے ہوئے تھے اور اُن کو اپنا بہت بڑا سفارشی سمجھتے تھے اسی لئے تو قرآن کہتا ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾ [1]

پھر کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔ اور تیسری ایک اور (دیوی) منات کو۔ کیا تمھارے لیے لڑکے ہیں اور اس کے لیے لڑکیاں؟ یہ تو اس وقت ناانصافی کی تقسیم ہے۔

آج کل ہمارے معاشرے میں بھی فرشتوں کی نسبت یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ یہ ہمارے حالات سے باخبر ہیں اور اُن کی فریاد اور پکار سے ہمارے مشکل مسائل حل ہوتے ہیں اور ہم نے کئی تعویذات میں کھلے عام ''یا میکائیل'' اور ''یا اسرافیل'' کی صدائیں لکھی ہوئی دیکھی ہیں اور مسلمان اِن تعویذات کو اپنی مشکلات کے حل کے لئے اپنے گلوں میں لٹکاتے ہیں یا بازوؤں پر پہنتے ہیں جبکہ یہ بدترین شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

[1] النجم:19-22

❷ جنوں کی پوجا

اہل عرب کی طرح کئی پرانے مشرک جنوں کو پکارتے آرہے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس ایک خاص طاقت اور علم ہے اور ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص رشتہ ہے اور یہ ہمارے نفع ونقصان کے مالک ہیں اگر ہم ان کو پکاریں گے تو ہمارے کئی مسائل حل ہو جائیں گے اس سلسلے میں آپ سورۃ جن کا مطالعہ کریں تو آپ کے سامنے مشرک جنوں کی توبہ اور بعض جنوں کی مشرکانہ سرکشی کھل کر سامنے آجائے گی اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ (1)

اور انھوں نے اس کے درمیان اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنادی، حالانکہ بلاشبہ یقیناً جن جان چکے ہیں کہ بے شک وہ ضرور حاضر کیے جانے والے ہیں۔ اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح جنوں کو اللہ کا شریک بنانے پر ان کا رد کرتے ہوئے ارشادِ ربانی:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ.... ﴿۱۰۰﴾ (2)

اور انھوں نے جنوں کو اللہ کے شریک بنادیا۔

جنوں کی پوجا کے حوالے سے ہمارے ملک میں ہمارے نجومی حضرات کا بیڑا غرق ہو چکا ہے اور وہ پورے معاشرے کا بیڑا غرق کر رہے ہیں ان لوگوں نے اپنے پاس کالے علم کے لئے سرکش جن رکھے ہوتے ہیں جن کو موکل کہا جاتا ہے ان کے ذریعے وہ غیب کی خبروں کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ بد بخت لوگ جنوں کے کہنے پر ہر قسم کا کفر اور شرک کرتے ہیں اور ایسے ظالم نجومیوں کے اڈے ہر شہر میں سرِ عام کھلے ہوئے ہیں اور کوئی حکومتی ذمہ دار اِن کو پوچھنے والا نہیں ہے۔

(1) الصافات 158-159　(2) الانعام:100

③ رسولوں علیہم السلام کی پوجا

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود ونصاریٰ رسولوں کی پوجا کیا کرتے تھے، یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا سمجھتے تھے اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے بارے مشرکانہ عقیدہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا خوب رَدّ کرتے ہوئے فرمایا:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۳۰ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰـهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱ [1]

اور یہودیوں نے کہا عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ اُن کے مونہوں کی باتیں ہیں، وہ اُن لوگوں کی بات کی مشابہت کر رہے ہیں جنھوں نے اُن سے پہلے کفر کیا۔ اللہ انہیں مارے، کدھر بہکائے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا ربّ بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ نہیں انہیں حکم دیا گیا سوائے اس کے کہ وہ ایک معبود کی عبادت کریں، کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

بلکہ قیامت والے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا جائے گا: کیا آپ نے ان کو اپنی عبادت کا کہا تھا؟ تو وہ آگے سے جواب دیں گے: اے اللہ! تیری ذات تو

[1] التوبہ:30-31

بے عیب ہے میرے لئے تو کسی طرح بھی لائق نہ تھا کہ میں ایسی بات کرتا۔

مگر افسوس کی بات ہے کہ آج کے دن تک یہود و نصاریٰ اپنے اِن شرکیہ عقائد پر ہٹ دھرمی سے قائم ہیں اور ان کے عقیدے عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہیں آج کل کے مسیحی حضرات تو یہاں تک کہتے ہیں کہ باپ خدا، بیٹا خدا، مریم خدا تینوں مل کر ایک خدا اور وہ کھلے عام ''خداوند یسوع مسیح'' کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی طرح امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کہ ''اَدْرِکْنِيْ یَا رَسُولَ اللّٰہ'' اے اللہ کے رسول مجھے پہنچ کر میری مدد کرو، یا مشکل وقت میں ''یا رسول اللہ مدد'' کا نعرہ لگانا اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور کا حصہ سمجھنا بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت میں عقیدے کا پاس رکھنا چاہیے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی تک کسی صحابی نے کسی مشکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدد کے لئے نہیں پکارا تھا اور وہ پکار بھی کیسے سکتے تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ساری تعلیمات جان رکھی تھیں کہ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

① لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ [1]

مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو نصاریٰ نے اُن کے رُتبے سے بڑھا دیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے (میرے متعلق) یہی کہا کرو کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

② إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ [2]

جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو

[1] صحیح البخاری: 3445 [2] جامع الترمذی: 2516

4 پنجتن پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوجا

ہمارے معاشرے میں پنجتن پاک سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدہ فاطمہ، حسن و حسین اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں حالانکہ صحیح نظریہ یہ ہے کہ سب تن پاک ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر وہ صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین جس نے ایمان کی حالت میں آپ کی زیارت کی اور ایمان پر فوت ہوا وہ پاک ہے اللہ تعالیٰ کی پاک جنتوں کا مہمان ہے۔

بہر صورت ہمارے معاشرے میں پنجتن پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ وہ بڑی قوتوں کے مالک ہیں، جو کچھ ملتا ہے ان کے صدقے ہی ملتا ہے، ان کے اختیارات بہت زیادہ وسیع ہیں اور مشکل وقت میں ان کو پکارا جائے تو وہ دعائیں سنتے ہیں اور قبول کرتے ہوئے مشکلات کو دور کرتے ہیں، حضرات پنجتن پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں یہ عقیدہ سراسر توحید کے منافی ہے اور ان کی صاف صاف پوجا اور عبادت ہے بلکہ کئی لوگ تو سرِ عام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور پنجتن پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی پر برا وقت نہ لائیں، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پنجتن پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی ذاتی طور پر نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں جبکہ ایسا عقیدہ شرکِ اکبر ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مندرجہ بالا پانچوں ہستیاں شان اور مقام میں اپنا کوئی جوڑ نہیں رکھتیں ان سے محبت کرنا فرض ہے اور جنت جانے کا ذریعہ ہے اور جو کوئی شخص ان کی معمولی سی بھی گستاخی کرتا ہے وہ پرلے درجے کا لعنتی اور آگ کا حقدار ہے۔ لیکن یاد رہے! جس طرح ان کی گستاخی نری تباہی ہے اسی طرح ان کی شان میں حد سے بڑھتے ہوئے ان کی پوجا کرنا شرکِ اکبر ہے جو کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

5 بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوجا

شخصیات کی محبت میں اپنے آپ کو اعتدال میں رکھنا یہ بہت بڑی کامیابی ہے لیکن یہ کامیابی بہت تھوڑے لوگوں کے نصیب میں آئی ہے ورنہ شیطان لعین نے مسلمانوں کی اکثریت کو عقیدت اور محبت کے نام پر شرک جیسے خطرناک گناہ میں مبتلا کر دیا ہے۔

تمام سچے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جنتی ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد کوئی دوسرا طبقہ ان کے شان اور مقام کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ پاکیزہ جماعت ہے جن کی سیرت اور عظمت قرآن بیان کرتا ہے لیکن بعض لوگوں نے یہاں بھی محبت کی حدوں کو کراس کیا اور بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہوئے مشکل وقت میں ان کو پکارنا شروع کر دیا جیسا کہ ہمارے ہاں کئی لوگ یا علی مدد کے نعرے لگاتے ہیں اور ہر مشکل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پکارتے ہیں اور اسی طرح حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی محبت میں بھی ان کی عبادت شروع کر دی جاتی ہے جبکہ یہ سارے لوگ اللہ کے راہ میں شہید ہوئے ہیں اور جو شہید ہوا ہو وہ حاجت روا، مشکل کشا اور روزی روٹی دینے والا کیسے ہو سکتا ہے......؟

اور اس سلسلے میں کئی ایک روایات بھی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے علی رضی اللہ عنہ کچھ لوگ تیری توہین کر کے اپنے آپ کو برباد کریں گے اور کئی لوگ تیری محبت میں حد سے بڑھتے ہوئے اپنے عقیدے کا ستیاناس کریں گے اور اگر دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق دونوں گروہ اس وقت موجود ہیں جن کو ناصبی اور رافضی کہا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی محبت میں اعتدال کے درجے پر رکھا ہے اور ہم ان کو اللہ کا مقرب بندہ، محبوبِ خدا اور جنتی مہمان سمجھتے ہیں۔

6 اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی پوجا

دین کے رہبر اور دین کے امام کی حد درجہ عزت کریں اچھا بلانے، کھلانے، پلانے اور پہنانے میں کسی قسم کی کوئی غفلت نہ کریں نیک لوگوں کے شان ومقام کا لحاظ رکھنا ہم سب پر فرض ہے مگر نیک لوگوں اور پیروں فقیروں کو اللہ تعالیٰ کی خدائی میں حصے دار سمجھنا کہ خدائی کارخانے میں ان کا بھی عمل دخل ہے، یہ دُور سے ہماری سنتے ہیں اور ہمارے معاملات اور تقدیر کو بہتر کرنے کا ربّ تعالیٰ نے ان کو اختیار دے دیا ہے یہ سارے عقائد شرکیہ ہیں اور نیک لوگوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنے والوں کی توحید بالکل ختم ہو جاتی ہے یہی کام تو ہم سے پہلے یہود و نصاریٰ نے کیا تھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (2)

انہوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا ربّ بنالیا

آج کل ہمارے ہاں بھی یہ شرک اپنے عروج پر ہے کسی کو اپنا بزرگ سمجھ کر اس کے آگے سجدے کیے جاتے ہیں اور اس کو اپنے نفع ونقصان کا مالک سمجھا جاتا ہے بلکہ بعض کتابوں میں یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ بغیر غوث اور قطب کے زمین وآسمان کا نظام چل ہی نہیں سکتا فلاں بزرگ طوفانوں سے نجات دیتے ہیں، فلاں بزرگ ہماری مشکلات دور کرتے ہیں، فلاں بزرگ ہماری کھوٹی قسمتیں کھری کرتے ہیں، فلاں بزرگ ہمیں اولاد سے نوازتے ہیں اور فلاں بزرگ ہمارے گنج بخش ہیں یعنی وہ ہمیں خزانے دیتے ہیں۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون) اگر سب کچھ بزرگ کرتے ہیں تو پھر اللہ کس کام کے لئے ہے......؟

جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَاۗءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ (1)

یہ (بت) چند ناموں کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں، جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

(1) التوبة:31 (2) النجم:23

7 وڈیروں کی پوجا

اولیائے کرام کی طرح اپنے خاندان کے بڑوں اور وڈیروں کا احترام کرنا ہم سب پر فرض ہے جو شخص اپنے آباؤ اجداد کی عزت نہیں کرتا اس کا ایمان ناقص ہے مگر اپنے وڈیروں کے پیچھے چل کر ساری زندگی شرک پھیلاتے رہنا اور ساری زندگی توحید کی مخالفت کرتے رہنا اور سارا زور بدعات اور رسومات کو پھیلانے پر لگا دینا یہ بھی وڈیروں کی عبادت اور پوجا ہے جو کہ کائنات کا بدترین شرک ہے۔

ہمارے ہاں اکثر لوگوں نے اپنے باپ دادا کے رواج اور ان کے چال چلن کو دین اور شریعت کا درجہ دیا ہوا ہے ان کے باپ دادا جو کہہ گئے یا جو کر گئے ان کے لئے اسی پر ڈٹے رہنا مجبوری ہے چاہے اس کے مقابلے میں قرآن وحدیث کے درجنوں دلائل موجود ہوں اور یہی ناپاک حرکتیں پرانے مشرک بھی کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ [1]

اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اگر چہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ ہدایت پاتے ہوں۔

ہمارے ہاں اکثر لوگ قرآن وحدیث کے دلائل سن لینے کے بعد یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ مولوی صاحب آپ ٹھیک کہتے ہو آپ کا مسئلہ درست ہے لیکن ہم اپنے بڑوں کے رواج کو نہیں چھوڑ سکتے ہیں یہ ہماری مجبوری ہے ورنہ ہمارا ناک نہیں رہتا۔

یاد رکھو! یہ بھی کائنات کا بدترین شرک ہے اور جو لوگ اس شرک سے توبہ کیے بغیر مرجاتے ہیں وہ کسی صورت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حق دار نہیں ٹھہر سکتے۔

[1] المائدہ:104

8 غیروں کے قانون کی پوجا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن وحدیث میں کامیاب زندگی گزارنے کے لئے اور ہر قسم کی ناکامی سے بچنے کے لئے درجنوں قوانین، حدود اور تعزیرات بیان فرمائی ہیں اور مسلمان ہونے کی وجہ سے ہم سب پر فرض ہے کہ ہم اپنی زندگی کا ہر اہم فیصلہ اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ قانون کے مطابق کریں جو لوگ عدالتوں یا جرگوں میں اللہ کے قوانین سے ہٹ کر انگریزوں کے قانون کے مطابق یا اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں غیر کے قانون کی پوجا کرتے ہیں، یہ بھی شرک کی ایک بدترین قسم ہے اس سلسلے میں اگر قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو منافقین کھلے عام اس شرک کا ارتکاب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلے یہودی عدالتوں میں لے جایا کرتے تھے اور وہاں رشوت دے کر من چاہی کامیابی حاصل کر لیتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ [1]

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ چاہتے

[1] النساء:60-61

یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کر دے، بہت دور کا گمراہ کرنا۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔

ہمارے ہاں بھی اپنے علمائے کرام اور اپنی شرعی عدالتوں سے قرآن وحدیث کے قانون کے مطابق فیصلے کروانے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اور قرآن وسنت کو چھوڑ کر بلکہ اس کے مقابلے میں انگریز کے قانون کو پسند کیا جاتا ہے اور اسی کے مطابق کئی کئی سال ذلیل وخوار ہو کر فیصلے کروائے جاتے ہیں۔

اور قرآن مجید ایسے لوگوں کے بارے میں دوٹوک فیصلہ سناتے ہوئے کہتا ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

پس نہیں! تیرے ربّ کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کر لیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔ (1)

(1) النساء:65

⑨ چاند ستاروں کی پوجا

پہلی قوموں کی تاریخ کو پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پرانے مشرک سورج، چاند اور ستاروں کی بھی پوجا کیا کرتے تھے حتی کہ سورج چاند کو سجدے ہوتے تھے اور ستاروں کی گردش کو اپنی غمی وخوشی کے ساتھ جوڑا جاتا تھا بلکہ کئی مشرک تو بارش ہونے پر بھی یہی کہا کرتے تھے کہ ہم فلاں ستارے کی وجہ سے پانی پلائے گئے ہیں حالانکہ سورج، چاند اور ستارے یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام اور دائرے کے تحت ہیں انسان کی عبادت اور اس کی تقدیر کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝٣٧ ⑴

اور اسی کی نشانیوں میں سے رات اور دن، اور سورج اور چاند ہیں، نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا، اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝٤٨ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝٤٩ ⑵

اور یہ کہ بے شک اسی نے غنی کیا اور خزانہ بخشا۔ اور یہ کہ بے شک وہی شعریٰ (ستارے) کا ربّ ہے۔

یاد رہے! شعریٰ ستارے کا نام ہے جس کی یہ لوگ پوجا کیا کرتے تھے۔ اور اس وقت ہمارے ہاں بھی ستاروں کی پوجا ہوتی ہے ہمارے اکثر نوجوان بچے بچیاں عاملوں اور نجومیوں کو اپنے حالات بتا کر یا اپنے ہاتھ دیکھا کر اپنے مقدر کا ستارہ پوچھتے ہیں اور پھر اس پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ فلاں سال ہماری خوشی کا سال ہوگا اور فلاں سال ہماری غمی کا سال ہوگا جبکہ یہ بھی بدترین شرک ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص نجومی کو جا کر ہاتھ دیکھا تا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اعمال کو برباد کر دیتے ہیں

⑴ حم السجدہ:37 ⑵ النجم:48-59

⑩ قبروں کی پوجا

قرآن وحدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود ونصاریٰ خاص طور پر قبروں کی پوجا کیا کرتے تھے انہوں نے اپنے انبیاء واولیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح لعنت ہے کہ:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا [1]

یہوداور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

اس وقت ہمارے ملک میں قبر پرستی اس قدر عروج پر ہے کہ شاید ہی کوئی شہر ہو جس میں دربار نہ ہواور وہاں پر دن رات غیر اللہ کی نذرو نیاز اور سجدوں کا سلسلہ جاری نہ ہو بلکہ ایک سروے کے مطابق ہمارے صوبہ پنجاب میں درباروں کی تعداد 6000 سے بھی زیادہ ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو چھوڑ کر عشق کے دعوے کیے اور ہم نے دربار، مزار اور پختہ قبریں بنانا شروع کر دیں تو ہمارا سارا ملک شرک کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔

قبروں کی پوجا کا عالم یہ ہے کہ ہر دوسرا شخص یہ سمجھتا ہے کہ مزاروں پر جانے سے میرے مشکل کام حل ہوتے ہیں اور وہاں میرے من کی ساری مرادیں پوری ہوتی ہیں اور قبروں میں دفن بزرگ میرے دل کے سارے حال بھی جانتا ہے اور پھر شرک در شرک یہ ہے کہ ہر سال ان کو غسل دیا جاتا ہے اور بزرگوں کے عقیدت مند غسل کے

[1] صحیح البخاری 1330

پانی کو شیشیوں میں بھرتے ہیں اور اس پانی کو بھی اپنے لئے برکت کا باعث سمجھتے ہیں۔

ہمارے ایک بزرگ درباروں، مزاروں اور پختہ قبروں پر تبصرہ کرتے ہوئے اکثر کہا کرتے تھے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے قبروں کو پختہ بناتے ہیں اور ان پر عالی شان گنبد کھڑا کرتے ہیں وہ دراصل ایک بہت بڑی دکان کی بنیاد رکھتے ہیں، قبر کی تجارت شروع کرتے ہیں اور قبر میں موجود بزرگ کو ساری زندگی بیچ بیچ کر کھاتے ہیں کیونکہ ان کو بھی علم ہے کہ سنت کے مطابق کچی قبر بنانے سے ہمارا سارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا، کچی قبر کبھی بھی آمدنی کا ذریعہ نہیں بن سکتی وہ تو عام قبروں میں مل جاتی ہے، جب مرید آئیں گے تو وہ قبرستان کی تمام قبروں میں سے کس طرح پہچانیں گے کہ ان کا مشکل کشا کہاں لیٹا ہوا ہے؟ نذر و نیاز دینے والوں کو گنبد والی اونچی قبر دور سے نظر آنی چاہیے تا کہ آنے والے مسافر اور گزرنے والے راہگیر سارا کچھ لے کر وہیں پر حاضری دیں اور پھر آگے کئی نسلیں ہمیشہ کے لئے عیش کریں۔

اس وقت عملی طور پر یہی کچھ ہو رہا ہے ماہانہ لاکھوں کی آمدن ہے اور جتنے گدی نشین حضرات ہیں وہ کروڑوں کے مالک ہیں اور ان کے بینک بیلنس دیگر ممالک میں بھی موجود ہیں۔

یاد رکھو! قبر کی کمائی کا دین میں کوئی تصور نہیں ہے بلکہ اس طرح کے تمام نذرانے شریعت نے حرام قرار دیئے ہیں، ہم حکومتی ذمہ داران سے بصد ادب گزارش کریں گے کہ اس اعلانیہ شرک کو سختی سے روکا جائے اور مسلمانوں کو شرک جیسی خطرناک لعنت سے بچایا جائے۔

⑪ تصویروں کی پوجا

آج کل جدید دور ہے، سائنسی اور ٹیکنیکل کمالات عروج پر ہیں اور ہم پوری دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ دین کی دعوت یا کسی اہم ضرورت کے لئے کیمرے سے تصویر یا ویڈیو بنانا کچھ حد تک جائز ہے لیکن یہی تصاویر اگر برکت کے لئے کسی کمرے میں آویزاں کردی جائیں تو یہ شرکِ ہے اور ہمارے ہاں بعض لوگ اپنے کمروں میں اپنے بزرگوں کی تصاویر اس عقیدے سے آویزاں کرتے ہیں کہ ان سے برکت ہوتی ہے، بلائیں ٹلتی ہیں اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور ہمارے سامنے کئی ایسے لوگ بھی آئے ہیں جو صبح اٹھ کر سب سے پہلے بزرگوں کی تصویر کو ہاتھ سے چھوتے ہیں، سلام کرتے ہیں اور بوسہ تک بھی دیتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمارے لیے شام تک خیر ہی خیر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کمرے کو نحوست والا قرار دیا ہے جس میں کتا یا تصویر لٹکی ہوئی ہو، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ [1]

رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مورتیں ہوں۔

یعنی جو لوگ اپنے کمروں میں تبرک سمجھ کر بزرگوں کی تصاویر کو لٹکاتے ہیں وہ جہاں شرک کرتے ہیں وہاں رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور یاد رہے صرف محبت کے لئے تصویر لٹکانا حرام ہے شرک نہیں ہے۔

[1] صحیح البخاری: 5949

⑫ نفس کی پوجا

شرک کی ایک بڑی خطرناک قسم وہ خود پرستی بھی ہے کہ انسان کسی قبر یا حجر کی پوجا نہیں کرتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلہ میں اپنے نفس، من اور دل کی پوجا کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی عبادت کے ساتھ ساتھ صرف اسی کی اطاعت کی جائے لیکن جو شخص اپنے نفس، اپنے من اور اپنے دل کی خواہشات وشہوات کے پیچھے چل کر شیطان کو خوش کرتا ہے قرآن پاک نے ایسے عمل کو بھی شرک قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ (1)

کیا تو نے وہ شخص دیکھا جس نے اپنا معبود اپنی خواہش کو بنالیا، تو کیا تو اس کا ذمہ دار ہوگا۔

یاد رہے! نفس کی پوجا اور خود پرستی تکبر بھی ہے اور تکبر اور شرک میں معمولی سا فرق ہے اگر انسان غیر کی پوجا کرے تو یہ اعلانیہ شرکِ اکبر ہے اور اگر نفس کی پوجا کرے تو یہ بھی شرک کی ہی قسم تکبر ہے اور اس وقت ہمارا مال دار اور صاحب اقتدار طبقہ اسی شرک میں مبتلا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی واضح حدیث ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ (2)

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع ہوجائیں،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی سچی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(1) الفرقان:43
(2) مشکوۃ المصابیح:167

13 جانوروں کی پوجا

پرانے مشرک جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے ذبح کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس شرک سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہوئے فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ [1]

پس تو اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر لعنت کر دی کہ

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ [2]

اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جو ربّ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر یا کسی دوسرے کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر اس کی خوشنودی کے لئے جانور ذبح کرتا ہے۔

لیکن اس وقت شرک کی ایک بدترین صورت یہ بھی سامنے آئی ہے کہ لوگ درباروں کے لئے وقف شدہ جانوروں کو بھی اپنے لئے باعث برکت سمجھتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ان جانوروں کو محبت سے دیکھنا اور چھونا ہمارے لئے فائدے کا باعث ہے۔

اب تو کئی لوگ گھوڑوں کی پوجا کرتے ہیں، سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کو تیار کرنا، اس کو چومنا، ہاتھ لگانا اور اس کے نیچے سے گزرنا اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس گھوڑے کو پیار کرنے سے ہماری مشکلات دور ہوتی ہیں اور اس کے وسیلے سے برکتوں کا حصول ہوتا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

[1] الکوثر:2
[2] الصحیح لمسلم:5126

14 کپڑوں اور جوتوں کی پوجا

جس طرح کوئی شخص آسمان سے نیچے گرے تو اس کے پلّے کچھ نہیں رہتا اسی طرح شرک کرنے والا بدنصیب انسان بھی ہے گویا کہ وہ آسمان سے گرا ہے اور شرک کی خطرناک کھائیوں میں گر کر اس نے اپنے آپ کا ستیاناس کرلیا ہے اور اس وقت ہمارے ہاں شرک کرنے والوں کے عقیدے کی حالت یہ ہے کہ وہ مختلف درباروں کی رنگ برنگی ٹاکیوں کو بھی اپنے لئے باعث برکت سمجھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو پہننے اور لٹکانے سے ہماری مشکلات دور ہوتی ہیں بلکہ اب تو ہر تیسری گاڑی کے نیچے آپ کو کالے رنگ کا کپڑا لٹکا ہوا نظر آئے گا اور پوچھنے پر آپ کو یہ جواب ملے گا کہ اس کے صدقے اللہ تعالیٰ ہمیں نظر بد سے بچاتا ہے بلکہ اب تو چھوٹے بچوں کے جوتے بھی لٹکائے جاتے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

غور کریں قرآن آجانے کے بعد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور دعوت کے بعد بھی جو شخص کالے کپڑوں اور جوتوں کو اپنے لئے نظر بد سے بچنے کا سامان سمجھتا ہے وہ کس قدر بدنصیب انسان ہے۔ قرآن نے کیا خوب کہا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝۱۱۵ (1)

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

(1) النساء:115

دل کے بہلانے کو غالب! یہ خیال اچھا ہے

ہم نے پوری تفصیل کے ساتھ شرک کی ساری قسمیں تحریر کر دی ہیں اور ہمارے ہاں ہر طرح کا شرک پورے زور و شور کے ساتھ جس طرح ہو رہا ہے وہ بھی آپ کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے مگر اس سب کچھ کے باوجود شرک کو فروغ دینے والے اپنے دل کو بہلانے کے لئے صحیح البخاری کی ایک روایت کا مفہوم بگاڑنے کی بہت کوشش کرتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی قسم مجھے اس کا ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرو گے۔ [1]

اس حدیث کو لے کر شرک کرنے والے لوگ سرِ عام کہتے پھرتے ہیں کہ دیکھو جی یہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ شرک کیسے ہو سکتا ہے......؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہہ دیا کہ میری امت شرک نہیں کرے گی۔

حالانکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کی جماعت شرک نہیں کرے گی یا تم سارے میرے بعد شرک کے گناہ میں مبتلا نہیں ہو سکتے ہو، شیطان کا داؤ صرف بعض لوگوں پر چلے گا اور یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ [2]

اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں اور یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبیلے بتوں کی عبادت نہ کرنے لگ جائیں۔

---

[1] صحیح البخاری: 3596
[2] سنن ابی داود: 4252

اس صحیح حدیث کے مطابق ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک مسلمان شرک نہیں کر سکتے تو پھر آپ نے یہ کیوں ارشاد فرمایا......؟

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ"، وَذُو الْخَلَصَةِ: طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. (1)

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کا ذوالخلصہ کا (طواف کرتے ہوئے) پشتیں حرکت کریں گی اور ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔

ہم تو پورے دلائل کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ اس وقت بعض قبریں بھی بت خانے بنے ہوئے ہیں بلکہ اگر خرافات اور رسومات کو دیکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ایسی آوارگیاں پرانے مشرکوں کے بت خانوں میں بھی نہیں ہوتی تھیں جو آج کل کھلے عام درباروں پر نظر آ رہی ہیں اور درباروں پر جا کر سجدے کرنے والے اور وہاں نذرانے پیش کرنے والے وہی سوچ، نیت اور عقیدہ رکھتے ہیں جو پرانے مشرک اپنی مورتیوں اور بتوں کے متعلق رکھا کرتے تھے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخاری شریف والی حدیث کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ جس طرح پہلی امتوں نے اپنے نبیوں کو ہی معبود بنا لیا یا وہ نبی کے جانے کے بعد سارے کے سارے شرک فی الذات میں مبتلا ہو گئے میری امت ساری کی ساری اس طرح شرک میں مبتلا نہیں ہوگی کیونکہ یہ آخری امت ہے اس کے افراد کو توحید پر قائم رکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ حق کے دروازے کو قیامت تک کھلا رکھیں گے۔

(1) صحیح البخاری: 7116

لوگ شرک کیوں کرتے ہیں؟

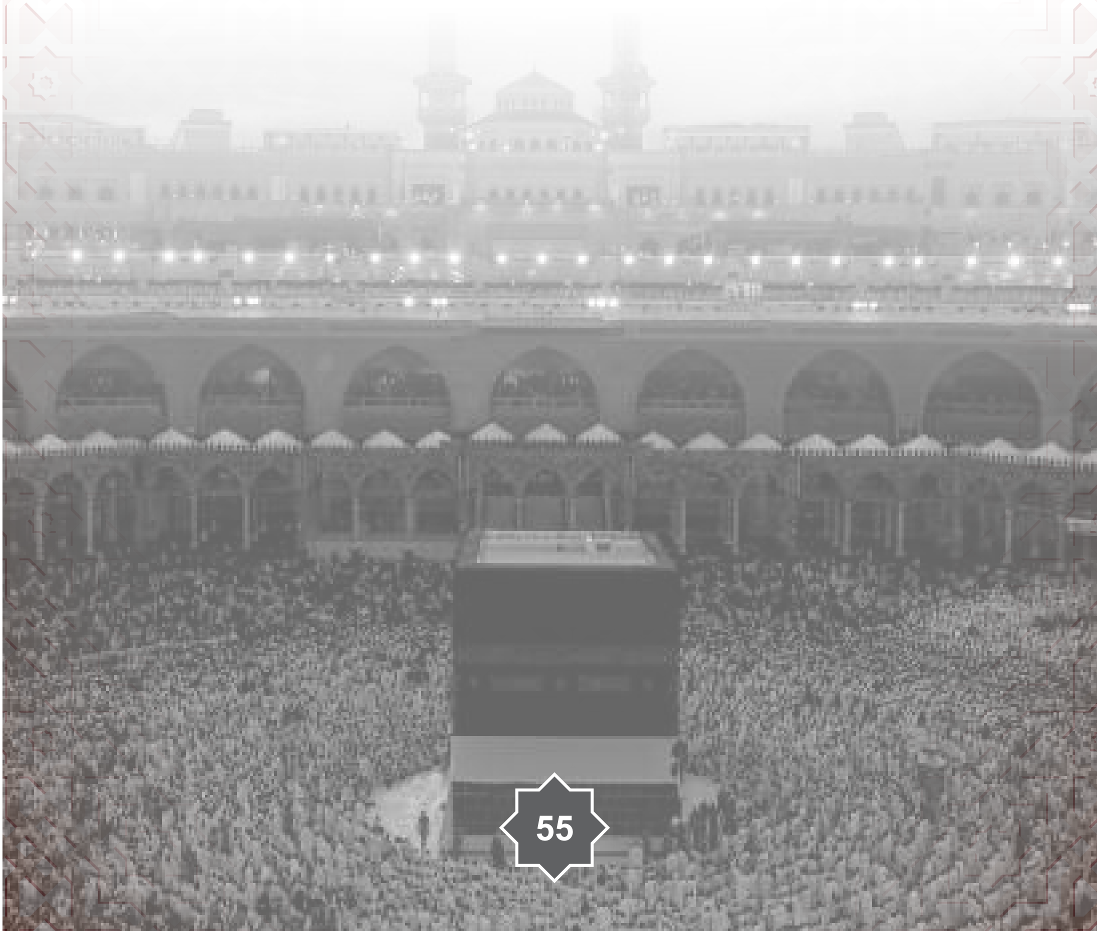

شرک کی وجہ ناجائز خواہشات

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥٠

پھر اگر وہ تیری بات قبول نہ کریں تو جان لے کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

القصص:50

لوگ شرک کیوں کرتے ہیں؟

کوئی بھی صحت مند مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں، رحمتوں اور عظمتوں پر غور کرتا ہے تو اس کے دل میں توحید کی محبت پیدا ہوتی ہے اور شرک کی شدید نفرت پیدا ہوتی ہے اور اس کو معلوم ہوتا ہے کہ ربّ کے سوا جتنے ہیں اور جس منصب پر ہیں وہ سب کے سب اس کے در کے فقیر ہیں اور وہ اکیلا دستگیر ہے۔

پھر اس سے بڑھ کر قرآن وحدیث میں درجنوں مقامات پر اس حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے کہ

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (1)

شرک حرام ہے اور بہت بڑا ظلم اور ناانصافی ہے۔

اور شرک کرنے والا انسان حد درجہ پلید ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (2)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہی ہے کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں، پس وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔

اسی طرح شرک کرنے والے کے دوسرے سارے نیک اعمال بھی برباد کردیئے جاتے ہیں:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ (3)

اور البتہ تحقیق تیری طرف وحی کی گئی اور ان لوگوں کی طرف بھی جو تجھ سے پہلے تھے کہ بلاشبہ اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہوجائے گا اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں سے ہوجائے گا۔

سب سے بڑھ کر کہ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو کبھی معاف نہیں کرے گا اور مشرک پر جنت حرام کر کے جہنم واجب کردی گئی ہے۔ اس کے باوجود مسلمان کثیر تعداد میں شرک میں کیوں مبتلا ہیں اگلے صفحات میں ہم کچھ اسباب ذکر کرتے ہیں۔

---

(1) لقمان:13 (2) التوبہ:28 (3) الزمر:65

جہالت کی وجہ سے شرک

اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت، جلالت اور محبت کو پہچان لیں تو وہ کبھی شرک نہ کریں، شرک کرنے کی سب سے پہلی وجہ لاعلمی اور جہالت ہے اور پھر لاعلمی اور جہالت اس حد تک ہے کہ بعض لوگ شرک بھی دین اور عبادت سمجھ کر کر رہے ہوتے ہیں آپ کسی بھی دربار اور مزار پر سجدہ کرنے والے سے پوچھیں اور جو شخص بھی وہاں نذر و نیاز لے کر جاتا ہے اور قبر والے کو اپنی تقدیر بدلنے والا سمجھتا ہے سے سوال کریں وہ آپ کو یہی جواب دے گا کہ میں یہ سارا کچھ دین سمجھ کر کر رہا ہوں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمارے ملک میں درجنوں دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کئی لوگوں نے پیسے کمانے کی خاطر دنیا کی عام چیزیں یا جانور وغیرہ قبر میں دفن کیے اور وہاں دربار بنا کر بیٹھ گئے اور آہستہ آہستہ وہاں پر اعلانیہ شرک کا اڈا بن گیا۔

اس لیے تمام اہل اسلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اللہ کی توحید کا علم حاصل کریں جو وہ کلمہ پڑھتے ہیں اس کلمے کی شروط کو سمجھ کر اس کے تقاضوں کو پورا کریں اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝١٩ (1)

پس جان لے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہ کی معافی مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی اور اللہ تمھارے چلنے پھرنے اور تمھارے ٹھہرنے کو جانتا ہے۔

اس حقیقت کو اچھی طرح پہچانیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے کہ جس کو سجدے کیے جائیں اور جس کو مشکل میں پکارا جائے ہر قسم کی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہی لائق ہے۔

(1) محمد: 19

بعض مولوی حضرات کی وجہ سے شرک

خاص طور پر ہمارے ملک میں شرک جیسے گناہ کے ہر طرف پھیل جانے کی ایک وجہ نام نہاد مولوی حضرات بھی ہیں جو دین کا لبادہ اوڑھ کر دن رات لوگوں میں شرک پھیلانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور وہ مسجدوں اور درباروں پر کھلے عام وعظ کرتے ہیں کہ بزرگوں کے مزار بنانا، ان کے مقبرے تعمیر کرنا اور وہاں پر عرس اور میلے ٹھیلے لگانا یہ ثواب کا کام ہے، قبروں پر نذر و نیاز لے کر جانا اور قبر والے کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنا اور وہاں بیٹھ کر عبادت کرنا یہ بہت بڑی عقیدت اور نیکی ہے۔

آپ خود غور کریں کہ جب سرِ عام سادہ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جائے گی تو پھر اس کا نتیجہ سوائے درباری نظام، قبر پرستی اور شرک کے اور کیا نکل سکتا ہے؟ ایسے لوگ جو دن رات قرآن وحدیث کی مخالفت کرتے ہوئے شرک کو فروغ دیتے ہیں یہ دنیا و آخرت کے بدترین لوگ ہیں کیونکہ ان پر جہاں اپنے کیے ہوئے شرک کا بوجھ ہوگا وہاں یہ قیامت والے دن ہزاروں مشرکوں کے بوجھ بھی اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔

ہم یہ پورے یقین سے لکھتے ہیں کہ اگر یہ دین کا نام لینے والے اصل دین بیان کرنا شروع کر دیں کہ قبر کو پختہ بنانا حرام ہے، قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا حرام ہے، قبر پر نذر و نیاز لے کر جانا حرام ہے اور قبر والے کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنا شرک ہے اور قبر والے کو مشکل وقت میں پکارنا شرکِ اکبر ہے......تو ان شاء اللہ چند دنوں میں اللہ کی ساری زمین سے شرک ختم ہو جائے۔

لیکن ہمارے معاشرے میں لوگ بے چارے اس قدر سادے ہیں کہ وہ صرف داڑھی، پگڑی اور زرق برق دستاریں دیکھ کر ان کے مرید بن جاتے ہیں اور شرک کو بھی اللہ تعالیٰ کا قرب سمجھ کر کرتے رہتے ہیں اور اس وقت شرک پھیلانے والے نام نہاد علما کی علمی حالت یہ ہے کہ ان کو قرآن مجید کا لفظی ترجمہ بھی نہیں آتا وہ صرف اور صرف لالچ کی خاطر ساری زندگی شرک کا وعظ کرتے رہتے ہیں اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو آگاہ کر دیا تھا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا [1]

اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے۔ بلکہ وہ باعمل بڑے علما کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

کوئی نارمل صحت مند آدمی تعصب کی عینک اتار کر پرانے شرک اور موجودہ شرک کا جب تقابل کرتا ہے تو وہ بالکل اسی نتیجے پر پہنچتا ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں اور اس وقت خاص طور پر برصغیر پاک وہند میں شرک پھیلنے کی ایک سب سے بڑی وجہ درباری مزاری نام نہاد مولوی حضرات ہیں ربّ تعالیٰ ان سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

---

[1] صحیح البخاری:100

حکومتی پشت پناہی کی وجہ سے شرک

کسی بھی ملک میں شرک کے پھیلنے کی ایک سب سے بڑی وجہ حکومتی پشت پناہی بھی ہے یعنی جب حکومتیں درباروں مزاروں کو فروغ دیں گی تو پھر چاہتے نہ چاہتے قبر کی پوجا کو فروغ ملے گا اور لوگ دیکھا دیکھی شرک جیسے خطرناک گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اس وقت ہمارے ملک میں درجنوں دربار ایسے ہیں جو حکومتی سرپرستی میں چل رہے ہیں اور وہاں پر کھلے عام قبروں پر سجدے اور غیر اللہ کی نذر و نیاز جاری ہے سرِ عام مرد و خواتین مل کر بھنگڑے ڈالتے ہیں، بھنگ اور چرس کے سوٹے لگاتے نظر آتے ہیں بلکہ اب تو ایسے ایسے حیا سوز واقعات بھی سامنے آئے ہیں جس سے ایک سچے مسلمان کی تکلیف اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ درباروں پر نہ ایمان محفوظ ہے اور نہ ہی عزت محفوظ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم اپنے تمام حکومتی اور سیاسی ذمہ داران کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ قوم کو شرکیہ درباری نظام سے سختی کے ساتھ منع کریں تا کہ قوم علم و فضل اور ہنر میں آگے بڑھے ہمارے دائیں بائیں کئی ایک ایسے ممالک ہیں کہ انہوں نے خوب محنت کر کے ترقی کی انتہا کو چھو لیا ہے مگر ہمارے ملک میں سینکڑوں باصلاحیت نوجوان اور بزرگ درباروں پر شور شرابہ کرنے، ڈھول بجانے اور بھنگڑے ڈالنے میں مصروف ہیں۔

نیک ہستی کا شان مقام دیکھ کر شرک

اللہ کی زمین پر شرک جیسے بدترین گناہ کے عام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ کسی بھی بڑی ہستی کا رتبہ اور مقام دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ بزرگ کے پاس اتنا بڑا رتبہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے بزرگ کو بلند ترین شان سے نوازا ہے لہٰذا بزرگوں کا اللہ تعالیٰ کے خدائی کارخانے میں بھی عمل دخل ہے ہم اپنی درخواستیں بزرگوں کے سامنے رکھیں گے اور یہ بزرگ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی کوئی نہ کوئی اختیار ضرور دے رکھا ہے۔

یہ وہ خطرناک مغالطہ ہے جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ شرک جیسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گئے حالانکہ یہ سمجھنے والی بات ہے کہ انبیائے کرام سے لے کر اولیائے کرام تک جتنے بھی عظیم بزرگ گزرے ہیں وہ سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلاتے تھے اور واضح الفاظ میں شرک کی مذمت کیا کرتے تھے اور اپنے متعلق یہ کھل کر کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے والے ہیں اور آپ کو اللہ کے عذابوں سے آگاہ کرنے والے ہیں ہم کسی بھی خزانے اور اختیار کے مالک نہیں ہے۔

اس سلسلے میں اللہ کی زمین پر سب سے پہلے جلیل القدر رسول حضرت نوح علیہ السلام کا وہ خطاب پڑھتے ہیں جو انہوں نے اپنی قوم کے سامنے کیا تھا:

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ [1]

اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ بے شک میں ایک فرشتہ ہوں۔

اس خطاب میں کس قدر واضح الفاظ میں بتا دیا گیا ہے کہ گنج بخش صرف اللہ ہے اور ہر ڈھکی چھپی کا علم بھی اللہ کے پاس ہے اور میں کوئی نوری بھی نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بھیجا ہوا

[1] ھود: 31

انسان ہوں اور تمہیں واضح طور پر آگاہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔

آپ بتائیں! جب حضرت نوح علیہ السلام جیسے پہلے جلیل القدر رسول بھی گنج بخش، مشکل کشا، عالم الغیب، نوری اور غوث اعظم نہیں ہیں تو پھر ان کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے؟

پھر اسی طرح اللہ کی زمین پر سب سے آخری اور سب سے افضل ترین رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کھلے عام اس بات کا اعلان کیا تا کہ لوگ کسی مغالطے کا شکار ہو کر شرک میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ شرک ہمیشہ عقیدت کی راہ سے ہی آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بیان کرتے ہوئے واضح فرمایا۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭوَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚاِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٨﴾ [1]

کہہ دے میں اپنی جان کے لیے نہ کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ کسی نقصان کا، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں نہیں ہوں مگر ایک ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ [2]

کہہ دے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں،

جب سب سے اونچی شان والے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنج بخش، مشکل کشا عالم الغیب، اپنے نفع ونقصان کے مالک اور نوری نہیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک قبر کو سجدہ گاہ نہیں بنایا گیا تو پھر دنیا میں کونسا ایسا بزرگ ہے جس کو مشکل میں پکارا جائے گا اور اس کی قبر پر نذر ونیاز پیش کی جائے گی؟

[1] الاعراف:188 [2] الانعام:50

جھوٹی کرامات کی وجہ سے شرک

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مرضی سے کبھی کبھار اپنی قدرت کا اظہار کرتے ہوئے کسی نیک انسان کے ہاتھوں کرامت ظاہر کر دیتے ہیں یعنی بظاہر عقل اور اسباب سے بالاتر ایسا کام ہو جاتا ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی غیبی مدد کارفرما ہوتی ہے اور اسی کو کرامت کہا جاتا ہے جس طرح کہ بعض صحابہ کرام اور بعض تابعین عظام اور صحیح العقیدہ سلف صالحین کی کرامتوں کا ذکر معتبر کتابوں میں صحیح سندوں کے ساتھ موجود ہے۔

لیکن اس نادر اور حساس عظمت کا سب سے زیادہ ناجائز فائدہ شرک پھیلانے والوں نے اٹھایا ہے پچھلے صفحات میں جہاں ہم نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے بعد شرک کی انتہا کا ذکر کیا ہے وہاں جن کتابوں کے نام آئے ہیں ان کو پڑھتے ہوئے ہماری نظروں کے سامنے ایسی ایسی بناوٹی اور ہوائی کرامات بھی سامنے آئی ہیں جن کو پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا رہا کہ صرف شرک کی خاطر یار لوگوں نے کیسے کیسے ظلم ڈھائے ہیں کسی کرامت میں سورج چل کر زمین پر آجاتا ہے، کسی کرامت میں انسان کی پنڈلی لکڑی کا کام شروع کر دیتی ہے، کہیں لمحہ بھر میں چور قطب بن جاتا ہے اور کہیں کعبہ چل کر بزرگوں کے قدموں میں آجاتا ہے اور کہیں اڑ کر رسول اللہ ﷺ کے روضہ پر پہنچ جاتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ساری کرامتیں صرف اور صرف لوگوں کو شرک میں پھنسانے کے لئے سو فیصد گھڑی ہوئی ہیں اور بعض جگہ تو کرامتوں کا ذکر کرنے سے پہلے بزرگوں کی طاقت اور ان کے اختیارات ایسے ذکر کیے گئے ہیں کہ جیسے ربّ تعالیٰ نے اپنی ساری قوت بزرگوں کے حوالے کر دی ہے وہ جب چاہیں جو چاہیں کرتے رہیں جبکہ قرآن شریف واضح الفاظ میں کہتا ہے

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ (1)

اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے مالک نہیں۔

(1) فاطر:13

معمولی معمولی مفادات کی وجہ سے شرک

ہمارے ہاں کئی لوگ معمولی مفادات کے لئے بھی بڑی دلیری کے ساتھ شرک کرتے اور کرواتے ہیں اور انہوں نے شرک کو ہی اپنی آمدنی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور یہ بات ایک حد تک درست بھی ہے کہ جب شرک پر ہی انسان کا گزر بسر ہو تو پھر شرک کو چھوڑنا آسان کیسے ہوسکتا ہے؟ مثال کے طور پر جو حضرت صاحب قبر پر بیٹھ کر نذرانے وصول کرتے ہیں اور بغیر ہاتھ ہلائے ان کی لاکھوں میں آمدنی ہے تو وہ کیسے شرک کو چھوڑ سکتے ہیں؟

اسی طرح جو حضرت صاحب شرکیہ تعویذ لکھ کر لوگوں سے تعویذوں کی فیسیں وصول کرتے ہیں وہ اس کالے دھندے اور شرک سے کیسے باہر نکل پائیں گے؟

بہرصورت اس وقت معمولی معمولی مفادات کی وجہ سے لوگ شرک کرتے اور کرواتے ہیں بلکہ اب تو معیار اس قدر گر چکا ہے کہ حلوے اور کھیر کی ایک پلیٹ پر اللہ تعالیٰ کی توحید کا سودا کر دیا جاتا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ایسے لوگوں کو صحابہ کرام کی قربانیاں سامنے رکھنی چاہئیں کہ جنہوں نے توحید کی خاطر تن من دھن حتی کہ اولاد تک کو بھی قربان کر دیا، کیا ہم توحید کے لئے نذرانے اور شرکیہ تعویذ نہیں چھوڑ سکتے؟ اور ایسے لوگ جو معمولی مفادات کی خاطر توحید کی راہ سے روک کر چند ٹکوں کے لئے قرآن کی آیتیں بیچتے ہیں ان کو مندرجہ ذیل آیت سامنے رکھنی چاہیے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ښ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ [1]

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں جو اللہ نے کتاب میں سے اتارا ہے اور اس کے بدلے تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں، یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھا رہے اور نہ اللہ ان سے قیامت کے دن بات کرے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

[1] البقرۃ:174

ضد اور تعصب کی وجہ سے شرک

ہم یہ بات اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں شرک کے پھیلنے کی ایک بڑی وجہ ضد بازی، ہٹ دھرمی اور تعصب ہے ہمارے یہاں وہابی سنی کا ایک ایسا خطرناک ماحول بنا دیا گیا ہے کہ کوئی کسی دوسرے کی بات سننے کو تیار نہیں ہے جس طرح پرانے مشرک توحید والوں کو ساحر، مجنون، دیوانہ اور گستاخ کہہ کر لوگوں کو ان کے خلاف کیا کرتے تھے یہی دھندہ آج بھی اپنے عروج پر ہے آپ کسی کو بھی یہ کہہ کر دیکھ لیں کہ بھائی قبر پر سجدہ نہیں کرتے، بزرگ کا احترام کرتے ہیں مگر اس کی پوجا نہیں کرتے وہ آپ کو فوری طور پر یہی کہے گا کہ تم وہابی ہو اور ہمارے بزرگوں کے گستاخ ہو۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

یہ ایک ایسا طریقہ واردات ہے جس کی وجہ سے عام مسلمان ساری زندگی شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبے رہتے ہیں۔

ہم اللہ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ اس تعصب اور ضد سے باہر نکلیں، اللہ کی توحید کو پہچانیں اور حقیقت کے راہی بنیں اور حقیقت یہی ہے کہ ہمارے ہاں اولیائے کرام کی ادنیٰ گستاخی کرنے والا بھی پرلے درجے کا لعنتی ہے اور ہم پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گستاخ کو بے ایمان اور مردود سمجھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم اتنی بات ضرور کہتے ہیں کہ ان کے احترام کو ملحوظِ خاطر رکھنا فرض ہے لیکن ان کی پوجا کرنا حرام ہے جو شخص ان کی قبروں پر جا کر سجدہ کرتا ہے یا کسی مشکل میں ہزاروں میل سے ان کو پکارتا ہے ایسا شخص شرک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا۔

شرک پھیلانے کا
سب سے خطرناک طریقہ

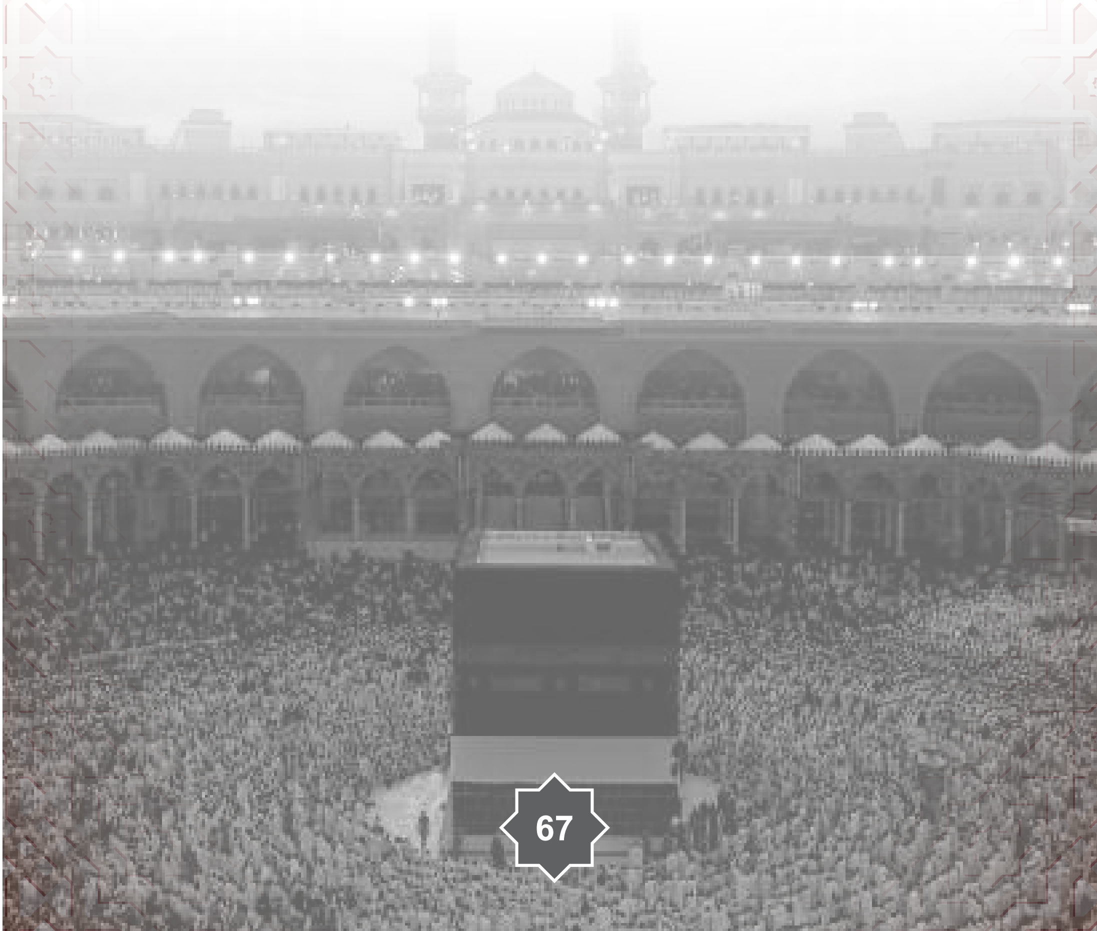

من چاہی تشریح یہود کی روش تھی

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

وہ لوگ جو یہودی بن گئے، ان میں سے کچھ لوگ بات کو اس کی جگہوں سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (ہم نے سنا اور نہیں مانا) اور إسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ (سن اس حال میں کہ تجھے نہ سنایا جائے) اور رَاعِنَا (ہماری رعایت کر) (یہ الفاظ) اپنی زبانوں کو پیچ دیتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے (کہتے ہیں) اور اگر وہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (ہم نے سنا اور مانا) اور إسْمَع وَانْظُرْنَا (سن اور ہماری طرف دیکھ) کہتے تو یقیناً ان کے لیے بہتر اور زیادہ درست ہوتا اور لیکن اللہ نے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے لعنت کی، پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم۔

النساء:46

شرک پھیلانے کا سب سے خطرناک طریقہ

قرآن مجید کے نزول کا سب سے پہلا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی توحید کو اجاگر کرنا ہے اور ہر قسم کے شرک کو ختم کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں قرآن توحید کے تمام پہلو کھول کھول کر بیان کرتا ہے وہاں شرک اور شرک کے سب چور دروازے بند کرتا ہے لیکن خاص طور پر پچھلی صدی سے لے کر اب تک جو سب سے بڑا خطرناک ظلم ہوا ہے وہ یہی ہے کہ جو قرآن توحید کو بیان کرنے کے لئے نازل ہوا تھا اسی قرآن کو شرک پھیلانے کا ذریعہ بنا دیا گیا اور شرک پھیلانے والے لوگ قرآن کی آیات کے ساتھ جو مذاق اور کھلواڑ کر سکتے تھے انہوں نے کھلے عام یہی سب کچھ کیا، جس کا خطرناک نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت خاص طور پر ملک پاکستان کی پوری فضا شرک کی غلاظت سے آلودہ ہے

یہاں پر ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ شرک پھیلانے والوں نے یہ خطرناک دھندہ اُس وقت شروع کیا کہ جب توحید والے لوگوں نے کھول کر سامنے رکھ دیا کہ قبر پرستی اور پیر پرستی کا دین میں کوئی تصور نہیں ہے اگر کوئی ایسی دلیل ہے تو وہ قرآن وحدیث سے پیش کی جائے......؟

شرک پھیلانے والوں نے شرک چھوڑنے کی بجائے سادہ لوح مسلمانوں کے لئے قرآن کو آڑ بنایا اور قرآن کی آیات پڑھ پڑھ کر قبر پرستی اور پیر پرستی کا جواز فراہم کرنے لگے اس سلسلے میں قرآن مجید کی درجنوں آیات کے ساتھ کھلواڑ کیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

آیت کی تحریف اور اس کے ساتھ مذاق

ایک بڑے مناظر صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ کیا نیک لوگ بھی مرنے کے بعد رزق تقسیم کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگے بالکل جس طرح انبیائے کرام وفات کے بعد فریادیں سنتے ہیں اسی طرح اولیائے کرام بھی مرنے کے بعد رزق دیتے ہیں اور اپنے مریدوں کی جھولیاں بھرتے ہیں، سوال کرنے والے نے کہا کہ اس کی کوئی دلیل قرآن مجید میں موجود ہے؟ وہ کہنے لگا ہاں موجود ہے، لاؤ میرے پاس قرآن میں ابھی قرآن سے دکھلاتا ہوں اب یہ مناظر صاحب قرآن سے دلیل دے رہے ہیں ذرا توجہ سے پڑھیں اور غور کریں کہ شرک پھیلانے والوں نے قرآن مجید کے ساتھ بھی کیسے کیسے خطرناک ظلم کیے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا (1)

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ قتل کر دیے گئے، یا مر گئے یقیناً اللہ ان کو ضرور خوب رزق عطا کرے گا۔

اس میں صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کی شہادت اور وفات کے بعد ان کی برزخ میں بہترین مہمان نوازی کی جاتی ہے وہ بڑے خوشگوار اور خوشحال ماحول میں ہوتے ہیں، اس آیت کا یہ وہ عام مفہوم ہے جس کو سب تفسیر کرنے والے مسلمانوں نے بیان کیا ہے لیکن مناظر صاحب یہ آیت پڑھ کر فرمانے لگے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کو مرنے کے بعد بھی رزق اور لنگر دیا جاتا ہے اور پھر کہنے لگے دوسری آیت میں آتا ہے:

(1) الحج:58

وَّمَنۡ رَّزَقۡنٰهُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنۡفِقُ مِنۡهُ سِرًّا وَّجَهۡرًا [1]

اور وہ شخص جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق دیا ہے تو وہ اس میں سے چھپ کر اور کھل کر خرچ کرتا ہے۔

اس آیت کو اور اس کے پسِ منظر کو قرآن مجید سے دیکھ لیں سب مسلمان اہل تفسیر نے یہی معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کا رد کرتے ہوئے ایک مثال بیان کی ہے کہ ایک نکما، کنگال غلام اور ایک دن اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا برابر نہیں ہو سکتے لیکن حضرت صاحب اس آیت کو پڑھ کر فرمانے لگے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کو اللہ رزق دیتا ہے وہ اس میں سے دن رات خرچ کرتے ہیں۔

چنانچہ پہلی آیت سے پتہ چلا کہ اولیائے کرام کو مرنے کے بعد بھی رزق ملتا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ دن رات مرنے کے بعد بھی تقسیم کرتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مناظر صاحب نے جب قرآن کی دو آیات کی معنوی تحریف کی اور ان آیتوں کے ساتھ ظلم، مذاق اور کھلواڑ کیا تو آگے بیٹھے ہوئے سینکڑوں سامعین نے واہ واہ اور بلند آواز سے سبحان اللہ کی صدائیں لگانا شروع کر دیں۔

جس قوم کے مناظر اس حد تک آگے بڑھ جائیں کہ شرک کا سب سے زیادہ ردّ کرنے والی کتاب قرآن مجید کو ہی شرک پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ بنا لیں تو پھر لوگ درباروں، مزاروں اور پیروں کو سجدہ کرنے سے کیسے باز آ سکتے ہیں؟ پھر وہ ان کے نام کی نذر و نیاز، چڑھاوے اور ان کو مشکل وقت میں پکارنے سے کیسے رک سکتے ہیں؟ اور یہی دنیا کا اتنا خطرناک گناہ ہے کہ جس کی سنگینی کو الفاظ میں بیان ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

[1] النحل:75

قرآن سے فرشتوں کو مشکل کشا ثابت کرنا؟

فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک طاقت ور نوری مخلوق ہیں لیکن وہ ہر اعتبار سے اللہ کے سامنے بے بس ہیں اور اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں، بلکہ ایک جگہ تو قرآن پاک کہتا ہے:

وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ (1)

اور وہ اسی کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔

اس کے علاوہ درجنوں دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی فرشتے کا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں کوئی عمل دخل نہیں ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں یہی وجہ ہے کہ کسی نبی اور صحابی نے کبھی بھی کسی مشکل گھڑی میں کسی فرشتے کو مدد کے لئے نہیں پکارا بلکہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے زیادہ دفعہ ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے امر کے بغیر اتر بھی نہیں سکتے ہیں۔

مگر جس طرح پرانے مشرک دھوکہ کھا گئے اور انہوں نے فرشتوں کو اللہ کے ہاں اپنے قرب کا ذریعہ بنالیا اور ان کو پکارنا شروع کر دیا اسی طرح آج کل کے بعض مشرک بھی یہ کہتے ہوئے سنائی دے رہے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تدبیر کرتے ہیں لہٰذا ان کو پکارنا یا اللہ کے درمیان ان کو سفارشی بنانا جائز ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے:

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿٥﴾ (2)

پھر جو کسی کام کی تدبیر کرنے والے ہیں!

یہ وہ ظلم ہے جو کھلے عام قرآن مجید کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ شرکِ اکبر جیسے خطرناک گناہ قرآن مجید کی آیتوں سے ثابت کیے جاتے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

---

(1) الانبیاء:28 (2) النازعات:5

وسیلے والی آیت کو بھی شرک کا ذریعہ بنالیا

بعض مولوی حضرات کا قرآن شریف کے ساتھ سب سے بڑا مذاق اور ظلم یہ ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی سب سے زیادہ ربّ کے قریب کرنے والی آیت کو ربّ سے دور کرنے والی آیت بنا دیا اور وہ اس آیت کو پڑھ کر دن رات شرک پھیلا رہے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

آیت وسیلہ کے ترجمے اور اس کی تفسیر پر غور کریں تو شرک کے سب چور دروازے بند ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو! اللہ پاک سے ڈر جاؤ'' اور صرف اللہ پاک سے ڈرنے تک ہی نہ رہو بلکہ

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

''اللہ کی نزدیکی تلاش کرو'' یعنی اللہ پاک کا قرب تلاش کرو۔

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ

اور اللہ پاک کا قرب تلاش کرنے کا ایک بہترین اور شاندار طریقہ یہ ہے کہ اپنی زندگیاں، اپنا مال، اللہ پاک کے راستے میں لگا دو، یعنی جہاد کرو۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (1)

جو آدمی تقویٰ اختیار کرے، اللہ پاک کا قرب تلاش کرے اور اللہ پاک کے راستے میں جہاد کی کوشش کرے، محنت کرے، اللہ پاک ایسے لوگوں کو کامیاب و کامران فرما دیں گے۔

(1) المائدہ: 35

وسیلے کا معنی ہے کہ اپنے اللہ پاک کا قرب تلاش کرو، نزدیکی تلاش کرو۔

''وسیلہ'' عربی زبان میں قرب کے معنی میں آتا ہے۔ **اُطْلُبُوا الْقُرْبَةَ اِلَيْهِ** ''اپنے اللہ پاک کا قرب تلاش کرو۔ اور جتنے بھی صحیح العقیدہ مفسّرین گزرے ہیں انہوں نے لفظ ''وسیلہ'' کی یہی تفسیر کی ہے۔

تَقَرَّبُوا اِلَيْهِ بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَة

''نیک اعمال کے ذریعے اپنے اللہ پاک کا قرب تلاش کرو''

صحیح العقیدہ محدّثین، مفسّرین اور فقہاء کے علاوہ اہل لغت بھی یہی کہتے ہیں کہ:

اَلْوَسِيْلَةُ: اَلْمَنْزِلَةُ عِنْدَ الْمَلِكِ وَالْوَسِيْلَةُ: اَلدَّرَجَةُ وَالْوَسِيْلَةُ: اَلْقُرْبَةُ [1]

''وسیلہ سے مراد بادشاہ کے ہاں مقام و مرتبہ ہے اور وسیلہ درجہ اور قربت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔''

بہرصورت خلاصہ کے طور پر وسیلے کا معنی و مفہوم صرف اور صرف یہی ہے کہ مسلمان اللہ کے ہاں اپنا مقام و مرتبہ بڑھانے کے لیے اس کی تابعداری اور نیک اعمال میں خوب محنت کریں۔ اور یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہے اور آپ کے بعد صحابہ و تابعین اور تمام صالحین کو بھی ہے اور شرک کرنے والے بے علم لوگ جن فوت شدگان کو واسطہ اور وسیلہ بناتے ہیں ان کو بھی یہی حکم ہے۔

لیکن......! چودھویں صدی کے اندر اور اس کے قرب و جوار میں لفظ ''وسیلہ'' سے عجیب و غریب بدعات اور شرک کے چور دروازے کھولے گئے کہ لفظ ''وسیلہ'' سے مراد یہ ہے کہ جو اللہ کے نیک، مقرب اور اولیاء فوت ہو گئے ہیں جتنی دیر تک آپ اپنی دعاؤں میں ان کا واسطہ، ان کی طفیل، ان کے صدقے نہ مانگو گے تو اللہ پاک

[1] لسان العرب: 724/11

تمہاری دعاؤں کو قبول نہیں کرے گا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ بسم اللہ کی با سے لے کر والناس کی سین تک پورا قرآن پڑھ جائیں اور تمام صحیح احادیث کا مطالعہ کر لیں آپ کو کسی دعا میں کسی فوت شدہ نبی یا ولی کا واسطہ وسیلہ نظر نہیں آئے گا،تمام دعاؤں کا آغاز رَبَّنَا سے یا اَللّٰھُمَّ سے ہے۔

نہایت ظلم کرتے ہوئے اس آیت کو پیر پرستی کی دلیل بنا کر اور پھر اس پر شرک کی ایسی عمارت کھڑی کر دی گئی ہے کہ جس کو گرانا اور مٹانا ناممکن ہوتا جارہا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس آیت کو لے کر جن فوت ہونے والے بزرگوں کو یہ وسیلہ بناتے ہیں ان تمام بزرگوں کو بھی وسیلے کا حکم تھا کہ وہ بھی اللہ کا قرب تلاش کریں۔

اس سب کچھ کے باوجود اس وقت پاکستان سمیت دیگر ممالک میں جہاں جہاں درباروں،مزاروں اور خانقاہوں کے ذریعے شرک ہورہا ہے اس کی بنیاد اسی آیت کی غلط تفسیر ہے۔اگر آج اس آیت کی تفسیر قرآن وحدیث کے مطابق کر دی جائے تو کافی حد تک شرک کے چور دروازے بند ہو سکتے ہیں۔

مگر ظلم کی انتہا یہ ہے کہ قرآن کی صریح آیات کو توڑ پھوڑ کر ان کا مفہوم بدلا جاتا ہے اور پھر ضعیف روایات کو دلیل بنایا جاتا ہے جیسا کہ نابینے صحابی والی حدیث گو کہ اس کی صحت پر بھی کلام ہے مگر نابینے صحابی رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ تو درحقیقت یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا وسیلہ ہے نا کہ آپ کی عزت اور ذات کا،اب جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرفیق الاعلیٰ کے پاس چلے گئے ہیں تو آپ کی دعا سے توسل بھی ناممکن ہے اور بہترین طریقہ اور وسیلہ یہ ہے کہ دعا میں درود پڑھیں اور درود کے کمالات سب مسلمان جانتے ہیں۔پھر اسی طرح مزید مغالطہ دیتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں قحط پڑا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر آیا پھر اس نے خواب دیکھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا پھر بارش ہوگئی،،جبکہ یہ واقعہ ضعیف ہے پھر سوال یہ بھی ہے کہ قرآن وحدیث کے مقابلہ میں عام بندے کا قبر پہ جانا اور خواب دیکھنا کب سے دین بن گیا؟ پھر عمر رضی اللہ عنہ خود قحط کے وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر نہیں گئے بلکہ چچا عباس رضی اللہ عنہ کو لے کر کھلے میدان میں گئے اور دعا کروائی اور زندہ نیک ولی سے دعا یا اس کو ساتھ لیکر جانا بہتر عمل ہے۔

کیا من دون اللہ میں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم شامل نہیں ہیں؟

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی ایک مقامات پر ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے علاوہ مشکل میں کسی کو پکارنا یا اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا یا عبادت کے لائق سمجھنا خطرناک شرک ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ '' کا جملہ استعمال کیا ہے جس کا معنی اللہ کے سوا، ''اللہ کے علاوہ'' یا ''اللہ سے نیچے'' ہے۔

عربی زبان میں ''فوق'' اوپر کو کہتے ہیں اور ''دون'' نیچے کو کہتے ہیں اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ سب رسول، انبیائے کرام اور اولیائے کرام سمیت ساری مخلوقات اللہ سے نیچے ہیں اس لئے ان کی کسی قسم کی عبادت جائز نہیں ہے اور اسی طرح ''دون'' کا معنی ''سوا'' اور ''علاوہ'' بھی ہے یعنی اللہ کے سوا اور اس کے علاوہ کسی کے نام کی عبادت، نذر و نیاز اور قربانی جائز نہیں ہے۔

قرآن پاک کی تمام آیات سے بھی یہی مفہوم واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنی جاندار یا غیر جاندار چیزیں ہیں یا جنوں، انسانوں اور فرشتوں میں سے عظیم شخصیات ہیں یا ان کے علاوہ جو بھی اولیائے کرام ہیں وہ سارے ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ'' میں شامل ہیں ان میں سے کسی کی بھی عبادت جائز نہیں ہے۔

لیکن چند سالوں سے خاص طور پر ہمارے ہاں شرک کو پھیلانے والے حضرات اس بات پر بضد ہیں کہ ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ'' سے مراد اولیاء اللہ نہیں ہیں بلکہ ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ'' سے مراد صرف بت ہیں جب اللہ کے علاوہ بتوں کی عبادت ہوگی تو یہ شرک ہوگا اور اگر کوئی اللہ کے ساتھ ساتھ پیروں فقیروں اور بزرگوں کو بھی پکارتا ہے تو یہ شرک نہیں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شرک پھیلانے والے لوگ ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ'' سے اولیاء اللہ باہر نکالنے کے

لئے ہر قسم کی علمی خیانت اور مکروہ دھندہ کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کو ایسی ایسی من گھڑت دلیلیں دیتے ہیں کہ وہ بچارا ان کے جال میں پھنس کر شرک کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

آنے والی سطروں میں ہم آپ کے سامنے قرآن شریف کے چند مقامات سے ایسی آیات تحریر کر دیتے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ'' میں صرف بت نہیں بلکہ فرشتے، جنات، انسان اور قبروں سمیت سب مخلوقات شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان میں سے کسی کو بھی مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ کر پکارنا خطرناک شرک ہے:

① اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ فَادۡعُوۡهُمۡ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۹۴﴾ [1]

بے شک جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمھارے جیسے بندے ہیں، پس انھیں پکارو تو لازم ہے کہ وہ تمھاری دعا قبول کریں، اگر تم سچے ہو۔

اس آیت میں بھی ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ'' سے مراد صرف پتھر کے بت نہیں بلکہ ہر وہ شخص ہے جس کو اللہ کے علاوہ پکارا جاتا ہے اور ہم اس بات کی بھی صراحت کر چکے ہیں کہ کئی پرانے مشرکوں نے بت بھی فرشتوں، انبیائے کرام اور اولیائے کرام کی یاد میں ہی بنا رکھے تھے۔

② وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ [2]

اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا ربّ نہ بنائے۔

اس آیت میں بھی ''مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ'' سے مراد پتھر کے بت نہیں بلکہ انسان ہیں۔

③ مَا کَانَ لِبَشَرٍ أَن یُؤۡتِیَهُ اللّٰهُ الۡکِتَابَ وَالۡحُکۡمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ

[1] الاعراف: 194 [2] آل عمران: 64

يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ①

کسی بشر کا کبھی حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب وحکمت اور نبوت دے، پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

اس آیت میں بھی ''مِنْ دُوْنِ اللّٰه'' سے مراد انبیاورسل ہیں۔

④ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ②

کہہ دے پکارو ان کو جنھیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے، وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔

اس آیت میں بھی ''مِنْ دُوْنِ اللّٰه'' سے مراد بتوں کے علاوہ فرشتے اور دیگر شریک ہیں۔

⑤ إِنْ يَّدْعُوْنَ مِن دُوْنِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَّإِنْ يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيْدًا ③

وہ اُس کے سوا نہیں پکارتے مگر مؤنثوں کو اور نہیں پکارتے مگر سرکش شیطان کو۔

اِس آیت میں بھی عورتوں کو ''مِن دُوْنِهِ'' قرار دیا گیا ہے۔

⑥ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ④

انہوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا ربّ بنالیا

اس آیت میں تو نہایت صراحت کے ساتھ پیروں، فقیروں، درویشوں اور مولویوں کو ''مِنْ دُوْنِ اللّٰه'' قرار دیا گیا ہے۔

① آل عمران:79 ② سبا:22 ③ النساء:117 ④ التوبہ:31

کیا ہمیں رزق پیروں فقیروں کی وجہ سے ملتا ہے؟

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص نیک اور نماز روزے کا پابند ہو اور اس کا عقیدہ اور اخلاق بھی اسلام کے مطابق ہو تو ایسے شخص سے محبت کرنی چاہیے، اس کی خدمت کرنی چاہیے اور اس سے امت مسلمہ کے لئے دعائیں کروانی چاہئیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں، جب ان پر خرچ کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر دور کے نیکو کار لوگوں سے مشکل کے موقع پر دعائیں کروائی جاتی تھیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کئی دعاؤں کو قبول بھی فرما لیتے تھے اور مندرجہ ذیل حدیث کا یہی معنی ہے:

هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ

تمہیں صرف تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ [1]

حدیث میں ''بِأَوْلِيَآئِكُمْ'' کے الفاظ نہیں ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص کر کمزور طبقے کے نیک لوگوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی ان کو دھتکارنا چاہیے کیونکہ اِن میں اخلاص بہت زیادہ ہوتا ہے وہ دنیا کی رنگ رنگینیوں سے دور رہ کر بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اپنی رحمتوں کا نزول فرما دیتے ہیں اور ظاہر ہے جب اخلاص والے لوگ دعائیں نہیں کریں گے تو معاشرے میں بے برکتی ہوگی اور نور ختم ہوگا۔

اس بات میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ جو نیک ہستیاں زندہ ہوتی ہیں اور ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہوتا ہے ان کی دعاؤں میں ایک خاص رحمت، برکت اور قبولیت ہوتی ہے اُن سے ضرور دعائیں کروانی چاہئیں۔

لیکن شرک پھیلانے والے لوگوں نے اس حدیث کو اٹھا کر کئی کئی ہزار سال پہلے فوت ہونے والے بزرگوں پر چسپاں کر دیا ہے اور لوگوں کو یہاں تک کہنا شروع کر دیا ہے کہ

[1] صحیح البخاری: 2896

تمہیں جنگوں میں فتح اور گھروں میں رِزق اِن فوت ہونے والے بزرگوں کی وجہ سے ملتا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اِس حدیث کی آڑ میں شرک پھیلانے والوں سے ہمارا پہلا سوال یہ ہے کہ اگر اِس حدیث کا یہی مطلب ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کے فوت ہوجانے کے بعد ان کی قبروں پر جا کر ان سے دعائیں کیوں نہیں کرواتے تھے......؟ کیا کسی ضعیف روایت میں بھی ایسا واقعہ موجود ہے کہ کسی مشکل اور جنگ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر ان سے دعا کروانے گئے ہوں یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر پر ان سے دعا کروانے گئے ہوں......؟

اِس حدیث کا فوت ہونے والے بزرگوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اُن میں سے کسی کا اپنی دعا میں وسیلہ ڈالنے کی ضرورت ہے، بلکہ اس کا صاف اور سیدھا مفہوم یہ ہے کہ نیک لوگوں کی دعائیں اللہ قبول فرماتے ہیں اگر وہ زندہ ہوں اور اگر اُن کی نیکی آپ کے علم میں ہو تو اُن سے دعا کی درخواست کی جاسکتی ہے، اِس سے بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرتے ہیں۔

دوسری بات حدیث میں آیا ہے کہ ضعیف لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مدد کرتے ہیں یعنی کہ وہ دنیوی اعتبار سے بہت زیادہ پیسے روپے اور رتبے والے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ مختارِ کل ہوتے ہیں صرف ان کی نیکی اور عاجزی کی وجہ سے اللہ ان سے محبت کرتا ہے لیکن شرک پھیلانے والے لوگ کسی بھی بزرگ کو ضعیف اور کمزور نہیں سمجھتے بلکہ وہ تو اپنے بزرگوں کو ایسا کرنی دھرنی والا دستگیر سمجھتے ہیں کہ ان کے بغیر کائنات کا نظام ہی نہیں چل سکتا تبھی تو بزرگوں کو غوثِ اعظم، قطب اور ابدال کہہ کر ربّ کی خدائی میں ان کو شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔

پھر تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ نیک لوگوں کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ برکت، نصرت اور فتح عطا کرتے ہیں اُن سے دعائیں کروانا کئی ایک دلائل سے ثابت ہے مگر ان کے قدموں میں گرنا، ان کو سجدے کرنا اور ان کے سامنے قیام اور رکوع کی کیفیت بنا کر رکھنا یہ سوائے شرک کے اور کچھ نہیں ہے۔

کیا رزق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کرتے ہیں؟

اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ شرک کرنے یا کروانے والا انسان شرک کے ساتھ ساتھ اور کئی خطرناک گناہوں کا بھی ارتکاب کرتا ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ قرآن پاک کے معنی ومفہوم کو بگاڑنا اور پھران سے شرک ثابت کرنا ان کے دائیں ہاتھ کا کام ہوتا ہے اور پھر اسی طرح احادیث کی من چاہی شرکیہ تشریح کرنا ان کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔

یہی معاملہ بخاری شریف کی ایک روایت کے ساتھ بھی کیا گیا ہے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے اور آپ اسے دین کے مطابق تقسیم کررہے تھے تو بعض ایسے لوگوں نے بھی مال کا مطالبہ کیا جو اس مال کے حق دار نہیں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندو! میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں روکتا میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی کا پابند ہوں وہ دینے والا اور حصے مقرر کرنے والا ہے اور میں صرف اس کے بیان کردہ قانون کے مطابق آگے تقسیم کرنے والا ہوں۔

وَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَأَنَا الْقَاسِمُ [1]

اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے

اور بخاری شریف کی اگلی روایت نے ہر طرح کے شرک کی نفی کردی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا أُعْطِيكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ [2]

نہ میں تمہیں کوئی چیز دیتا ہوں، نہ تم سے کسی چیز کو روکتا ہوں، میں تو صرف تقسیم

[1] صحیح البخاری: 3116 [2] صحیح البخاری: 3117

کرنے والا ہوں۔ جہاں جہاں کا مجھے حکم ہوتا ہے بس وہیں رکھ دیتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ میں مختارِ کل یا ذاتی طور پر گنج بخش نہیں ہوں میں اللہ تعالیٰ کا پابند ہوں اور میرا کام صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جس کا جو حق بنتا ہے اس کے مطابق مال کو تقسیم کرنا ہے، دینے والا اللہ پاک ہے اس لئے جس کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق جو حصہ ملے وہ قبول کرے اور دل سے خوش ہو جائے۔

لیکن حد درجہ افسوس کی بات ہے کہ اس حدیث کو لے کر آپ علیہ السلام کو ''قاسم الارزاق'' کہا جاتا ہے یعنی آپ علیہ السلام بندوں میں رزق تقسیم کرتے ہیں اور یہیں سے بعض لوگوں نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا

تیرا کھاواں تے تیرے ہی گیت گاواں یا رسول اللہ......

تیرا ہی کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت میں آکر ''عقیدہ توحید'' کا خیال نہ رکھنا یہ بہت بڑی گمراہی ہے کیونکہ شیطان جہاں بندے سے نافرمانی اور گناہ کروا کر اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرتا ہے وہیں وہ عقیدت اور محبت میں حد سے آگے لے جا کر بھی بندے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔

اس لیے عام مسلمانوں کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ اگر کمانا اور کھانا آپ کی ذمہ داری ہے تو توحید والے عقیدے کو جاننا پہچاننا بھی آپ ہی کی ذمہ داری ہے اگر آپ نے صرف لمبی داڑھی اور پگڑی دیکھ کر دین کا سارا معاملہ پیروں فقیروں کے حوالے کر دیا تو وہ آپ کو بدترین مشرک بنا کر آپ کی آخرت کو بری طرح تباہ کر دیں گے۔

يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي
اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے؟

کئی حضرات نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کو داغدار کرنے کے لئے ہر حربہ اختیار کیا ہے اور لوگوں سے شرک کروانے کے لئے انہوں نے کسی بھی دھوکے اور فریب کو نہیں چھوڑا، اِس کی ایک مثال یہ ہے کہ جو لوگ یا رسول اللہ مدد کہتے ہیں ان کو کہا جاتا ہے کہ اس طرح کا نعرہ کسی بھی مشکل میں کسی بھی صحابی یا تابعی یا پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں لگایا، آسان اور مشکل وقت میں اسباب اور وسائل سے ہٹ کر مدد کرنا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور یہی وجہ ہے کہ سارے نبی ولی مشکل وقت میں نفل پڑھ کر یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے اس سے مدد طلب کیا کرتے تھے، آپ لوگ مشکل وقت میں یا رسول اللہ مدد کا نعرہ لگا کر اللہ تعالیٰ کی توحید میں فرق کیوں لاتے ہیں تو وہ آگے سے جواب دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا بخاری شریف سے ثابت ہے کہ کئی لوگ قیامت والے دن کہیں گے:

يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي (1)

اے اللہ کے رسول میری مدد کیجئے۔

تو جب قیامت کی مشکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی جاسکتی ہے تو پھر دنیا کی مشکل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد کیوں نہیں مانگی جاسکتی......؟

عام لوگ جب یہ دلیل اور حوالہ سنتے ہیں تو وہ ساری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگتے رہتے ہیں اور ان کو توفیق ہی نہیں ہوتی کہ وہ اس حدیث کو صحیح بخاری یا صحیح مسلم سے پڑھ کر اصل حقیقت تک پہنچ جائیں۔

آیئے! اب آپ کے سامنے شرک کے چور دروازے کھولنے والوں کی

(1) صحیح البخاری:3073

خطرناک بددیانتی اور علمی خیانت واضح کرتے ہیں

بخاری و مسلم میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک روز صحابہ کو خطبہ دیا اور اس میں خیانت کی بہت زیادہ مذمت بیان فرمائی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس طرح آتا ہوا نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو اور وہ بلبلا رہا ہو اور وہ شخص کہے اے اللہ کے رسول! میری مدد کرو! اور میں جواب میں کہوں

لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ [1]

میں تیرے لئے کچھ بھی نہیں کرسکتا میں نے تمہیں دنیا میں ہی اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔

پھر اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے خطبے میں فرمایا کہ ایسا بھی نہ ہو کہ کسی کی گردن پر گھوڑا سوار ہو کر ہنہنا رہا ہو یا کسی کی گردن پر بکری سوار ہو کر آوازیں نکال رہی ہو وغیرہ وغیرہ اور وہ مجھے کہے کہ میری جان بخشی کرواؤ اور میں جواب میں کہوں کہ ''میں آج کچھ نہیں کرسکتا میں نے اپنا فرض ادا کردیا تھا اب تم اپنے کیے کی سزا بھگتتے رہو۔''

ہم اللہ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ پورے انصاف سے اس حدیث پر غور کریں اور پھر ہمیں بتائیں کہ اس حدیث کے کس لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مشکل وقت میں یارسول اللہ مدد کہنا ثابت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہاں تو رسول اللہ ﷺ اللہ کی توحید کو اجاگر کررہے ہیں کہ اس روز اختیارِ کل صرف اللہ کے پاس ہوگا اور میں کچھ مدد نہیں کر پاؤں گا۔ غور کریں! کہ بات کیا تھی لیکن لوگوں کو اللہ کی توحید سے توڑنے کے لئے بات کو کیا بنا دیا گیا اور پھر کس طرح عام مسلمانوں کے عقیدے کے ساتھ کھلواڑ کیا گیا۔

اس طرح کی درجنوں مثالیں ہیں لیکن ہم نے نمونے کے طور پر چند ایک بیان کردی ہیں تاکہ عام مسلمان اس دھندے سے محتاط رہیں کہ آج کل بظاہر قرآن وحدیث پڑھ پڑھ کر لوگوں کو شرک پر قائم رکھا جاتا ہے۔

[1] الصحیح لمسلم: 1831

عرس شریف اور احادیث پر ظلم

شرک اور بدعت دونوں ایسے خطرناک گناہ ہیں اگر کوئی شخص بغیر توبہ کے مر گیا تو اس کی بخشش مشکل ہی نہیں بلکہ قرآن وسنت کے مطابق ناممکن ہے یہ دونوں گناہ ازخود بہت زیادہ خطرناک ہیں مگران دونوں کی سنگینی اُس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب کچھ مجرم قسم کے لوگ ان دونوں گناہوں کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور لوگ اس کو دین سمجھ کر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

تمام مسلمان اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ قبروں کو پختہ بنانا، وہاں مجاور بن کر بیٹھنا اور نذر و نیاز کے سلسلے شروع کرنا یہ ساری چیزیں اسلام میں سختی کے ساتھ منع ہیں اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم تک آپ کو کہیں بھی قبروں کی پوجا اور قبروں پر عرس اور میلے ہوتے ہوئے نظر نہیں آئیں گے لیکن بعد والے لوگوں نے بدعات کی انتہا کرتے ہوئے سالانہ عرس شریف کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور پھر عرس شریف میں ایسی ایسی خرافات اور ایسا ایسا بدترین شرک ہوتا ہے کہ جس کو تحریر میں لاتے ہوئے قلم کانپ اٹھتا ہے۔

حد درجہ ظلم یہ ہے کہ جب عرس کی دلیل پوچھی جائے تو اس کو غیر ثابت، ناجائز اور بدعت کہنے کی بجائے حدیث کے حوالے سے ثابت کیا جاتا ہے کہ منکر نکیر نیک آدمی کو کہتے ہیں ''نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ''، دلہن کی طرح آرام کے ساتھ سو جا۔ چونکہ فرشتوں نے میت کو عروس کہا ہے اور جس دن اس کو عروس کہا گیا ہے اس دن عرس شریف منانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

پھر عرس شریف کی ایک اور دلیل بھی دی جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد کے شہداء کی قبروں پر جایا کرتے تھے۔ تمام اہل اسلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ جن لوگوں نے دین کے ساتھ یہ کھلواڑ کیا ہو کیا وہ کسی صورت بھی قابل معافی ہو سکتے ہیں......؟ کہاں منکر نکیر کا میت کو کہنا اور آپ کا شہداء احد کی قبروں پر جانا اور کہاں مروجہ عرس شریف......؟

یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

یہودیوں کی گمراہی اوران پر لعنت نازل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اصل مفہوم کو ہی بدل دیا کرتے تھے جبکہ ہمارے ہاں یہی دھندہ بعض شرک پھیلانے والوں نے یہود سے بھی بڑھ کر کیا ہے۔ مسلم شریف میں ایک حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چمڑے کے خیمے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا حدیث میں دو لفظ آئے ہیں ''قُبَّةٍ'' جس کا معنی خیمہ ہے اور دوسرا لفظ ''اَدمٍ'' جس کا معنی چمڑا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کمر کو چمڑے سے بنے ہوئے ایک خیمے سے ٹیک دیا لیکن ایک شرک پھیلانے والے بہت بڑے حضرت صاحب آئے انہوں نے حدیث شریف اور اس کے ترجمے کو یوں لکھا

خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةِ أَدَمٍ، فَقَالَ:
أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ (1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبہ آدم کے ساتھ ٹیک لگا کر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا آگاہ رہو کہ جنت میں سوائے مسلمان کے کوئی داخل نہیں ہوسکتا

پھر علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ قبہ گرانا واجب نہیں اگر قبہ گرانا واجب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے سے پہلے اس قبے کو گرانے کا حکم ارشاد فرماتے۔ (2)

یعنی حضرت صاحب نے مزار اور دربار بنانے کی دلیل مہیا کرتے ہوئے ادم جس کا معنی چمڑا تھا اس کو آدم بنا دیا اور پھر قبہ جس کا معنی خیمہ ہے جیسا کہ عمومی طور پر عرب کے لوگ ابھی بھی خیمے لگاتے ہیں اس کو قبروں پر جو قبے بنائے جاتے ہیں اس کے جواز پر بطور ثبوت پیش کر دیا، یہ ہیں ان لوگوں کے کرتب جو یہ شرک پھیلانے کے لئے دن رات کرتے رہتے ہیں۔

(1) الصحیح لمسلم: 221
(2) گستاخ کون: 159 سید امتیاز حسین کاظمی ضیائی

شرک پھیلانے کے لئے ڈھکوسلے

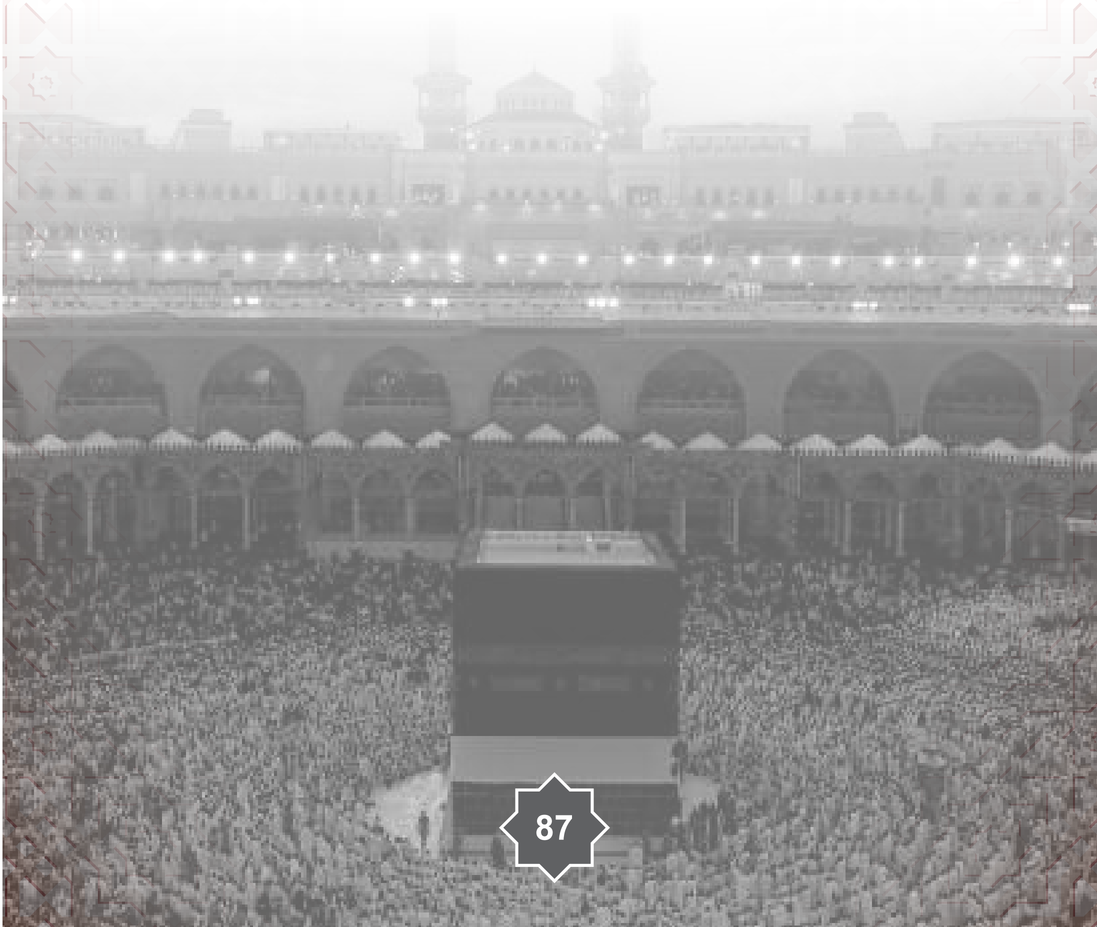

قرآن وحدیث کے مقابلے میں ڈھکوسلے بازی گمراہی ہے

1

وَاِنۡ تُطِعۡ اَكۡثَرَ مَنۡ فِي الۡاَرۡضِ يُضِلُّوۡكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ ۝١١٦

اور اگر تو ان لوگوں میں سے اکثر کا کہنا مانے جو زمین میں ہیں تو وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے، وہ تو گمان کے سوا کسی چیز کی پیروی نہیں کرتے اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اٹکل دوڑاتے ہیں۔

الانعام:116

2

فَاِنۡ زَلَلۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ الۡبَيِّنٰتُ فَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝٢٠٩

پھر اگر اس کے بعد پھسل جاؤ کہ تمہارے پاس واضح دلیلیں آ چکیں تو جان لو کہ بے شک اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔

البقرة:209

3

وَلَٮِٕنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ‌ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝٣٧

اگر تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس کے بعد جو تیرے پاس علم آ چکا تو اللہ کے مقابلے میں نہ تیرا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

الرعد:37

ڈی سی سے پہلے چپڑاسی

شرک کو پھیلانے والے لوگ جہاں قرآن پاک کی آیتوں کے مفہوم کو بگاڑتے ہیں وہاں وہ احادیث شریف کی بھی من چاہی تشریحات کرتے ہیں اور پھر جب کسی طرف سے کوئی بات نہیں بنتی تو شرک کو فروغ دینے کے لئے ایسے شوشے اور ڈھکوسلے چھوڑتے ہیں کہ جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عزت اور حرمت بھی پامال ہوتی نظر آتی ہے مثال کے طور پر ابھی تک لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ ڈائریکٹ تو آپ ڈی سی کو نہیں مل سکتے تو ربّ کو آپ کیسے اپنی عرض سنا سکتے ہو؟ اگر ایک افسر اور تھانیدار کو ملنے کے لئے سیکرٹری کو ملنا ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ تک اپنی عرض پہنچانے کے لئے بھی واسطے وسیلوں اور پیروں فقیروں کی ضرورت ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حالانکہ ایسی مثالیں کسی طرح بھی حلال نہیں ہیں کہاں تھانیدار، ڈی سی اور ایک دنیا کا افسر اور کہاں بندے کے تمام تر حالات سے واقف علم وقدرت کے اعتبار سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب اس کا حقیقی پروردگار......؟ کیا اس مثال میں کسی بھی اعتبار سے کوئی بھی جوڑ ہے......؟ دنیا کے افسر حالات سے ناواقف ہوتے ہیں، ان کے دروازے اکثر بند ہوتے ہیں، دنیا کے افسر بے رحم اور ظالم ہوتے ہیں، دنیا کے وزیر مشیر کسی کی محبت یا کسی کے ڈر میں مجبور ہوتے ہیں، دنیا کے افسر لالچ وحرص اور دنیا کے رکھ رکھاؤ کے بھوکے ہوتے ہیں اور پھر وہ اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے گھر میں بیٹھے کسی شخص کی بات کو سن بھی نہیں سکتے، ان کا سننا محدود، ان کا دیکھنا محدود اور ان کا علم بھی محدود ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (1)

اور ہم اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی باتیں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سمجھ نہ آئی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے وحی نازل فرمادی تھی اس لئے شرک پھیلانے والوں کے ڈھکوسلوں کا شکار نہ ہوں۔

---

(1) ق:16

چھت پر چڑھنا ہو تو سیڑھی لگانا پڑتی ہے؟

عام لوگوں کو شرک کی کھائی میں گرانے کے لئے ایک اور مثال کے ساتھ دھوکہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر چھت پر چڑھنا ہو تو سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے تو آپ اللہ تک بغیر کسی واسطے وسیلے اور سیڑھی کے پہنچ جاؤ گے......؟ بہت ضروری ہے کہ اللہ تک رسائی کے لئے سیڑھی لگائی جائے اور اللہ تک پہنچنے والی سیڑھی یہ اولیائے کرام ہیں اور ان کی قبریں ہیں پہلے ان کو پکارو اور ان کے آگے جھکو پھر یہ تمہیں اللہ تک پہنچائیں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پہلی بات تو یہ ہے کہ چھت کے لئے سیڑھی اس لئے لگائی جاتی ہے کہ چھت بندے سے کم از کم پندرہ بیس فٹ دور ہوتی ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت، محبت اور قبولیت بھی بندے سے دور ہے......؟

پھر چھت پر چڑھنے کے لئے سیڑھی کے علاوہ کوئی اور آسان طریقہ ممکن بھی نہیں ہوتا تو کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے تک پہنچنے کے لئے اولیا کی قبروں کو سیڑھیاں بنایا ہے......؟

ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے، اس کی رحمت نیکوکار اور گناہ گار ہر بندے کے قریب ہے اور وہ تو ہر وقت ہر کسی کی سنتا ہے اور قبول کرتا ہے اور وہ تو تہجد کے وقت خود صدائیں لگاتا ہے، ہے کوئی مجھ سے خزانے مانگنے والا......؟

اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق اور اس کی رحمتوں اور محبتوں کے بارے میں ایسی گھٹیا مثالیں دینا پرلے درجے کی گمراہی ہے اور لوگوں کو مرتے دم تک شرک میں گرفتار رکھنے کی ہتھکڑیاں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ شرک وبدعت کے اندھیروں سے نکال کر قرآن وسنت کا نور نصیب فرمائے۔ آمین

بیوی سے مدد مانگنا شرک نہیں......

اولیائے کرام کی وفات کے بعد ان کی قبروں پر سجدے کرنے والے اور اُن کے نام کی نذر و نیاز دینے والے اور مشکل وقت میں اُن کو پکارنے والوں کو جب یہ کہا جائے کہ یہ سارا کچھ شرک ہے تو وہ آگے سے فوری جواب دیتے ہیں کہ پھر تو تم بھی مشرک ہو، تم بھی اپنی بیوی سے مدد مانگتے ہو......؟ انا للہ و انا الیہ راجعون

اگر غور کیا جائے تو ان کی یہ بات صرف اور صرف عام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ہے کیونکہ اسباب کے تحت اور وسائل کی موجودگی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا یہ تو دین کا حکم ہے اور خاص طور پر بیوی تو نام ہی خدمت کا ہے کہ وہ اپنے خاوند کی ضروریات کا خیال رکھے، کھانا بنا کر دے اور اس کے مطالبے پر اس کی ہر جائز خواہش کو جو کہ اُس کے ہتھ بس میں اور اس کے گھر میں ہے اس کو پورا کرے۔

لیکن اگر یہی شوہر گھر کے کمرے میں ہو اور بیوی سسرال میں ہو اور وہ اُس کو پکارنا شروع کر دے کہ مجھے کھانا دو اور میری فلاں فلاں ضرورت کو پورا کرو تو یہ شرک ہے؟ کیونکہ یہ اسباب اور وسائل کے تحت نہیں ہے نہ تو وہ درجنوں میل سے خاوند کی آواز سن سکتی ہے اور نہ ہی اس کو کھانا پہنچا سکتی ہے اور پھر اسی طرح کسی شوہر نے بھی اپنی بیوی سے کبھی اولاد نہیں مانگی اور نہ ہی اس کو مشکل کشا اور حاجت روا کہا ہے اور نہ ہی کبھی کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میری بیوی گنج بخش اور غریب نواز ہے۔

لہٰذا اس طرح کے دھوکے دے کر عام لوگوں کو تو شرک میں مبتلا رکھا جا سکتا ہے لیکن علم اور حقیقت کی دنیا میں ان دھوکوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اسی طرح کسی ڈاکٹر اور حکیم کو کبھی کسی نے مشکل کشا اور حاجت روا نہیں کہا حالانکہ وہ اتنا بڑا آپریشن اور لا علاج مرض کو ٹھیک کرتا ہے۔ کیونکہ سب کو علم ہے کہ ڈاکٹر صاحب سب کچھ اسباب اور وسائل کے تحت کر رہے ہیں ان کے ہتھ بس میں کچھ نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق علاج کرنے کے، یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی نے گھر بیٹھے یہ نہیں کہا کہ ڈاکٹر صاحب میری مدد کرو اور میری مرض بوجھ کر مجھے دوائی دو۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں؟

اللہ تعالیٰ کا ''ولی'' اپنے قول و کردار سے بہت اچھا اثر چھوڑتا ہے، کوئی بھی گناہ گار بندہ جب کسی قرآن وسنت والے اللہ کے نیک بندے کی مجلس میں بیٹھتا ہے تو اس کے دل میں گناہ کی نفرت پیدا ہوتی ہے اور نیکی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

اگر تو اس جملے کا یہی مفہوم ہے جس کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے تو پھر یہ بات کچھ حد تک قابلِ قبول ہے اور اگر اس کا مطلب کسی ولی کا کوئی ذاتی اختیار ہے کہ جس سے وہ نگاہ ڈال کر تقدیر بدل دیتا ہے تو یہ عقیدہ سراسر توحید کے منافی ہے جس طرح کہ بعض کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ فلاں حضرت صاحب نے چور پر نظر ڈالی اور اس کو قطب بنا دیا ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ ہدایت اور گمراہی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے وہ اسی قانون کے مطابق لوگوں کو ہدایت دیتا ہے ورنہ آپ خود بتلائیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی نگاہ سے زیادہ برکت والی نگاہ کس کی ہو سکتی ہے......؟ اور آپ علیہ السلام نے کتنی حسرت اور محبت سے بار بار اپنے بیٹے پر نگاہ ڈالی ہوگی......؟ لیکن نگاہِ مردِ نبی علیہ السلام سے بھی وہ غرق ہونے سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اس لئے ان جملوں کو شاعری تک ہی رہنے دیا کریں ان کے ذریعے عقیدہ توحید میں خرابی پیدا نہ کریں اور خود بھی غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا سمیت ابوجہل وغیرہ پر کتنی دفعہ نگاہ ڈالی ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی خواہش بھی تھی کہ یہ سب مسلمان ہو جائیں......؟ مگر اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں کہہ دیا

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (1)

بے شک تو ہدایت نہیں دیتا جسے تو پسند کرے اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

(1) القصص:56

غوث، قطب اور ابدال وغیرہ کی شرعی حیثیت؟

جس بندے میں ایمان اور تقویٰ جس قدر زیادہ ہو وہ اولیائے کرام کی فہرست میں اس قدر زیادہ نمایاں ہوتا ہے یعنی کہ ولایت کی بنیاد عقیدہ توحید اور اتباعِ سنت ہے اس کے بغیر کوئی شخص بھی ولی اللہ نہیں بن سکتا ہے۔

بعض لوگوں نے ہمارے ہاں اولیائے کرام کے جو طرح طرح کے القابات متعارف کروائے ہوئے ہیں وہ سارے کے سارے خودساختہ ہیں دین، شریعت اور صحیح احادیث میں اولیائے کرام کے ان معروف القابات کا کوئی تصور موجود نہیں ہے اور پھر ان القابات کے پیچھے ایک پورا عقیدہ ہے کہ یہ لوگ کائنات کا نظام چلا رہے ہیں، خدائی فیصلوں میں ان کا بڑا مقام ہے اور کبھی کبھار تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے پوچھے بغیر بڑی مشکل سے فیصلہ کرتا ہے، اِن لوگوں کا کہنا ہے کہ ''غوث'' کا معنی ''فریادرس'' ہے یعنی فریاد سننے والا اور پھر مدد کرنے والا ہے۔ پھر وہ غوث بھی کئی طرح کے ہیں کوئی غوثِ زماں ہے اور کوئی غوثِ اعظم ہے، اسی طرح یہ لوگ اولیائے کرام کو ''ابدال'' اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بدلتے رہتے ہیں اور ان کی ڈیوٹیاں بھی بدلتی رہتی ہیں اسی طرح ''اوتاد'' یہ ''وتد'' کی جمع ہے جس کا معنی ''میخ'' ہے اولیائے کرام میں سے ''اوتاد'' وہ ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے زمین وآسمان حرکت میں آتے اور کائنات کا نظام قائم ودائم رہتا ہے۔ اور پھر اسی طرح یہ لوگ ''قطب'' کے بارے میں یہاں تک بولتے اور لکھتے ہیں کہ اولیائے کرام میں سے جو ''قطب'' ہوتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کائنات اُن کے کنٹرول میں دے دیتے ہیں، اُن کے بغیر کائنات کا نظام نہیں چل سکتا، اُن کی وجہ سے بارشیں ہوتی ہیں اور اُن کی برکت سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور انہیں کی وجہ سے دنیائے کائنات کا نظام چلتا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

ہماری تمام اہل اسلام سے گزارش ہے کہ تعصب کی عینک اتار کر شرک کے اس

خطرناک ڈھانچے پر بار بار غور کریں اور بتائیں کہ اگر یہ بھی شرک نہیں ہے تو پھر دنیا میں شرک کس بلا کا نام ہے......؟ یہ عقیدہ تو پرانے مشرک بھی نہیں رکھتے تھے جب آپ نے خلق میں اولیائے کرام کی شرکت مان لی، کائنات کے امور میں اولیائے کرام کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیا اور پھر اللہ کے سارے فیصلے ہی ان اولیائے کرام کے رحم وکرم پر چھوڑ دیئے تو توحید کے پلے کیا بچا......؟

نہایت افسوس کی بات ہے کہ بعض صوفیائے کرام نے اپنی کتابوں میں اولیائے کرام کے ایسے ایسے کمالات تحریر کیے ہوئے ہیں کہ ان کو تسلیم کر لینے کے بعد ایک مسلمان کے پلے ایمان اور اسلام نام کی کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی ہے۔

خدارا! ان شرکیہ عقائد سے توبہ کریں کہ جب رسولوں کی جماعت اور انبیائے کرام علیہم السلام میں سے بھی کسی کو ایسا اختیار نہیں دیا گیا تو پھر بعد والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں کیسے شریک ہو سکتے ہیں......؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات نمازِ تہجد میں کہا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ [1]

اے اللہ صرف تو ہی زمین وآسمان کے نظام کو بنانے اور چلانے والا ہے اور اس کائنات کے نظام کو بنانے اور چلانے میں کوئی تیرا شریک ہے اور نہ ہی کسی کو تو نے یہ اختیار دیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ [2]

یہ چند ناموں کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں، جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، ان کی کوئی دلیل اللہ نے نازل نہیں فرمائی۔

---

[1] صحیح البخاری: 7442   [2] النجم: 23

غوث اور قطب بھی قبروں میں نہیں سنتے

سورۃ احقاف آیت نمبر پانچ اور سورت فاطر آیت نمبر چار سمیت قرآن وسنت کے عمومی دلائل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مردے نہیں سنتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ (1) قبول تو صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور جو مردے ہیں انہیں اللہ اٹھائے گا، پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ (2) پس بے شک تو نہ مردوں کو سناتا ہے اور نہ بہروں کو پکار سناتا ہے، جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹ جائیں۔ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ بے شک اللہ سنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تو ہرگز اسے سنانے والا نہیں جو قبروں میں ہے۔ (3)

مگر بعض صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر والا دفنائے جانے کے بعد پلٹنے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے اس استثنائی صورت کا ہم انکار نہیں کرتے ہیں اسی طرح کنوئیں میں پڑے بدر کے مقتول کافروں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ اب یہ میری بات سن رہے ہیں یعنی یہ بھی اللہ کی قدرت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ وہ اس وقت سن رہے تھے مگر ان باتوں کو لے کر شرک پھیلانے والے یہاں تک لکھ دیتے ہیں کہ

> ''مردہ قبر میں آنے والے تمام انسانوں کی آوازوں کو سنتا اور پہچانتا ہے خاص کر اولیائے کرام کہ جو اپنی قبروں میں زندہ ہیں وہ ساری دعائیں سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں بلکہ قبر پر آنے والے کے دل کے حالات سے بھی باخبر ہوتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

یعنی پہلے صحیح روایات میں جو استثنائی صورت تھی اس کو عام اصول بنانے کی کوشش کی کہ مردے سنتے ہیں اور پھر آگے شرک پھیلانے کے لئے خود ہی اضافے کر لیے کہ یہ ہمیں رزق، اولادیں اور سب خزانے دیتے ہیں اور ہماری مشکلات دور کرتے ہیں، یہ سب کچھ قبر پرستی کو فروغ دینے کے لئے گھڑا گیا ہے جبکہ ایک روایت ہے حساب کے بعد فرشتے کہتے ہیں کہ پہلے دن کی دلہن کی طرح سو جاؤ، جب وہ سو گئے تو پھر دلوں کی حالتیں قبروں سے کیسے جان سکتے ہیں......؟ تعجب کی بات یہ ہے کہ دنیا میں سویا پیر نہیں سنتا، 100 فٹ کے فاصلے سے نہیں سنتا مگر قبر میں جا کر سب کچھ سنتا بھی ہے اور عطا بھی کرتا ہے۔

(1) الأنعام:36 (2) الروم:52 (3) فاطر:22

سوچو! دجّال تمہارا کیا حال کرے گا......؟

ہم کبھی کبھی سوچتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے سینکڑوں دلائل کے باوجود اگر بعض مولوی حضرات نے ستر فیصد قوم کو قبر پرستی سمیت ہر قسم کے شرک میں ایسا مبتلا کر دیا ہے کہ وہ اِس دلدل سے نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں.....تو بتاؤ جب دجال آئے گا تو وہ اِن لوگوں کے عقیدے کے ساتھ کیسا کھلواڑ کرے گا......؟

دجال حکم کرے گا بارش ہوگی، زمین انگوری اگائے گی اور اس کے ساتھ اس کی جنت اور آگ ہوگی، اُس وقت توحید پر قائم رہنا کتنا مشکل ہوگا......؟ جبکہ اِس وقت لوگوں کا یہ بدترین حال ہے کہ گندے سے گندا شرک بھی کرتے جا رہے ہیں۔

ہمارے تجربے اور تجزیے کے مطابق عوام کا قصور صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ تحقیق نہیں کرتے ہیں، دنیا کے معاملات میں ایک معمولی سی سبزی بھی لینی ہو تو وہ داغدار دانے کو فوری چھوڑ دیتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں ان کے بزرگ ان کو دن رات شرک پلا رہے ہیں لیکن اُن کو کوئی فکر نہیں ہے وہ اپنے پیر، فقیر اور بابے کی بات کو قرآن وحدیث کی باتوں سے بھی زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

یاد رہے! ایسی جہالت اور ایسی اندھی تقلید کسی صورت بھی اللہ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ نے عقل سمیت قرآن وحدیث جیسی نعمت دی ہے اور پھر انبیائے کرام علیہم السلام کے درجنوں واقعات سے ثابت کیا ہے کہ مشکل کشا اور حاجت روا صرف ربّ ہی ہے تو پھر کسی شخص کے لئے معافی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔

کتاب التوحید

عظمت توحید

فرامین نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

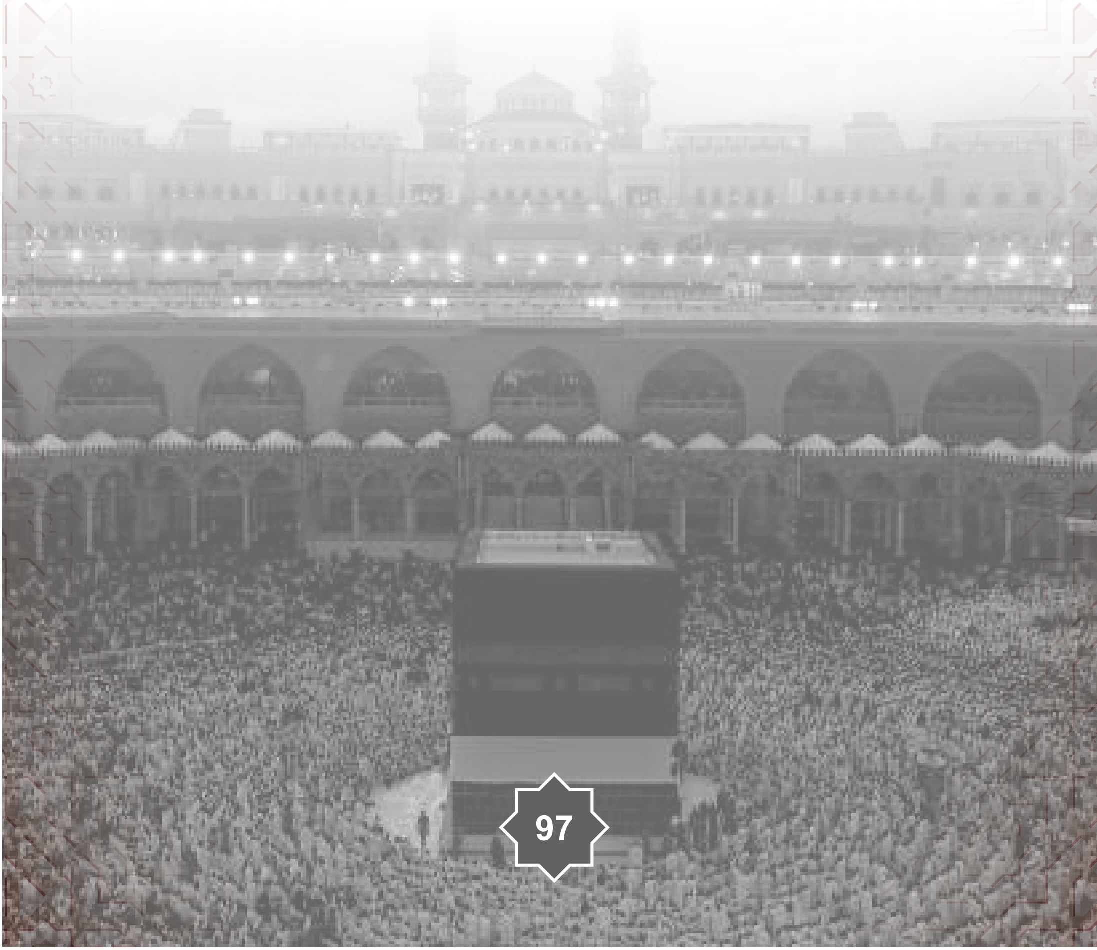

صحیح احادیث کو ماننا فرض ہے

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اور رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

الحشر:7

عظمت توحید فرامین نبویہ ﷺ کی روشنی میں

جس طرح قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی توحید کی عظمت کے ساتھ بھرا ہوا ہے اور قرآن مجید کی ہر دوسری سورت میں بار بار شرک کی مذمت کی گئی ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں بھی توحید کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے اور شرک کی ہر قسم کا بڑی صراحت کے ساتھ رد کیا گیا ہے۔

اگر آج مسلمان اپنے دل و دماغ کو ہر قسم کے تعصب سے پاک کرتے ہوئے صرف اور صرف قرآن مجید اور احادیث کا سادہ ترجمہ پڑھ لیں تو وہ کسی صورت بھی شرک جیسے خطرناک گناہ میں مبتلا نہ ہوں جیسا کہ ہم پہلے بھی تحریر کر چکے ہیں کہ شرک پھیلنے کی سب سے بڑی وجہ قرآن و حدیث سے دوری اور جہالت ہے، نسل در نسل لوگ صرف اور صرف دیکھا دیکھی شرک جیسا خطرناک گناہ کرتے آرہے ہیں ان تکلیف دہ حالات میں ہم ہر مسلمان کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ آپ کی قبر میں آپ کا حساب آپ کے کسی بڑے نے نہیں دینا آپ نے خود دینا ہے اس لیے جہاں کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں بڑی تحقیق کے بعد خریدتے ہو اس سے کہیں بڑھ کر دین اور توحید کے معاملے میں تحقیق کرو! آپ کو بہت جلد صراطِ مستقیم نصیب ہوگا۔

اسی طرح قیامت والے دن بھی اللہ کی بارگاہ میں آپ ہی نے حساب دینا ہے اگر آپ قبروں کے پجاری اور مشکل وقت میں پیروں فقیروں کو پکارنے والے ہیں تو یہ کائنات کا بدترین شرک ہے اس صورت میں کوئی نیکی آپ کے کام آئے گی اور نہ کوئی بڑا آپ کے کام آئے گا اس لیے دنیا ہی میں دین اور توحید کی سمجھ حاصل کریں اور خاص طور پر آنے والی احادیث کو پوری توجہ کے ساتھ پڑھیں، سمجھیں اور ان پر عمل کرتے ہوئے ان کے مطابق اپنا عقیدہ بنائیں اسی میں عزت اور نجات ہے۔

اسلام کی پہلی دعوت

سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سب سے پہلی دعوت ''دعوتِ توحید'' تھی یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پہلے بیان میں اہل مکہ کو یہی ارشاد فرمایا تھا کہ اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے، قیام، رکوع، سجدے اور ہر قسم کی عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی عبادت میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہے۔

اسی طرح جب حضرتِ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللهَ تَعَالَى (1)

سب سے پہلے آپ ان کو جس چیز کی طرف بلانے والے ہو وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کریں۔

اور اسی طرح دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللهِ (2)

سب سے پہلے آپ ان کو جس چیز کی طرف بلانے والے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

اس طرح کے درجنوں دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا آغاز ''عقیدہ توحید'' ہے اگر کسی کے پاس توحید والا عقیدہ نہیں ہے تو اس کے پاس اسلام کا سرا ہی نہیں ہے ور اِس وجہ سے اُس کے دوسرے اعمال بھی کسی کام کے نہیں ہیں۔

اِس لئے آپ جہاں بھی ہوں سب سے پہلے ''عقیدہ توحید'' کی بات کریں اگر توحید کی محبت اور غیرت آپ کے پاس ہے تو آپ کے پاس سب کچھ ہے اور اگر آپ کے پاس توحید کی محبت اور غیرت نہیں ہے تو آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

---

(1) صحیح البخاری: 7372
(2) صحیح البخاری: 1458

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے تعارف سے پہلے توحید کا تعارف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر کام اور بات کا آغاز اللہ تعالیٰ کی توحید سے کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جابر بن سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں......؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

انَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ [1]

میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم اسے پکارو، تو وہ اسے تم سے دور کردے، اگر تمہیں قحط سالی کا سامنا ہو، تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہاری کھیتیاں اگا دے۔ جب تم کسی صحرا یا ویران اور بنجر زمین میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اسے پکارو تو وہ اسے تمہیں واپس لوٹا دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے جو الفاظ بیان کیے ان کے ایک ایک حرف سے ''عقیدہ توحید'' کی خوشبو آتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان ہونے والے شخص کو پہلے پہل ہی کھول کر تین چیزیں بتا دیں:

1. مشکل کشا صرف اللہ ہے
2. رزق اگانے والا صرف اللہ ہے۔
3. قحط سالی میں خوشحالی دینے والا صرف اللہ ہے۔

لیکن آج ہمارے معاشرے میں درجنوں مسلمان ایسے ہیں جو مشکل کے وقت اللہ کے علاوہ پیروں فقیروں اور ولیوں کو بھی پکارتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم درباروں مزاروں پر نذر و نیاز نہیں لے کر جائیں گے ہماری فصلوں میں برکت نہیں ہوگی اور بارش رک جانے کی شکل میں ایسا ایسا اللہ کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے کہ بندے کے پاس توحید نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

[1] السنن لابی داؤد: 4084

اللہ کا بندوں پر پہلا حق

جس طرح اسلام کی پہلی دعوت ''دعوتِ توحید'' ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا بندوں پر پہلا حق بھی ''توحید'' ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانیں اور اس کی ذات، صفات اور عبادات میں کسی نبی ولی اور پیر فقیر کو شریک نہ کریں۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے معاذ کیا تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ جانتے ہیں یا اللہ کے رسول جن پر وحی آتی ہے وہ بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَ مَنْ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلاَ أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: لاَ تُبَشِّرْهُمْ، فَيَتَّكِلُوا [1]

اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو شخص بزرگوں اور قبروں کو سجدے کرتا ہے، درباروں پر نذر و نیاز لے کر جاتا ہے یا مشکل وقت میں فوت ہونے والے اولیا کو پکارتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے حق پر ڈاکہ ڈالتا ہے جس کا نتیجہ سوائے دنیا اور آخرت کی ذلت کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

[1] صحیح البخاری: 2856

تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی توحید میں بہت زیادہ حساس اور غیرت والے تھے جب بھی کوئی صحابی رضی اللہ عنہ عقیدت میں آکر عقیدے کے خلاف کوئی لفظ بولتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً منع کر دیتے تھے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا:

مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ

ویسے ہی ہوگا جو اللہ نے چاہا اور آپ نے چاہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو منع کرتے ہوئے فوری کہا

أَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا؟ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ (1)

کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے؟ وہی ہوگا جو اکیلا اللہ چاہے گا۔

اس حدیث شریف کو پڑھ لینے کے بعد کیا کوئی گنجائش باقی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا جائے حالانکہ اس شخص نے صرف یہی کہا ہے کہ وہ ہوگا جو اللہ چاہے گا اور آپ چاہیں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع کر دیا۔لیکن ہمارے ہاں لوگ کھلم کھلا کہتے اور لکھتے ہیں کہ غوث اعظم مشکلات دور کرتے ہیں، خواجہ معین الدین چشتی طوفانوں سے نجات دلاتے ہیں، امام بری ہماری کھوٹی قسمتیں کھری کرتے ہیں، سلطان باہو اولادوں سے نوازتے ہیں اور حضرت علی ہجویری گنج بخش ہمیں خزانے دیتے ہیں اور یہ سارے بزرگ دنیا سے جانے کے بعد بھی اپنی قبروں میں یہ سارے اختیار اپنے پاس رکھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر یہ شرک نہیں ہے تو پھر اس دنیا میں شرک نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور ہمارا سوال یہ ہے کہ جب یہ بزرگ دنیا میں نہیں تھے اس وقت یہ سارے کام کون کرتا تھا......؟

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ (2)

وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

(1) السنن الکبریٰ للنسائی: 10759، المصنف لابن ابی شیبۃ: 30189 (2) یونس: 18

فوت شدگان کے وسیلوں سے پاک دعا قبول ہوگی؟

ہمارے ہاں شرک پھیلانے والوں نے یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ جب تک واسطوں وسیلوں سے نہیں مانگو گے اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو قبول نہیں کرے گا ربّ تعالیٰ سے خیر پانے کے لئے درباروں مزاروں اور بزرگوں کے وسیلے بہت ضروری ہیں اور جو اِن وسیلوں کا خیال نہیں رکھتا وہ اولیائے کرام کا گستاخ ہے۔

یہ ساری چیزیں صرف اور صرف عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کی جاتی ہیں ورنہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک آپ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعائیں دیکھ لیں آپ کو کہیں بھی بعد والا نبی اپنی دعا میں فوت ہونے والے پہلے نبی کا واسطہ وسیلہ ڈالتے ہوئے نظر نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر تعلیم دی ہے کہ جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو ان کو کہہ دو کہ میں بہت زیادہ قریب ہوں، مجھے کسی فوت ہونے والے کے واسطے وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ جب میرے بندے آپ سے میرے بارے پوچھیں تو ان کو کہہ دو کہ مجھ سے ڈائریکٹ نہ مانگا کریں، میں واسطوں وسیلوں کے بغیر نہیں سنتا، بلکہ فرمایا جب میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو ان کو کہیں کہ میں سب سے زیادہ آپ کے قریب ہوں اور پکارنے والوں کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ [1] سبحان اللہ

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو مندرجہ ذیل توحید بھرے کلمات کہتے ہوئے سنا

---

[1] البقرة:186

اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ [1]

اے اللہ! میں آپ سے اِس گواہی کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ آپ ہی میرے ایسے اللہ ہیں کہ جن کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، آپ اکیلے اور ایسے باکمال، بے عیب اور بے نیاز ہیں کہ جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ ہی کوئی اُس کی برابری کرنے والا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے اسم اعظم کے ساتھ مانگا ہے کہ جب اس کے ساتھ مانگا جائے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے۔

ہزار بار غور کرلیں اِس دعا اور اسمِ اعظم میں صرف اللہ کی توحید، معرفت اور محبت ہے، کسی کے صدقے اور کسی کے طفیل کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اٹھا کر کہا ہے کہ اِن کلمات کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔

پھر اسی طرح قرآن مجید میں درجنوں قبول شدہ دعائیں ایسی ہیں جو فوت ہونے والے رسولوں اور ولیوں کے واسطوں اور وسیلوں سے بالکل پاک ہیں اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو درجنوں دعائیں سکھائی ہیں جن میں کہیں بھی فوت شدگان کے واسطوں اور وسیلوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

[1] مسند احمد 22965، السنن لابی داود 1494، جامع الترمذی 3475

کیا تو میری قبر پر سجدہ کرتا......؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت تھی اور وہ عقیدت میں کبھی کبھی ایسے مطالبے کا اظہار بھی کر دیتے جو عقیدے کے خلاف ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً اُن کو منع کر دیتے جیسا کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک علاقے میں گیا اور وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں میرے دل میں یہ بات آئی کہ ان کا سردار تو ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتوں کے برابر بھی نہیں ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پھر سجدے کا بہت زیادہ حق رکھتے ہیں، حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے واپس آ کر اسی خواہش کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِي أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ؟" قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: " فَلَا تَفْعَلُوا " (1)

کیا خیال ہے تیرا اگر تو میری قبر کے پاس سے گزرتا تو کیا اسے سجدہ کرتا؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایسا نہ کرو!

یعنی جس طرح میری قبر پر سجدہ جائز نہیں ہے اسی طرح مجھ زندہ کو بھی سجدہ کرنا حلال نہیں ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اس وقت درباروں مزاروں پر متھے ٹیکنے اور سجدوں کے ذریعے جو بدترین شرک جاری ہے اِس سب کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو درباروں مزاروں کو تعمیر کرتے ہوئے وہاں پر ایسا ماحول فراہم کرتے ہیں۔ سادہ مسلمان ساری زندگی شرک کرتے کرتے مرجاتے ہیں۔

(1) السنن لابی داود: 2140

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم......

اسلام میں دربار، مزار اور پختہ قبر کا کوئی تصور نہیں ہے چونکہ یہ سب چیزیں شرک کا ذریعہ بنتی ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی کے ساتھ قبروں کو سادہ بنانے اور رکھنے کا حکم دیا ہے بلکہ اس سلسلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ جو قبر بھی زمین سے اونچی ہو اس کو برابر کر دیا جائے۔

ایک دفعہ ہماری آنکھوں کے تارے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خدمت گزار ابو ہیاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ [1]

کیا میں تجھے اس مشن پر نہ بھیجوں جس مشن پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا وہ یہ ہے کہ تم کسی مجسمے کو نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا دینا اور کسی بلند قبر کو نہ چھوڑنا مگر اسے زمین کے برابر کر دینا۔

اس صحیح حدیث پر عمل کرتے ہوئے اگر آج ہمارے ہاں قبریں سادہ ہو جائیں تو ہمارے ارگرد سے نوے فیصد شرک ختم ہو جائے اور ہمارے ہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چاہنے والے اور ملنگ بے شمار ہیں ان کو بھی چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشن کو زندہ کریں اور قبروں کو سادہ رکھیں اور جو قبریں شرک کے اڈے بن چکی ہیں ان کو بھی سادہ کر دیں ورنہ شرک کا یہ سلسلہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہے گا۔

[1] الصحیح لمسلم: 969، جامع ترمذی: 1049

قبر پرست کائنات کے بدترین لوگ ہیں

تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل صحیح البخاری کی حدیث باترجمہ ازخود پڑھیں اور پھر اپنے اردگرد جو قبر پرستی اور درباری نظام ہے اس کا جائزہ لیں:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ، وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: " إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، فَأُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". [1]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں نے عیسائیوں کی ایک عبادت گاہ کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں تھیں۔ دونوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا یہ معمول تھا کہ اگر ان میں کوئی نیک شخص مر جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں تصویریں بنا دیتے پس یہ لوگ اللہ کے ہاں قیامت والے دن مخلوق میں سے سب سے زیادہ بدترین ہوں گے۔

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ نیک لوگوں کی قبروں کے پاس مسجدیں بنانا اور وہاں ان کی تصویریں اور مجسمے لٹکانا یہ ایسا پرانا شرک ہے کہ پہلی قومیں بھی بری طرح اس شرک میں مبتلا تھیں اور ناقابل برداشت تکلیف یہ ہے کہ قرآن مجید کے تیس پارے اتر جانے کے بعد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے بعد بھی آج کے دن تک یہ شرک پورے زور وشور کے ساتھ جاری ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جبکہ قبر پرستی میں شریک ہر طرح کے لوگ اللہ کی بارگاہ میں پرلے درجے کے بدترین لوگ ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث نے واضح کر دیا ہے۔

[1] صحیح البخاری: 427

میری شان کو حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ

کلمہ شریف پڑھ لینے کے بعد کوئی مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کمی کا تصور بھی نہیں کرسکتا اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میری شان میں کمی نہ کرو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ مسیحیوں کی طرح میری امت بھی میری عقیدت میں حد سے آگے نہ بڑھ جائے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ" [1]

مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو مسیحیوں نے ان کے رتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ میں تو صرف اس کا بندہ ہوں، اس لیے یہی کہا کرو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں حد سے آگے بڑھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نورٌ من نور اللہ، عالم الغیب، حاضر و ناظر اور مختارِ کل کہتے ہیں اُن کو اس حدیث پر بار بار غور کرنا چاہیے تاکہ عقیدت کی رو میں بہ کر توحید والا اصل عقیدہ ان کے ہاتھ سے نہ نکل جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر دو باتیں فرمادی ہیں

① عبداللہ (اللہ کا بندہ)

② رسول اللہ (اللہ کا رسول)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سے بڑھ کر کوئی شان نہیں کہ آپ عبداللہ ہیں اور تمام عباد اللہ کے سردار ہیں اور آپ رسول اللہ ہیں اور تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

[1] صحیح البخاری: 3445

بیعت کی خوش فہمی اور گھمنڈ

اسلام میں صرف اور صرف ایک بیعت کا تصور ہے اور وہ مسلمانوں کے خلیفہ کی بیعت ہے اس کے علاوہ پیروں فقیروں اور بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کسی کے پاس قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور موجودہ بیعت کرنے والوں کی حالت یہ ہے کہ وہ بیعت کرنے کے بعد باعمل اور محتاط زندگی گزارنے کی بجائے حد درجہ بے باک ہوجاتے ہیں، بدعملی، خوش فہمی اور گھمنڈ تک پہنچ جاتے ہیں بلکہ وہ بڑے فخر سے اپنے مزار اور اپنے پیر صاحب کے کمالات اور اختیارات بیان کرتے رہتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تمام گھر والوں کو الگ الگ مخاطب کرتے ہوئے کہا

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا [1]

قریش کے لوگو! تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے بدل) مول لے لو (بچا لو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کرسکوں گا) عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ عباس عبد المطلب کے بیٹے! میں اللہ

[1] صحیح البخاری: 2753

کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ صفیہ میری پھوپھی! اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ فاطمہ! بیٹی تو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہیں آؤں گا۔

اگر صرف نسبت اور بیعت کی وجہ سے کسی کی بخشش اور نجات ہوتی تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیعت اور آل رسول سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی زمین پر عزت والا کوئی نہیں ہے اس لیے لوگوں کے دھوکے میں آ کر اپنی نجات کو تماشہ نہ سمجھیں بلکہ نیک اعمال اور خاص طور پر توحید میں غیرت پیدا کریں۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا

مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ [1]

جس شخص کو اس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس واضح رہنمائی کے باوجود بھی محض اپنی نسبتوں پر ناز کرتا ہے یا وہ سمجھتا ہے کہ فلاں بابا جی کی بیعت ہی میری نجات کے لیے کافی ہے وہ بہت بڑے دھوکے میں مبتلا ہے جس کا نتیجہ سوائے دنیا اور آخرت کے بہت بڑے نقصان کے اور کچھ نہیں ہے۔

[1] الصحیح لمسلم: 6853

بارشیں کون برساتا ہے؟

فضاؤں، ہواؤں بادلوں اور بارشوں پر سارا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے کسی نبی اور ولی کا ہواؤں اور بارشوں پر کوئی اختیار نہیں ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بارشوں کے رک جانے پر سارے نبی اور ولی اللہ تعالیٰ کے سامنے دعائیں اور عاجزی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس نے کہا اے اللہ کے رسول بارش کی بہت سخت ضرورت ہے:

فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيْثُنَا

پس آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بارش عطا کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہی اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور تین بار کہا

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا [1]

اے اللہ! تو ہمیں سیراب کر، اے اللہ! تو ہمیں سیراب کر، اے اللہ! تو ہمیں سیراب کر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عام صحابی کا بھی عقیدہ تھا کہ بارش دینے والا صرف اللہ ہے اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ سے صرف دعا ہی کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بارش نہ ہونے کی صورت میں آپ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی پیارے سے دعا کروا سکتے ہیں، باقی بارش کے ہونے نہ ہونے کا سب اختیار اللہ کے پاس ہے

اسی طرح ایک مرتبہ جب مدینہ میں بارشیں نہ ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر کھلے میدان میں چلے گئے اور منبر پر بیٹھ کر توحید کے موضوع پر ایسا شاندار خطبہ ارشاد فرمایا کہ ہر قسم کے

[1] صحیح البخاری: 1013

شرک کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں آپ اس خطبے کے الفاظ ترجمہ سمیت پڑھیں

إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ، وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ (1)

بے شک تم نے اپنے گھروں میں (بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے) خشکی کی شکایت کی ہے اور بارش کے اپنے وقت سے لیٹ ہونے کی اور بلاشبہ اللہ عز وجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اسے پکارو اور اس نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کرے گا پھر آپ نے کہا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، بہت زیادہ رحم کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اے اللہ تو ہی ہمارا اللہ ہے تیرے سوا ہمارا کوئی حاجت روا نہیں ہے تو ہی غنی ہے اور ہم ہی محتاج ہیں ہم پر بارش کو نازل فرما اور جو تو نازل فرمائے اس کو ہمارے لئے روزی اور ایک وقت تک کے لئے کافی بنا دے۔

اس حدیث سے بھی آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا کا کوئی پیر بھی آندھی، طوفان، ہواؤں اور بارشوں پر کنٹرول نہیں رکھتا ہے اگر کوئی شخص اس طرح کا عقیدہ رکھتا ہے تو وہ شرک کی بیماری میں مبتلا ہے۔

(1) السنن لابی داود: 1173

ہوائیں کون چلاتا ہے؟

ہواؤں کا چلنا اور رکنا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے کسی بابے بزرگ کا آندھی، طوفان اور ہوا پر کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب تیز ہوا چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بے چین ہو جایا کرتی تھی کبھی آپ آگے جاتے اور کبھی آپ پیچھے ہٹتے اور جب بارش ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گھبراہٹ ختم ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو جاتے تھے بلکہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہوا کے تیز چلنے پر آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم کو آندھی سے ہی ہلاک کیا گیا تھا اور ایک قوم یہ سمجھتی رہی کہ ابھی تیز ہوا کے بعد ہم پر بارش برسے گی مگر ان پر عذاب اتر آیا۔ (1)

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تیز ہوا چلے تو ہوا کو برا نہ کہا کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اختیار کرتے ہوئے دعا کیا کرو:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرسِلَتْ بِهِ

اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی خیر کا اور جو اس ہوا میں ہے اس کی خیر کا اور جو اس کے ذریعے بھیجا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں اس ہوا کے شر سے اور جو اس ہوا میں اس کے شر سے اور جس شر کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اس سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توحید! اللہ اکبر کبیراً

جبکہ ہمارے ہاں کسی بابے کی وجہ سے ''ہنیری'' آتی ہے اور کسی بزرگ کی وجہ سے ''طوفان'' آتا ہے اور کوئی بزرگ طوفان ٹالتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(1) الصحیح لمسلم:899

چاند سورج کا بے نور ہونا یا ستاروں کا گرنا؟

سورج، چاند اور ستارے سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، انہیں سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو روشن رکھا ہوا ہے ان کا کسی بھی انسان کی اچھی یا بری تقدیر کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے، نہ ان کا کسی کی زندگی اور موت کے ساتھ تعلق ہے اور نہ ہی یہ کسی بابے اور بزرگ کی خواہش کے پابند ہیں، لیکن ہمارے ہاں بعض بزرگوں نے سورج چاند کو اپنا کھلونا بنا رکھا ہے۔ مقدر کے ستارے بنا رکھے ہیں، سورج، چاند اور ستاروں کے کبھی کبھار بے نور ہو جانے کو اپنی غمی اور خوشی کے ساتھ بھی جوڑ دیتے ہیں، شروع شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کی وفات پر بھی بعض لوگوں نے اس طرح کی باتیں کی تھیں کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کی وفات کے موقع پر سورج بے نور ہوا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا

إِنَّ الشَّمْسَ والقَمَرَ لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ ولَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوا، وادْعُوا اللّٰهَ. (1)

بلاشبہ سورج اور چاند کسی کی زندگی اور موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے پس جب تم ان کو بے نور دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو۔

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک ستارہ روشن ہوا جس سے کسی شیطان کو نشانہ بنایا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ جب اسلام سے پہلے ایسے ہوتا تھا تو تم لوگ کیا کہتے تھے؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم یہی کہتے تھے کہ آج کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا فوت ہوا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا بالکل بھی نہیں بلکہ آسمان کی خبروں کو چوری کرنے کے لئے جو جن آگے بڑھتے ہیں ان ستاروں کو ان شیاطین پر پھینکا جاتا ہے کچھ شیاطین کسی بات کو سننے میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں مگر نجومی حضرات جن کی بتلائی ہوئی بات میں کئی جھوٹ اپنی طرف سے ملا لیتے ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ حضرت شمس تبریز اور دیگر بزرگوں کے قصے بیان کرتے ہوئے ایسا انداز اختیار کیا گیا ہے کہ جیسا کہ سورج انہیں کے حکم سے طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

(1) صحيح البخاري: 1043

شرک کرنے والے کی مثال

شرک اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے سجدہ کرنا یا مشکل وقت میں اس کے آگے جھکنا، اس سے دعا کرنا یہ جہاں ذلت ہے وہاں پرلے درجے کی احسان فراموشی اور نمک حرامی بھی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے تمام بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا اور ان کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ بنی اسرائیل کو بھی ان باتوں کا حکم دو ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ

اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَ إِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهٖ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ فَقَالَ هٰذِهٖ دَارِيْ وَهٰذَا عَمَلِيْ فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ فَكَانَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلٰى غَيْرِ سَيِّدِهٖ فَأَيُّكُمْ يَرْضٰى أَنْ يَكُونَ عَبْدُهٗ كَذٰلِكَ

تم اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور اس شخص کی مثال جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس آدمی کی ہے جس نے ایک غلام خالص اپنے مال سے سونا یا چاندی دے کر خریدا۔ اور (اُس سے) کہا: یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا روزگار ہے، تو تم کام کرو اور منافع مجھے دو، چنانچہ وہ کام کرتا ہے اور نفع اپنے مالک کے سوا کسی اور کو دیتا ہے، تو بھلا کون شخص یہ پسند کرسکتا ہے کہ اس کا غلام اس قسم کا ہو؟ [1]

جس طرح مال کا نفع اپنے مالک کو چھوڑ کر غیر کو دینے والا حد درجہ احسان فراموش ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے صحت و عافیت اور رزق لے کر دوسروں کی عبادت کرنے والا پرلے درجے کا قابل نفرت اور احسان فراموش مشرک ہے۔

[1] جامع الترمذی: 2863

شرک کے اڈے پر عبادت کرنا؟

ایسے مقامات جہاں پر اللہ کے علاوہ بزرگوں یا قبروں کو سجدے کیے جاتے ہیں اور وہاں پر نذر و نیاز سمیت ہر قسم کا شرک کیا جاتا ہے ایسی جگہوں پر نیک عمل کرنے جانا بھی درست نہیں ہے۔

حضرتِ ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں ''بوانہ'' نامی جگہ جا کر اونٹ ذبح کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ میں نے اس بات کی نذر مانی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہاں جاہلیت کے دور میں کوئی بت تھا جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا وہاں پر ان کا کوئی عرس میلا ہوتا تھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ [1]

اپنی نذر کو پورا کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر کو پورا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس وقت ہمارے ہاں اکثر درباروں میں جہاں کھلے عام شرک ہوتا ہے وہاں شرم وحیا اور غیرت کے پرخچے بھی اڑائے جاتے ہیں اور پھر اس کے علاوہ عجیب قسم کی خرافات اور آوارگی دیکھنے کو ملتی ہے اور آئے دن ایسی ایسی خبریں سننے کو ملتی ہیں کہ جن سے جسم نہیں روح بھی کانپ اٹھتی ہے لہٰذا ایسے مقامات پر جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کسی صورت بھی جائز نہیں ہے۔

[1] سنن ابی داود:3313

اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی طرف نکلے تو

مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِينَ، يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ أَنْوَاطٍ، يُعَلِّقُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " سُبْحَانَ اللَّهِ، هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (1)

آپ کا گزر مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے ہوا جسے ذاتِ انواط کہا جاتا تھا، اس درخت پر مشرکین اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیجیئے جیسا کہ مشرکوں کا ایک ذاتِ انواط ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سبحان اللہ! یہ تو وہی بات ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ ہمارے لیے بھی معبود بنا دیجیئے جیسا ان مشرکوں کے لیے ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم گزشتہ امتوں کی پوری پوری پیروی کرو گے۔

اس واضح روایت سے بھی معلوم ہوا کہ درباروں مزاروں کے کپڑوں اور وہاں کی چیزوں اور درختوں کو اپنے لئے باعث برکت سمجھنا بدترین شرک ہے اور آج کل یہی سلسلے درباروں مزاروں پر جاری ہیں لوگ تو وہاں سے برکت کے لئے مٹی بھی اٹھا لاتے ہیں اور کئی لوگ وہاں سے تبرک اور پانی کی بوتلیں بھی بھر کر لے آتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہماری پریشانیاں ختم ہوں گی اور ہمیں برکتیں ملیں گی جبکہ دین اسلام میں ایسی حرکتوں کی قطعی طور پر کوئی اجازت نہیں۔

(1) جامع الترمذی: 2180

پیروں فقیروں کی عبادت کیا ہے؟

کسی بھی زندہ یا فوت شدہ بزرگ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر اس کی قسم اٹھانا یہ اس کی عبادت ہے اور شرک ہے اگر کوئی شخص اس عقیدے سے کسی فوت شدہ بزرگ کی قسم اٹھاتا ہے کہ میرے نفع ونقصان کا مالک ہے تو اس بات کے شرک ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور پھر اسی طرح اگر کسی نے چیزوں کے حلال وحرام اور مکروہ ہونے کا اختیار بھی بزرگوں کو دے رکھا ہے تو یہ بھی ان کی عبادت ہے کیونکہ حلال وحرام کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے اور اللہ کے رسول ﷺ بھی اللہ ہی کی حلال وحرام کردہ چیزوں کو آگے بیان کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک حسن درجے کی روایت ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمایا ہے کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کی گردن میں سونے کی صلیب تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی! اس بت کو نکال کر پھینک دو پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کی جس میں آتا ہے کہ یہود ونصاری نے اللہ کے علاوہ اپنے درویشوں اور مولویوں کو اپنا ربّ بنالیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا یہود ونصاریٰ کھلے عام ان کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ وہ ان کے لئے جو حلال کردیتے وہ اس کو حلال سمجھتے اور جو وہ ان کے لئے حرام کردیتے وہ ان کو حرام سمجھتے اور یہی ان کی عبادت تھی۔ (1)

اور اسی موضوع پر اللہ تعالیٰ نے امام کائنات حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (2)

اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے؟

(1) جامع الترمذی: 3095 (2) التحریم: 1

توحید ہی عزت ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ہے یعنی وہ سب سے زیادہ عزت والی مخلوق ہے اور جو مخلوق سب سے زیادہ عزت والی ہو وہ اپنے جیسی شخصیت کے آگے جھک جائے ایسا عمل عقلی طور پر بھی عزت، وقار اور مقام کے خلاف ہے۔ جو لوگ قبروں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں یا اُن کے آگے جھکتے ہیں یا مشکل وقت میں ان کو پکارتے ہیں تو وہ خود کو اپنے بلند مقام سے گرا کر اپنی عزت خود برباد کرتے ہیں۔ کسی بھی انسان کے آگے مَتّھا ٹیکنا یا اس کی عبادت کرنا یہ انسانیت کی اپنی تذلیل ہے جو کہ خود پر بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

اگر انسانیت کی تاریخ کو پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو خود ہی ذلیل کرتا رہا ہے، کبھی بتوں کے سامنے جھک گیا، بجلی چمکی تو ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا، بادل گرجا تو تب شرک شروع کر دیا، کبھی دریا کی موجوں کی پوجا اور کبھی دنیا کے نیکوکار اور فرعونوں کی پوجا شروع کر دی۔ شرک کے یہ سارے کام کر کے انسان اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑتا وہ اپنے ہاتھوں سے آپ ہی ذلیل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

اور البتہ تحقیق ہم نے آدم کی اولاد کو بہت عزت بخشی اور انہیں خشکی اور سمندر میں سوار کیا اور اُنہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے جو مخلوق پیدا کی

اُس میں سے بہت ساروں پر انھیں فضیلت دی، بڑی فضیلت دینا۔ (1)

اگر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کو انسانیت کی خدمت و راہ نمائی کے لئے پیدا کیا ہے اور انسان، انسان ہونے کی حیثیت سے سب ایک جیسے ہیں، کسی انسان کی خوف یا لالچ کی وجہ سے عبادت کرنا خود کو آسمان کی بلندیوں سے ذلت کی پستیوں میں گرانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾ (2)

اس حال میں کہ اللہ کے لیے ایک طرف ہونے والے ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں، یا اسے ہوا کسی دور جگہ میں گرا دیتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی عزت اور مقام کو سمجھنے کی توفیق دے اور شرک کی کھائیوں سے نکال کر توحید کی عظمتیں عطا فرمائے۔ آمین

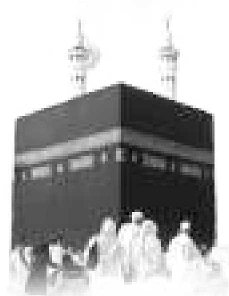

(1) بنی اسرائیل:70
(2) الحج:31

توحید ہی نجات ہے

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی امتحان کے لئے بنائی ہے اور انسان کا سب سے بڑا امتحان ہی اُس وقت ہوتا ہے جب وہ کسی مشکل سے دو چار ہوتا ہے اور کسی بھی مشکل میں پھنسے ہوئے شخص کے لئے سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ وہ توحید والے عقیدے کو بچالے اگر اُس نے توحید والے عقیدے کو بچالیا تو اُس نے دنیا و آخرت کے سب خزانے بچالیے اور پا بھی لیے اور اگر اُس نے مشکل وقت میں درباروں مزاروں پر سجدے کرتے ہوئے، غیر اللہ کو نذر و نیاز دیتے ہوئے اور تکلیف کی گھڑی میں بزرگوں سے دعائیں اور صدائیں کرتے ہوئے توحید والے عقیدے کو داغ دار کرلیا تو اُس نے اپنی جھولی میں دونوں جہانوں کا نقصان بھرلیا۔

یاد رکھو! شرک کر کے آپ کو قارون جیسے خزانے بھی مل جائیں تو اُن کو ٹھکرادو! اور اُس کے مقابلے میں توحید اپنا کر ہر قربانی پیش کر جاؤ یہی اصل جیت اور کامیابی ہے آنے والے صفحات میں ہم قدرے تفصیل سے آپ کے سامنے اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیارے رسول، انبیائے عظام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے درجنوں واقعات تحریر کرتے ہیں تاکہ آپ کو یہ بات اچھی طرح سمجھ آجائے کہ اصل نجات کی راہ توحید کی راہ ہے اور جس پر خود مشکل آجائے اور وہ مشکل کشائی کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارے، ایسا پکارنے والا، خود مشکل کشا اور حاجت روا نہیں ہوسکتا ہے۔

ہم یہ بات پورے اعتماد سے لکھتے ہیں کہ آنے والے صفحات کو انصاف سے پڑھنے والا شخص کسی صورت بھی شرک کی موت نہیں مر سکتا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو توحید پر شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین

انبیائے کرام علیہم السلام اور توحید

شرک کسی کو بھی معاف نہیں ہے

1

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۸۸

یہ اللہ کی ہدایت ہے، وہ اس پر اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے چلاتا ہے اور اگر یہ رسول شرک کرتے تو یقیناً ان سے ضائع ہو جاتا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

النساء:88

2

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵

اور بلاشبہ یقیناً تیری طرف وحی کی گئی اور ان لوگوں کی طرف بھی جو تجھ سے پہلے تھے کہ بلاشبہ اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں سے ہو جائے گا۔

الزمر:65

انبیائے کرام علیہم السلام اور توحید

جس طرح تمام مخلوقات میں انسان سب سے زیادہ عزت والے ہیں اسی طرح پوری انسانیت میں انبیا ورسل سب سے زیادہ شان والے ہیں اگر اسلام میں دربار اور مزار بنانے جائز ہوتے تو ہر بعد والا نبی اپنے سے پہلے نبی کا عالی شان دربار بناتا اور وہاں پر عقیدت کے نام پہ نذر و نیاز اور عرس کے سارے سلسلے شروع کرتا مگر ایسا بالکل بھی نہیں ہے بلکہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک کسی بھی نبی اور رسول کی قبر کا نشان تک بھی معلوم نہیں جس سے یہ اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ قبر پرستی اور دربار پرستی اللہ کے نازل کردہ دین میں نہیں ہے۔

اسی طرح اگر فوت ہونے والوں کے واسطے اور وسیلے ضروری ہوتے تو ہر بعد والا نبی پہلے فوت ہونے جلیل القدر نبی اور رسول کے طفیل دعا کرتا لیکن آپ کو آخری نبی اور ساری کائنات کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اس طرح کا کوئی واسطہ و وسیلہ نظر نہیں آئے گا ہر ایک نے ربّ کہہ کر ہی ربّ کو پکارا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی ہے۔

مزید اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ حضرتِ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام بڑی بڑی سخت مشکلات سے گزرے ہیں اور جن پر سخت مشکلات آجائیں وہ مشکل کشا کیسے ہو سکتے ہیں......؟

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ہر ایک نے ہر مشکل میں کسی بڑے رسول یا فرشتے کو نہیں پکارا بلکہ اللہ ہی کو پکارا اور یہی توحید ہے اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور توحید

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں پہلے انسان ہیں وہاں آپ علیہ السلام دنیائے انسانیت کے باپ بھی ہیں اور اللہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی بھی ہیں قرآنِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ شیطان کے وسوسے کا شکار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے روکنے کے باوجود آپ علیہ السلام نے درخت کا ذائقہ چکھ لیا تو اس پریشانی کی حالت میں سیدہ حوا اور حضرتِ آدم علیہما السلام نے کسی جن یا فرشتے کا واسطہ نہیں ڈالا بلکہ

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ (1)

دونوں نے کہا اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اس دعا سے معلوم ہوا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر مشکل آئی تو انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی پکار کو قبول کیا جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ (2)

پھر اس کے ربّ نے اسے چن لیا، پس اس پر توجہ فرمائی اور ہدایت دی۔

ہمیں بھی دنیائے انسانیت کے باپ اور اللہ کی زمین پر سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کی طرح کمی ہو جانے پر مایوس نہیں ہونا چاہیے نہ شرک کرنا چاہیے اور نہ ہی کسی غیر کو پکارنا چاہیے بلکہ اللہ کے سامنے اپنی کوتاہی کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بخشش اور رحمت مانگنی چاہیے، یہی توحید والا عقیدہ ہے جو کہ راہ نجات ہے۔

(1) الاعراف:23 (2) طٰہٰ:122

سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور توحید

اللہ کی زمین پر سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ علیہ السلام نے کئی صدیاں اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلایا اور اپنی ذات کے بارے اپنی قوم کو یہ بات علی الاعلان کہہ دی تھی کہ میں گنج بخش، عالم الغیب یا کوئی نوری مخلوق نہیں ہوں بلکہ میں ایک عام انسان ہوں، میں صرف اور صرف تمہیں اس بات سے آگاہ کرنے آیا ہوں کہ آگے آخرت ہے جہاں اعمال کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا اور پھر تمہیں جنت یا جہنم کا مکیں بنایا جائے گا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم آپ کو بہت زیادہ تکالیف پہنچاتی تھی اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا

اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰ [1]

بے شک میں مغلوب ہوں، سو تو بدلہ لے۔

جب حضرت نوح علیہ السلام جیسے بلند رتبہ رسول بھی پریشانی میں صرف ایک اللہ کو پکارتے ہیں اور وہ اسی کو غوثِ اعظم سمجھتے ہیں تو پھر ہمارے ہاں کون سا ایسا ولی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام سے بھی زیادہ شان اور مقام رکھتا ہے......؟

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے نافرمان بیٹے کی تقدیر بدلنے کی بہت کوشش کی اور اس کو ڈوبتے ہوئے کہا تھا کہ کشتی پر سوار ہو جاؤ آج اللہ کی پکڑ سے کوئی نبی ولی یا جن فرشتہ بچانے والا نہیں ہے اور پھر اسی طرح اس وقت اللہ تعالیٰ سے تکرار کے ساتھ کہا کہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اس کو نجات دے دو تو اللہ تعالیٰ نے

[1] القمر:10

حضرت نوح علیہ السلام جیسے جلیل القدر رسول کو آگے جواب دیا:

يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ [1]

اے نوح! بے شک وہ تیرے گھر والوں سے نہیں، بے شک یہ ایسا کام ہے جو اچھا نہیں، پس مجھ سے اس بات کا سوال نہ کر جس کا تجھے کچھ علم نہیں۔ بے شک میں تجھے اس سے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے ہو جائے۔ اس نے کہا اے میرے ربّ! بیشک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے اس بات کا سوال کروں جس کا مجھے کچھ علم نہیں اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

ان بابرکت آیات کا ترجمہ پڑھ لینے کے بعد بھی اگر کوئی شخص کسی نبی یا ولی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر اس سے مدد مانگتا ہے یا اس کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتا ہے تو پھر دو ہی باتیں ہیں یا تو اس کی عقل کا علاج ہونے والا ہے یا پھر اس کے پاس ایمان، اسلام اور توحید نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

ہمارے ہاں لوگوں نے بزرگوں کی عقیدت اور محبت میں ساری حدیں کراس کر دی ہیں کبھی وہ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی نظر سے تقدیریں بدل جاتی ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ فلاں مرید کے پاس فرشتہ آیا تو اس مرید نے اپنے پیر صاحب کا تعارف کروایا جس کی وجہ سے فرشتے کو جان چھڑانی مشکل ہو گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

---

(1) ھود: 46-47

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دیہات سے ایک آدمی آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی دوران ہمیں یہ بات بتائی کہ حضرت نوح علیہ السلام پر جب موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بلا کر وصیت کی اور کہا کہ اے میرے بیٹے میں تجھے دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں جس چیز کا میں تجھے حکم دیتا ہوں وہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے اس کو پڑھتے رہنا اللہ تبارک وتعالیٰ بڑی سے بڑی مشکل بھی دور فرمادیں گے اور اسی طرح ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کو بھی پڑھتے رہنا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے برکت والا رزق عطا کریں گے اور پھر فرمایا میں تجھے شرک سے اور تکبر سے منع کرتا ہوں نہ کسی دوسرے کو اللہ کا شریک ٹھہرانا اور نہ خود کو اللہ کا شریک ٹھہرانا۔ (1)

اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد اپنی قبر پر آنے کی وصیت نہیں کی حالانکہ اگر قبروں پر جا کر رزق ملتا ہوتا تو سب سے زیادہ برکت والی قبر حضرت نوح علیہ السلام کی تھی کیونکہ انہوں نے کم وبیش دس صدیاں اللہ تعالیٰ توحید کا وعظ کیا تھا اور ساری زندگی اس کی راہ میں لوٹا دی تھی۔

بلکہ اپنے بیٹے کو شرک جیسے گناہ سے شدید نفرت دلائی اور مشکل وقت میں آپ علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو لا الہ الا اللہ کی طاقت بتاتے ہوئے اس کو یہ کلمہ کثرت سے پڑھنے کی تلقین کی اور ساتھ ہر قسم کے شرک سے منع کیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی عبادت اور اس کی صفات میں کسی کو شریک نہیں کرنا، وہ اپنی ذات، عبادت اور جملہ صفات میں وحدہ لاشریک ہے سب نبی، ولی اور علی رضی اللہ عنہ اس اکیلے کے محتاج ہیں وہ بے نیاز اور ہر چیز پر قادر ہے۔

(1) مسند امام احمد: 6583، الجامع الکامل باب وصیة نوح لابنه

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور توحید

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تو لقب ہی امام الموحدین ہے آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کے بادشاہ تھے آپ نے ساری زندگی نہ کسی فرشتے کو پکار کر اللہ سے مدد مانگی اور نہ ہی کسی فوت ہونے والے نبی اور رسول کے صدقے سے کچھ مانگا تھا، جب ہجرت کے لئے نکلے تو یہی کہا

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾ (1)

اور اس نے کہا بے شک میں اپنے ربّ کی طرف جانے والا ہوں، وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ سے بیٹے کا سوال کیا تو پھر بھی یہی کہا

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٠﴾ (2)

اے میرے ربّ! مجھے (لڑکا) عطا کر جو نیکوں سے ہو۔

صحیح البخاری کے مطابق جب زانی بادشاہ نے سیدہ سارہ علیہا السلام سے برائی کا ارادہ کیا تو اس وقت بھی نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جیسا کہ سیدہ سارا کا بیان ہے کہ جب وہ زانی بادشاہ کے کمرے سے باہر نکلیں

فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي

جب ان کے پاس آئیں تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے

اور سیدہ سارہ علیہا السلام نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ کے طفیل اللہ نے مجھے بچا لیا یا فلاں فرشتے اور فوت ہونے والے نبی کے صدقے میں بچ گئی ہوں بلکہ کہا

رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ (3)

اللہ تعالیٰ نے کافر کی بری تدبیر خاک میں ملا دی ہے۔

(1) الصفت:99 (2) الصفت:100 (3) صحیح البخاری:3358

اسی طرح جب اسماعیل اور امِ اسماعیل علیہما السلام کو مکہ میں جہاں آبِ زم زم کا کنواں ہے وہاں پہ چھوڑا تو واپس جاتے ہوئے بھی صرف اللہ سے دعا کی اور کہا:

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٧﴾ (1)

اے ہمارے ربّ! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں آباد کیا ہے، جو کسی کھیتی والی نہیں، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے ہمارے ربّ! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ سو کچھ لوگوں کے دل ایسے کر دے کہ ان کی طرف مائل رہیں اور انھیں پھلوں سے رزق عطا کر، تاکہ وہ شکر کریں۔

پھر اولاد مل جانے کے بعد بھی یہ کہا

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاءِ (2)

سب تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود اسماعیل اور اسحاق عطا کیے۔ بے شک میرا ربّ تو بہت دعا سننے والا ہے۔

اور جو لوگ نبیوں ولیوں اور فرشتوں کی مورتیاں بنا کر ان کو بھی کرنی دھرنی والا سمجھتے تھے ان کے متعلق دعا کی اور کہا

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾ (3)

اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ! اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے

(1) اِبراھیم:39 (2) ابراھیم:37 (3) ابراھیم:35-36

اور میرے بیٹوں کو بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔اے میرے ربّ! بے
شک انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، پھر جو میرے پیچھے چلا تو یقیناً وہ
مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بے حد بخشنے والا، نہایت
مہربان ہے۔

اور پھر بڑے کھلے الفاظ میں کہا

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾ [1]

بے شک میں نے اپنا چہرہ اس کی طرف متوجہ کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور
زمین کو پیدا کیا ہے، ایک (اللہ کی) طرف ہو کر اور میں مشرکوں سے نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بھی توحید کے اس بادشاہ اور ہر قسم کے شرک سے شدید نفرت
کرنے والے جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو کائنات کی بے مثال ڈگری دیتے
ہوئے کہا

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾ [2]

بے شک ابراہیم اکیلا امت تھا، اللہ کا فرماں بردار، ایک اللہ کی طرف ہو جانے
والا اور وہ مشرکوں سے نہ تھا۔اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا۔اس نے اسے
چن لیا اور اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی۔

جو شخص قرآن مجید سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سیرت پڑھ کر بھی شرک کرتا ہے وہ
کائنات کا بدترین انسان ہے۔

[1] الانعام:79
[2] النحل:120-122

سیدنا حضرت لوط علیہ السلام اور توحید

حضرت لوط علیہ السلام کا زمانہ بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام والا ہے بلکہ رشتے میں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہر قسم کے شرک اور خاص کر فحاشی اور بے حیائی سے بچنے کی تلقین کی لیکن وہ لوگ اس قدر زیادہ سرکش بن گئے کہ سرعام ڈکیتیاں کرنا اور مردوں کے ساتھ برائی کرنا ان کا معمول بن گیا اور پھر حضرت لوط علیہ السلام جیسے برگزیدہ پیغمبر کو انہوں نے ہر طرف سے پریشان کر دیا، پریشانی اور تکلیف کی انتہا اس وقت ہوئی جب انہوں نے آنے والے فرشتوں کو بھی خوبصورت جوان سمجھتے ہوئے برائی کرنے کا پورا ارادہ کر لیا اور حضرت لوط علیہ السلام نے یہاں تک کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ مجھے میرے مہمانوں کے سامنے رسوا نہ کرو! اگر تم نے اپنی خواہش کو پورا ہی کرنا ہے تو قوم کی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کر لو لیکن ان کے شہوانی جذبات انگارے نکال رہے تھے اور انہوں نے کہا اے لوط ہمیں تیری ان نصیحتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ اکبر

اس مشکل اور بے بسی کی گھڑی میں حضرت لوط علیہ السلام نے وہ الفاظ کہے کہ جن کو پڑھ کر آج بھی کلیجے منہ کو آتے ہیں آپ علیہ السلام نے کہا

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ (1)

اس نے کہا کاش! واقعی میرے پاس تمھارے مقابلہ کی کچھ طاقت ہوتی، یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لیتا۔

بعض روایات کے مطابق ''رکن شدید'' سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور اس واقعہ سے آپ اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کس قدر زیادہ مشکل میں تھے اور جو خود اس قدر زیادہ مشکل میں ہو وہ دوسروں کا مشکل کشا کیسے ہو سکتا ہے......؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اس تکلیف کی گھڑی میں ہم نے ہی حضرت لوط علیہ السلام کی مدد کی

فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ (2)

تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی۔

(1) هود:80
(2) الشعراء:170

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام اور توحید

سیدنا یعقوب علیہ السلام کی سیرت سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام ملتا ہے آپ علیہ السلام نے بلند نسب ہونے کے باوجود کبھی بھی نہ عالم الغیب ہونے کا دعوی کیا تھا اور نہ ہی خود کو داتا، مشکل کشا اور گنج بخش کہا تھا بلکہ آپ اندازہ فرمائیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کچھ فاصلے پر کنویں میں موجود ہیں لیکن آپ کو کوئی خبر نہیں ہے لیکن ہمارے بعض پیر فقیر اور بابے ہزاروں میل سے ہر ڈھکی چھپی کو جان لیتے ہیں اور پھر بیٹوں نے واپس آ کر سو فیصد جھوٹ بولا لیکن آپ علیہ السلام کو ان کی جھوٹی واردات کا بھی علم نہ ہوا اور آپ علیہ السلام نے کہا

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۚ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝۱۸ (1)

سو (میرا کام) اچھا صبر ہے اور اللہ ہی ہے جس سے اس پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

صبر کیا اور بغیر کسی واسطے وسیلے اور طفیل کے اللہ تعالیٰ سے مدد کا سوال کیا اور پھر جس وقت ان کے بیٹے مصر جانے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو توحید کا وعظ کرتے ہوئے کہا

(1) یوسف:18

وَمَآ اُغۡنِیۡ عَنۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۚ وَعَلَیۡهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ﴿۶۷﴾ [1]

اور میں تم سے اللہ کی طرف سے (آنے والی) کوئی چیز نہیں ہٹا سکتا، حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی پر پس لازم ہے کہ بھروسا کرنے والے بھروسا کریں۔

سب آزمائشوں سے گزر کر سیدنا یوسف علیہ السلام مصر کے تخت پر جلوہ افروز ہیں اور اللہ کی رحمت سے شاہی زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی اس عزت اور عظمت کا بھی کوئی علم نہیں ہے اور حالت یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی جدائی میں رو رو کر آپ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں کی بنائی بھی ختم کر لی ہے۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی یہ حالت ہے تو پھر آج کا کون سا بزرگ اور نام نہاد داتا مشکل کشا ہو سکتا ہے......؟

جو شخص بھی تعصب کی عینک اتار کر قرآن مجید میں ان پاک ہستیوں کا ذکر پڑھ لیتا ہے تو پھر شرک جیسی بیماری میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔

إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

میں تو اپنی ظاہر ہو جانے والی بے قراری اور اپنے غم کی شکایت صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

یوسف:86

[1] یوسف:67

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام اور توحید

حسب ونسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ رتبہ پانے والے پیغمبر سیدنا یوسف علیہ السلام ہیں خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خاندانی حسن بھی ایسا پایا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے لیکن اس سب کچھ کے باوجود آپ علیہ السلام نے کبھی اپنے باپ دادا کی قبروں پر سجدے کیے اور نہ ہی ان کو کبھی مشکل کے وقت پکارا، بلکہ ہمیشہ اللہ کے سامنے جھکے اور اسی کو آواز دی اس سلسلے میں توحید کے پہلو کو نمایاں کرنے کے لئے ہم تین باتیں آپ کے سامنے رکھتے ہیں:

① جب عزیز مصر کی بیوی نے ہر طرف سے گھیرا مضبوط کرلیا اور آپ کو برائی پر مجبور کردیا تو آپ علیہ السلام نے اس مشکل کی گھڑی میں نہ دادا حضرت اسحاق علیہ السلام کو پکارا نہ اپنے پڑدادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آواز دی اور نہ کسی جن یا فرشتے کی پناہ مانگی بلکہ کہا

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اس نے کہا اللہ کی پناہ، بے شک وہ میرا مالک ہے، اس نے میرا ٹھکانا اچھا بنایا۔ بلاشبہ حقیقت یہ ہے کہ ظالم فلاح نہیں پاتے۔ (1)

ہمیں بھی تکلیف دہ مشکل حالات میں خود کو اللہ ہی کی پناہ میں دینا چاہیے اور خاص کر اِس وقت میں نوجوان نسل کے لئے جو تکلیف دہ حالات ہیں ان کو ہر پل اللہ تعالیٰ کی پناہ کی ضرورت ہے۔

② آپ علیہ السلام نے کھلے الفاظ میں کہا کہ ہم درباروں مزاروں پر سجدے کرنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی ہم مشکل وقت میں اللہ کے علاوہ کسی غیر کو پکارنے والے ہیں بلکہ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے ہمیں شرک جیسے گناہ سے بچا کر رکھا ہے۔

(1) یوسف:18

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ
عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ (1)

ہمارے لیے ممکن ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں، یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کے فضل سے ہے اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

3: اسی طرح جیل کے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے ایسا اللہ کی توحید کا وعظ کیا کہ جس کا اثر آج تک محسوس کیا جا رہا ہے آپ نے کہا

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ
وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ
اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ (2)

اے قید خانے کے دو ساتھیو! کیا الگ الگ ربّ بہتر ہیں یا اللہ، جو اکیلا ہے، نہایت زبردست ہے؟ تم اس کے سوا عبادت نہیں کرتے مگر چند ناموں کی، جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کے بارے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت مت کرو، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یہاں پر ہمارا ابھی ایک سوال ہے کہ ہمارے معاشرے میں بھی بعض لوگوں نے اولیائے کرام کے نام بنا رکھے ہیں کسی کو غوث اور کسی کو قطب کہتے ہیں اور کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ بغیر قطب اور ابدال کے کائنات کا نظام ہی نہیں چل سکتا ہے۔ یہ سارے نام آپ کو کون بتا گیا ہے پھر یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے رکھے ہیں......؟

(1) یوسف 38 (2) یوسف: 39-40

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور توحید

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر رسول ہیں لیکن از خود مشکل کشا، حاجت روا اور بگڑی بنانے والے نہیں ہیں بلکہ مشکل وقت میں صرف ایک اللہ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب آپ بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو آگے سمندر کی موجیں تھیں اور پیچھے فرعون کی فوجیں تھیں اور اس مشکل میں بھی بنی اسرائیل سخت گھبرا چکے تھے اور انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہم تو مارے گئے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑے ہی زوردار انداز میں ان کے خدشے کی تردید کرتے ہوئے اللہ پر اعتماد کا اظہار کیا اور کہا

كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ (1)

ہرگز نہیں! بے شک میرے ساتھ میرا ربّ ہے، وہ مجھے ضرور راستہ بتائے گا۔

ہر مشکل میں ہر مسلمان کا یہی نغمہ ہونا چاہیے کہ میری مدد کے لئے میرا ربّ ہے جو مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا بلکہ وہ میری ضرور از ضرور رہنمائی کرے گا۔

پھر اسی طرح جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچیوں کو پانی پلایا تو ان سے کچھ نہیں مانگا بلکہ درخت کے سائے تلے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو کہا اے اللہ میں فقیر ہوں اور تو قدیر ہے۔

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ﴿٢٤﴾ (2)

اے میرے ربّ! بے شک میں، جو بھی بھلائی تو میری طرف نازل فرمائے، اس کا محتاج ہوں۔

جب موسی حضرت موسی علیہ السلام جیسے جلیل القدر رسول بھی اللہ کے در کے فقیر ہیں تو پھر کوئی پیر دستگیر نہیں ہے مشکل وقت میں ہاتھ پکڑنے والا صرف ربّ ہے۔

(1) الشعراء:62 (2) القصص:24

سیدنا حضرت یونس علیہ السلام اور توحید

ہمارے ہاں بڑے جذبے سے یہ جملہ کہا جاتا ہے کہ ''معین الدین چشتی پار لگادے کشتی'' اور اسی طرح آپ نے یہ بھی سنا ہوگا ''یا بہاؤ الحق میرا بیڑا دھک''

انا للہ وانا الیہ راجعون

جبکہ مشکل میں ان بزرگوں کو پکارنا شرکِ اکبر ہے۔ اگر یہ شرک نہیں ہے تو دنیا میں شرک نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بزرگوں کو دنیا سے گئے صدیاں بیت چکی ہیں تو پھر ان کو ہزاروں میل دور سے بیٹھ کر پکارنا یہ کہاں کی توحید ہے......؟ یہ کام تو پرانے مشرک بھی نہیں کیا کرتے تھے وہ بھی ایسے حالات میں سب کو چھوڑ کر اکیلے ربّ کو پکارا کرتے تھے جیسا کہ ان کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ (1)

پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں، اس حال میں کہ اسی کے لیے عبادت کو خالص کرنے والے ہوتے ہیں، پھر جب وہ انھیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو اچانک وہ شریک بنا رہے ہوتے ہیں۔

اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے سب سے پہلے کشتی بنانے والے حضرتِ نوح علیہ السلام کو آواز نہیں ماری تھی اور نہ ہی آگ سے بچنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پکارا تھا بلکہ یہی کہا تھا

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ (2)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، یقیناً میں ظلم کرنے والوں سے ہو گیا ہوں۔

(1) العنکبوت:65 (2) الانبیاء:87

آج ہمیں بھی سیدنا یونس علیہ السلام کی طرح جس قدر مرضی خطرناک مشکلات کا سامنا ہو، ہمیں صرف اور صرف ایک اللہ کو پکارنا چاہیے اور یہی کہنا چاہیے کہ الہ العالمین تیرے سوا مجھے بچانے والا کوئی نہیں ہے تو اپنے ہر فیصلے اور حکم میں پاک ہے، کمی کوتاہی مجھ سے ہوئی ہے اور تو مجھے اپنی خاص قدرت سے اس مشکل سے نجات عطا فرما۔

بلکہ دعائے یونس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے اہل ایمان اور اہل یقین کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ

تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔ (1)

آج ہمارے ہاں صرف یقین کی کمی ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مشکل میں دعائے یونس علیہ السلام پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ

دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ لَهُ (2)

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یہ ایسی دعا ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان اسے پڑھ کر دعا کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرلے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے پاک اور خاص رسولوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(1) الانبیاء:88 (2) جامع الترمذي:3505

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام اور توحید

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے تمام انبیائے کرام کو خاص شان وشوکت کے ساتھ نوازا تھا مگر جو خصائص اور کمالات حضرت سلیمان علیہ السلام کو نصیب ہوئے وہ کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں کیے گئے آپ کی بادشاہت اور سلطنت کو دیکھ کر بعض یہود یہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ آپ کی انگوٹھی کا کمال ہے یا یہ سارا کچھ آپ علیہ السلام نے جادو کی وجہ سے اپنے تابع کیا ہوا ہے جبکہ یہ حقیقت میں صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص رحمت تھی جس کا وہ بار بار اعتراف کرتے تھے، بلکہ سیدنا داود اور سلیمان علیہما السلام کہا کرتے تھے۔

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾

اور ان دونوں نے کہا تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔ (1)

پھر اسی طرح سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں کہا

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ (2)

اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہمیں ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ بے شک یہ یقیناً یہی واضح فضل ہے۔

آپ علیہ السلام نے نہ جادو کا دعوی کیا اور نہ ہی کبھی یہ کہا کہ مجھے ربّ نے اپنی خدائی میں سے اختیار دیئے ہوئے ہیں بلکہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا اور عاجزی کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ (3)

اے میرے ربّ! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں، جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور یہ کہ میں نیک عمل کروں، جسے تو پسند

(1) النمل:15 (2) النمل:16 (3) النمل:19

کرے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

پھر اسی طرح جب ملکہ سبا کا تخت آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت بھی آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعتراف اور اعلان کرتے ہوئے کہا

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ (1)

یہ میرے ربّ کے فضل سے ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں، یا ناشکری کرتا ہوں اور جس نے شکر کیا تو وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو یقیناً میرا ربّ بہت بے پروا، بہت کرم والا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سیرت سے بھی معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام جہاں شرک سے ہزاروں میل دور تھے وہاں آپ نے تکبر کو بھی کبھی اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا اور آپ نے ساری زندگی کسی بھی نعمت کو پا کر یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ خزانہ مجھے میرے باپ کے صدقے ملا ہے یا میں فلاں جن، پری یا فرشتے کی وجہ سے اس مقام پر پہنچا ہوں۔ مزید آپ کی موت نے بھی واضح کر دیا کہ اختیارِ کل کا مالک صرف اللہ ہے کسی فرشتے یا جن کے پاس کوئی غیب نہیں ہے۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ (2)

پھر جب ہم نے اس پر موت کا فیصلہ کیا تو انھیں اس کی موت کا پتا نہیں دیا مگر زمین کے کیڑے (دیمک) نے جو اس کی لاٹھی کھاتا رہا، پھر جب وہ گرا تو جنوں کی حقیقت کھل گئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے عذاب میں نہ رہتے۔

(1) النمل:40 (2) سبا:14

سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام اور توحید

ہم نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں کو اولاد لینے کے لئے شرک کرتے ہوئے دیکھا ہے اور تکلیف کی بات یہ ہے کہ بڑے بڑے توحید کے دعوے دار بھی شادی کے چند سالوں بعد شرکیات کا سلسلہ شروع کر لیتے ہیں جبکہ اولاد کے ملنے میں لیٹ سویر کا معاملہ خالص اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر وہ اولاد نہ دے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ بندہ شرک کر کے اپنی آخرت بھی برباد کر لے۔

حضرت زکریا علیہ السلام ترکھان تھے اور حد درجہ بوڑھے ہو گئے تھے انہوں نے کسی نبی کی قبر پر جا کر نہ اولاد مانگی اور نہ ہی کسی فرشتے یا جن کو بیٹے کے لئے پکارا بلکہ انہوں نے بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے ربّ کی قدرت اور اس کی کمال رحمت پر پورا یقین رکھتے ہوئے کہا:

رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ (1)

کہا اے میرے ربّ! یقیناً میں ہوں کہ میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور سر بڑھاپے سے شعلے مارنے لگا اور اے میرے ربّ! میں تجھے پکارنے میں کبھی بے نصیب نہیں ہوا۔ اور بے شک میں اپنے پیچھے قرابتداروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی شروع سے بانجھ ہے، سو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر۔ جو میرا وارث بنے اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے ربّ! اسے پسند کیا ہوا بنا۔

اسی طرح اللہ ہی کو پکارتے ہوئے کہا:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ (2)

اے میرے ربّ! مجھے اپنے پاس سے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو ہی دعا کو بہت سننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت زکریا علیہ السلام والا یقین اور ان جیسی توحید عطا کرے۔ آمین

(1) مریم: 4-6 (2) آلِ عمران: 38

سیدنا ایوب علیہ السلام اور توحید

کئی لوگ تو بڑے ہی بدنصیب ہوتے ہیں وہ صحت منداور خوشحال ہونے کے باوجود شرک سے باز نہیں آتے بلکہ وہ کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ ملا ہے بزرگوں سے ملا ہے یا بزرگوں کی وجہ سے ملا ہے یہ سب انہیں کی نظر کرم ہے۔لیکن اکثر لوگ شرک اس وقت کرتے ہیں جب ان پر کوئی تنگی یا بیماری آجائے حالانکہ بیماری بھی اللہ کے حکم سے آتی ہے اور شفا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملتی ہے بیماری کے دنوں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے پوری پابندی کے ساتھ اذکار پڑھنے چاہیے اور ہر دم صرف اور صرف اللہ ہی کو پکارنا چاہیے اور یہی کام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام نے کیا،قرآن مجید بیان کرتا ہے:

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ (1)

اور ایوب، جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ بے شک میں، مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم والا ہے۔تو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی، پس اسے جو بھی تکلیف تھی دور کردی اور اسے اس کے گھر والے اور ان کے ساتھ ان کی مثل (اور) عطا کردیے، اپنے پاس سے رحمت کے لیے اور ان لوگوں کی یاددہانی کے لیے جو عبادت کرنے والے ہیں۔

ان آیات سے واضح ہوگیا کہ آپ علیہ السلام نے اپنی صحت یابی کے لئے کسی چھلے کڑے یا دھاگے کا سہارا لیا نہ کسی رسول اور فرشتے کے واسطے وسیلے سے پکارا اور نہ ہی اپنے سے پہلے کسی برگزیدہ رسول کی قبر کا طواف کیا بلکہ اللہ ہی کو پکارا اور اللہ تعالیٰ نے ہی آپ علیہ السلام کو پہلے سے کئی گنا زیادہ عطا کردیا اس لئے آپ بھی صرف اللہ تعالیٰ سے جڑے رہیں، بیماری کے دنوں میں ربّ کے ساتھ غداری کرتے ہوئے شفا کے ساتھ توحید سے بھی اپنے دامن کو خالی نہ کریں۔

(1) الانبیاء 83-84

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور توحید

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سارے معجزات اور کمالات سے نوازا تھا انہیں کمالات کو دیکھ کر مسیحی حضرات بڑے ہی خطرناک شرک میں مبتلا ہیں اور وہ آپ علیہ السلام کو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ باپ خدا، بیٹا خدا، روح القدس خدا اور تینوں مل کر ایک خدا۔ یہ کائنات کا بدترین شرک ہے۔

وہ اپنے اس شرکیہ کو عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے جہاں انجیل سے بے محل دلائل دینے کی کوشش کرتے ہیں وہاں وہ قرآن مجید کی آیات کو بھی بہت زیادہ توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد موجود ہے۔

وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ (1)

اور مجھے بابرکت بنایا جہاں بھی میں ہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی، جب تک میں زندہ رہوں۔

پھر آپ علیہ السلام کے ہاتھوں جب بھی کسی معجزے کا ظہور ہوا تو آپ نے یہی کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہوتا ہے یعنی اس میں میرا ذاتی کوئی اختیار نہیں ہے۔

اور پھر جب بنی اسرائیل نے آپ علیہ السلام پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو آپ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو کہا کون ہے؟ جو میری ان کے خلاف مدد کرے تو آپ علیہ السلام کے حواری یا آپ علیہ السلام کے خاص ساتھیوں نے کہا کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے آپ علیہ السلام کی ذات اور آپ علیہ السلام کی دعوت کے لئے سب کچھ قربان کرتے رہیں گے۔

(1) مریم: 31

پھر آپ سب جانتے ہیں کہ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے، جس طرح آپ علیہ السلام کی ولادت معجزہ ہے اسی طرح آپ علیہ السلام کا زندہ اٹھایا جانا بھی معجزہ ہے اور وہ دانشور بڑے ہی بے وقوف ہوتے ہیں جو معجزات کو اپنی عقل پر پرکھتے ہیں اور پھر درجنوں دلائل کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتے ہوئے معجزے کا انکار کر دیتے ہیں۔

بہر صورت آپ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے سے بھی معلوم ہوا کہ جس کو مشکل سے بچانے کے لئے آسمان پہ زندہ اٹھایا گیا وہ خود مشکل کشا نہیں ہو سکتا، مشکل کشا صرف وہ ہی ہے جس نے اپنی قدرت سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور وہ صرف اور صرف ربّ العالمین کی ذات ہے۔

اور اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عبادت کے لائق یا مشکل کشا کیسے ہو سکتے ہیں......؟ وہ تو خود قیامت والے دن کہیں۔

سُبۡحٰنَكَ مَا يَكُوۡنُ لِيۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَيۡسَ لِيۡ بِحَقٍّ اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ تَعۡلَمُ مَا فِيۡ نَفۡسِيۡ وَلَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِيۡ نَفۡسِكَ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ۝١١٦ (1)

تو پاک ہے، میرے لیے بنتا ہی نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے یہ بات کہی تھی تو یقیناً تو نے اسے جان لیا، تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے، یقیناً تو ہی سب چھپی باتوں کو بہت خوب جاننے والا ہے۔

(1) المائدہ: 116

اصحابِ کہف رحمۃ اللہ علیہم اور توحید

اصحابِ کہف رحمۃ اللہ علیہم یعنی غار والے نوجوان بلاشبہ اولیاء الرحمٰن ہیں اور ان کو ولایت کی ڈگری اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائی ہے، آپ قرآن مجید میں ان کے واقعہ کو پوری تفصیل کے ساتھ پڑھ لیں آپ کو کہیں پر بھی کوئی واسطہ، وسیلہ اور شرک نظر نہیں آئے گا، انہوں نے کسی فرشتے کو آواز دی اور نہ ہی کسی فوت ہونے والے رسول اور نبی کو پکارا بلکہ انہوں نے غار میں اکیلے اللہ کو پکارتے ہوئے کہا۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠ [1]

جب ان جوانوں نے غار کی طرف پناہ لی تو انھوں نے کہا اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے پاس سے کوئی رحمت عطا کر اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں کوئی رہنمائی مہیا فرما۔

ان جوانوں کو اللہ تعالیٰ نے غار میں وہ سہولتیں عطا فرمائیں جو آج کل بڑے سے بڑے آرام دہ ہوٹل میں بھی موجود نہیں ہیں یہ ان پر اللہ کی رحمت تھی اور اُس توحید کی برکت تھی جس کے لئے انہوں نے سب کچھ چھوڑ دیا۔

ہم نے دیکھا ہے کہ شرک پھیلانے والے اصحابِ کہف رحمۃ اللہ علیہم کے کتے کا ذکر بڑی تسلی اور تفصیل کے ساتھ کرتے ہیں مگر اصحابِ کہف رحمۃ اللہ علیہم کی توحید کو سمجھنے اور سمجھانے میں بہت بڑی غفلت کا شکار ہیں۔

اگر آج ہمیں بھی ربّ کی رحمت اور خاص برکت چاہیے تو ہمیں بھی شرک کی تمام راہیں چھوڑ کر توحید والے صراطِ مستقیم پر آنا ہوگا۔

---

[1] الکہف:10

امامِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور توحید

ہمارے ہاں شرک پھیلانے والے قبروں میں جانے کے بعد بھی اپنے بزرگوں کے جو کمالات بیان کرتے ہیں ایسے اختیارات اور کمالات کا تذکرہ تو ہمیں نبیوں کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی نہیں ملتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہی کہتے ہیں کہ میری عقیدت میں اپنے عقیدے خراب نہ کرنا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور تمہیں آگے آنے والے عذاب سے آگاہ کرنے آیا ہوں اور میری آمد کا مقصد تمہارے دلوں کو مسخر کرنا نہیں ہے بلکہ تمہیں قرآن وحکمت کی تعلیم دینا اور تم پر قرآن مجید کی آیات پڑھنا میری رسالت کا اصل مشن ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ جو مسلمان بھی پوری دیانت داری کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مکی دور کو پڑھتا ہے تو وہ حیران رہ جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذاتی حوالے سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے کس قدر زیادہ جسمانی اور روحانی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا جب وہ ظالم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر گندی اوجھری رکھا کرتے تھے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر تکلیفیں دیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر کرتے اور بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور اسی طرح اپنے صحابہ کو بھی تلقین کرتے کہ صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیاں ضائع نہیں کرے گا۔

اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدنی دور میں بھی درجنوں ایسے تکلیف دہ واقعات کا سامنا کرنا پڑا کہ جن کی درد کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے سامنے عاجزی اور بے بسی کا اظہار کیا اور اسی سے دعائیں کیں اور یہی سبق آگے امت میں منتقل کیا۔

نماز اور توحید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز سے بہت زیادہ محبت تھی بلکہ نماز آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی اور آپ پوری نماز پر غور کر لیں آپ کو نماز کے ایک ایک حرف سے توحید کی خوشبو آئے گی اور آپ کو امام کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے گھنٹوں سجدوں میں روتے ہوئے نظر آئیں گے، نماز شروع ہوتے ہی آپ کہا کرتے تھے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ (1)

تو پاک ہے اے اللہ اپنی تعریفوں کے ساتھ، تیرا ہی نام برکت والا ہے، تیری ہی شان بلند ہے اور تیرے سوا رکوع سجود، دعا اور ہر قسم کی عبادت کے لائق کوئی نہیں ہے۔

پھر اسی طرح نماز کے آخر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی اور موت کے فتنوں سے دجال کی شرارتوں سے اور عذاب قبر سے خود کو صرف اور صرف اللہ کی پناہ میں دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رات کو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر نظر نہ آئے، تلاش کرنے پر میں نے کیا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاؤں مبارک زمین پر گاڑے ہوئے ہیں اور سجدے میں مندرجہ ذیل دعا پڑھ رہے ہیں

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ (2)

اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کی تیری ناراضگی سے، تیرے عفو و درگزر کی تیری سزا اور عقوبت سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے غضب سے، میں تیری تعریف کی طاقت نہیں رکھتا، تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف بیان کی ہے

---

(1) سنن ابی داؤد: 755، جامع الترمذی: 242، سنن ابن ماجہ: 804

(2) سنن ابن ماجہ: 3841، مسند احمد: 25655

ہر نماز کے بعد توحید کا اقرار

جس طرح پوری نماز میں اللہ تعالیٰ کی توحید ہے اسی طرح سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی توحید کے ایسے بلند و بالا بول بولتے ہیں کہ جن کو سمجھ لینے والا مسلمان کبھی بھی شرک جیسی خطرناک بیماری میں مبتلا نہیں ہوسکتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد معوذات یعنی پناہ دینے والی آخری تینوں سورتیں پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو بھی ان آخری تینوں سورتوں کے پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، ان سورتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہے اور ہم خود کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے ہیں اور پھر اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد ایسے توحید بھرے کلمات کہا کرتے تھے کہ جن سے شرک کی جڑیں ہی ختم ہو جاتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (1)

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اور تعریف اُسی کی ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اے میرے اللہ! جو آپ عطا کریں اُسے روکنے والا کوئی نہیں اور جسے آپ روک دیں اُسے عطا کرنے والا کوئی نہیں اور کسی بزرگی والے کی بزرگی (بغیر عمل کے) تیری بارگاہ میں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

(1) صحیح البخاری: 844

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ (1)

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اور تعریف اُسی کی ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اللہ کی توفیق کے بغیر کسی قسم کی کوئی حرکت وقوت نہیں ہے، نہ ہی اللہ کے سوا کوئی الٰہ ہے، ہم خاص اُسی کی عبادت کرتے ہیں، نعمت اور فضل کا مالک وہی ہے اور اُسی کے لیے اچھی تعریف ہے، اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہم اخلاص کی حالت میں اُسی کی عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔''

جو مسلمان ہر نماز کے بعد مندرجہ بالا الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار بھی کرے اور پھر وہ کہے کہ بغیر غوث اور قطب کے دنیائے کائنات کا نظام ہی نہیں چل سکتا، وہ سب دلوں کے بھید جانتے ہیں اور جو چاہیں کر گزرتے ہیں......

تو پھر حقیقی معنوں میں ایسے شخص نے اذکار کو سمجھا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی توحید اور عظمت کو جانا ہے۔ اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ لوگوں کو نماز کا ترجمہ اور نماز کے بعد والے اذکار کا معنی ومفہوم اچھی طرح سمجھا دیا جائے اس سے بھی لوگ کافی حد تک شرکی امور سے بچ جانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

(1) الصحیح لمسلم: 594

بدر میں اکیلے مشکل کشا کو پکارا

مکے کے مشرک جب پہلی مرتبہ مدینہ کی طرف حملہ آور ہوئے تو تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ وہ کعبۃ اللہ کے ساتھ چمٹ کر یہ دعا کرتے ہوئے مکے سے باہر نکلے تھے کہ اے اللہ ہم تیرے حرم کے متولی اور پڑوسی ہیں تو ہمیں محمد اور اس کے ساتھیوں پر غلبہ نصیب فرما یعنی جنگ کے موقع پر پرانے مشرک اللہ ہی کو پکارتے تھے لیکن ہمارے ہاں جنگ کے موقع پر بھی علی حیدر اور نہ جانے کیسے کیسے شرکیہ جملے سننے پڑتے ہیں۔

بہر صورت دشمن تعداد میں بہت زیادہ تھے، مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی لیکن اس مشکل اور جنگ کی گھڑی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کسی فرشتے یا کسی برگزیدہ رسول کو آواز نہیں ماری اور نہ ہی ان کے واسطے وسیلے سے اللہ کو پکارا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ ہی کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اَللّٰهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ [1]

اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری بندگی نہیں ہوگی۔

روایت میں آتا ہے کہ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر زیادہ اللہ کے سامنے رو رو کر دعائیں کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک زمین سے گر پڑی اور حضرت صدیق اکبر جیسے وفادار جانثار نے کہا اے اللہ کے رسول آپ بس کر دیں آپ کا ربّ آپ کو کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں یا حی یا قیوم پڑھتے رہے......اب سوال یہ ہے کہ امت مشکل وقت میں کس طرف جا رہی ہے......؟

[1] الصحیح لمسلم: 4588

غزوۂ احد وخندق اور توحید

جب اسلام کے دشمن اہل اسلام کو ختم کرنے کے لئے مدینہ تک آ پہنچے تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وسائل اور اپنی تعداد کم ہونے کے باوجود توحید کی عظمت کا پورا خیال رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاملے میں اس قدر زیادہ غیرت والے تھے کہ جب کفار نے اپنے بڑے مقدس بزرگ کو جس کی مورتی اور بت کو انہوں نے کعبے میں رکھا تھا اس کو پکارتے ہوئے کہا ''أُعْلُ هُبَل'' ہبل بلند ہو جاؤ، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوری طور پر فرمایا اے میرے صحابہ آپ اس کو جواب کیوں نہیں دیتے ہیں؟ اس کے جواب میں سب کہو ''اَللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلّ'' اللہ ہی بلند وبالا اور بزرگی والا ہے، اسی طرح جب کفار کی طرف سے یہ آواز آئی کہ ''ہمارے پاس عزّیٰ ہے تمہارے پاس عزّیٰ نہیں ہے'' یہ بھی بزرگ ہستیوں کے نام پر ایک بت تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''اَللّٰهُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰي لَكُمْ'' اللہ ہمارا مشکل کشا ہے اور تمہارا کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ (1)

معلوم ہوا کہ جنگ کی گھڑی میں ربّ کے علاوہ غیروں کو پکارنا یہ اہل شرک کا شیوہ ہے اور جنگ کی مشکل میں صرف اللہ کو پکارنا اور اس کی توحید کو بلند کرنا یہ اہل ایمان کی پہچان ہے اس لیے مشکل وقت میں ''یا علی مدد'' اور ''یا غوث اعظم'' وغیرہ کے نعرے کسی طرح بھی درست نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر بھی اکیلے ربّ کو پکارتے ہوئے کہا تھا:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ (2)

اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے جلد حساب لینے والے، اے اللہ! مشرکوں اور کافروں کی جماعتوں کو شکست دے۔ اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے۔

(1) صحيح البخاری: 3039
(2) صحيح البخاری: 2933

غزوہ تبوک اور توحید

ویسے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام غزوات میں اللہ تعالیٰ کی توحید نمایا نظر آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی غزوے میں اس بات کا اظہا نہیں کیا کہ میں مشکل کشا اور حاجت روا ہوں بلکہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کو پکارا اور صحابہ کو بھی پکارنے کی تلقین کی اور پھر بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کا دامن چھوڑا اور نہ ہی صبر کو ہاتھ سے جانے دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات میں سے غزوہ تبوک کو پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مال و دولت سمیت تمام خزانوں پر اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے وہی اختیارِ کل رکھنے والا تمام خزانوں کا مالک ہے غزوہ تبوک کے موقع پر کئی صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اس لئے واپس موڑ دیا تھا کہ ان کو دینے کے لئے سواری بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں تھی جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے:

لَآ اَجِدُ مَآ اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ

میں وہ چیز نہیں پاتا جس پر تمھیں سوار کروں۔

آیت کے اس ٹکڑے کو بار بار سمجھ کر پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سب خزانوں کا مالک اللہ ہے اور رزق پر بھی اختیار اسی کا ہے وہ چاہے تو غزوہ تبوک جیسی اہم جنگ کے لئے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کے لئے سواری تک نہ دے۔ اللہ اکبر

اور اخلاص والے صحابہ کی بے بسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ یوں بیان کیا ہے

تَوَلَّوْا وَّاَعۡيُنُهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوۡا مَا يُنۡفِقُوۡنَ ؕ﴿۹۲﴾ (1)

تو وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ رہی تھیں، اس غم سے کہ وہ نہیں پاتے جو خرچ کریں۔

---

(1) التوبہ:92

سر پر تلوار دیکھ کر صرف ربّ کو پکارا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بہت سے دکھ اور بہت ساری تکلیفیں آئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مشکل میں صبر کیا اور صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارا اس سلسلے میں درجنوں واقعات قرآن وحدیث میں محفوظ ہیں جن میں سے صرف ایک کا تذکرہ یہاں کرتے ہیں

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجد کی طرف ایک جنگ میں شریک تھے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ سمیت ایک جگہ پر آرام کے لیے لیٹ گئے، صحابہ کو بھی جس درخت کے سائے تلے جگہ ملی وہ بھی وہاں پر لیٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پاک تلوار کو درخت پر لٹکا دیا جب سارے لشکر والے سو گئے تو ایک دیہاتی آیا اور اس نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کو پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھینچتے ہوئے کہنے لگا آج تجھے میری تلوار کے وار سے کون بچائے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ کہا

اَللّٰه ، اَللّٰه ، اَللّٰه (1)

چنانچہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑ لی اور دیگر روایات میں آتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اب تجھے میرے وار سے کون بچائے گا......؟ وہ کہنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے شفیق اور کریم انسان ہیں مجھے معاف کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسلام قبول کرتا ہے......؟ اس نے کہا نہیں لیکن ایک کام ضرور کروں گا ساری زندگی کبھی آپ کے ساتھ جنگ لڑنے کے لئے نہیں آؤں گا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا، سیرت نگار لکھتے ہیں کہ بعد میں وہ پھر اپنے قبیلے سمیت مسلمان ہو گیا تھا لیکن ہم یہاں پر صرف یہی بتلانا چاہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشکل وقت میں صرف اور صرف اللہ ہی کو پکارا اور اللہ ہی نے آپ کو بچایا اور آج ہمیں بھی اللہ ہی کو پکارنا چاہیے صرف وہی ہمیں بچانے والا ہے اور اسی کا نام توحید ہے۔

(1) صحیح البخاری:2910

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مندرجہ ذیل دعا کیوں پڑھتے تھے......؟

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام رسولوں کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام کی سیرت کا مطالعہ کرلیں وہ آپ کو اللہ کے سامنے جھکنے والے، بچھنے والے اور رونے والے نظر آئیں گے ان مقدس ہستیوں پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر زیادہ فضل وکرم تھا ان کے دلوں میں اس قدر زیادہ خوف الٰہی بھی تھا یہی وجہ ہے کہ کسی نبی علیہ السلام نے کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میں مشکل کشا اور حاجت روا ہوں اور قبر میں جانے کے بعد بھی تمہاری مشکلات کو حل کرتا رہوں گا تم نذرانے لے کر میری قبر پر آتے رہنا، جب کسی نبی علیہ السلام نے ایسی بات نہیں کہی تو پھر ولی کا درجہ تو تمام اہل اسلام کے ہاں نبی سے نیچے ہے وہ کیسے بلند و بالا دعوے کر سکتے ہیں اور ہماری مشکلات قبروں میں رہ کر حل کر سکتے ہیں......؟

بہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مندرجہ ذیل دعا بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ (1)

اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جمادے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دعا پڑھنے کی کیا ضرورت ہے......؟ آپ کا دل تو اللہ تعالیٰ نے ایمان ویقین کے نور کے ساتھ بھر دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے کہا اے ام سلمہ ہمارے دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جس طرح چاہتا ہے ان کو الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر حال میں میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھے۔

بلکہ حضرت انس نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آپ کو کوئی ہم پر اندیشہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ربّ جیسے چاہتا ہے دل پھیر دیتا ہے تم بھی یہ دعا پڑھا کرو۔

(1) مسند احمد 13696، جامع الترمذی: 2140-3522

بیٹے کی وفات اور توحید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بیٹا بھی جوان نہیں ہوا سب بچپن میں فوت ہو گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سارے فیصلوں پر خوش رہے اور ہمیشہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی توحید کے کلمات ہی ادا کرتے رہے۔

سیدنا انس بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ابو سیف لوہار کے گھر میں گئے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دائیہ کے خاوند تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر اپنے شہزادے کو اٹھایا سینے سے لگایا چوما اور سونگھا اور پھر اسی طرح ایک دفعہ ہم دوبارہ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کے آخری سانس تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی آنسو بہا رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عوف کے بیٹے یہ تو اللہ کی رحمت ہے، جب دل غمگین ہوتا ہے تو آنکھیں بہہ پڑتی ہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود کہ بیٹے کی جدائی کا غم بہت زیادہ ہے۔

وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا [1]

ہم صرف وہی کہیں گے جس پر ہمارا داتا راضی ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کی وفات سے ایک بات تو یہ ثابت ہوئی کہ نفع ونقصان اور موت وحیات کا مالک صرف اور صرف اللہ ہے عام ولی تو درکنار معصوم رسولوں کے معصوم امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے بیٹے کا ایک سانس نہیں بڑھا سکے لہٰذا فرشتوں سے روحیں واپس چھین لینے والی جو کرامتیں سنائی جاتی ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کی توحید پر ڈاکہ ہے۔

[1] صحیح البخاری:1303

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حج اور توحید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں صرف ایک حج کیا تھا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے مدینے سے لے کر واپس مدینے تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج والے سفر کو پوری گہرائی کے ساتھ دیکھیں آپ کو اس میں صرف اور صرف اللہ کی توحید اور اسی کی عبادت ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کے بعد جو تلبیہ پکارا اس تلبیہ کو آپ توحیدی نغمہ کہہ سکتے ہیں کہ اے میرے اللہ میں تیرے در پر حاضر، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، ساری بادشاہی اور تعریف صرف تیری ہے اور پھر اسی طرح بیت اللہ میں جا کر بھی اللہ ہی کے گھر کا طواف کیا اور جہاں آپ منٰی میں اللہ کے سامنے روتے رہے وہاں میدانِ عرفات میں بھی آپ کی ساری دعائیں صرف اللہ کے سامنے تھیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدانِ عرفات میں ایک شاندار خطبہ ارشاد فرمایا جس میں جہاں احترامِ انسانیت کا درس تھا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کا ذکر بھی بلند کیا

وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَّا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ، وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟ قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ، فَقَالَ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ...)

میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جسے تم نے مضبوطی سے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہے قرآن اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً دین پہنچا دیا۔ (ذمہ داری) ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت فضا میں بلند کی اور اسے لوگوں کی طرف ہلاتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! تو بھی گواہ رہ، اے اللہ تو بھی گواہ رہ، اے اللہ تو بھی گواہ رہ۔۔۔ (1)

لیکن افسوس کہ ہمارے کئی مسلمان بیت اللہ میں ہوتے ہیں اور ان کا دھیان درباروں اور بزرگوں کی طرف ہوتا ہے۔

(1) الصحیح لمسلم: 1218

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور توحید

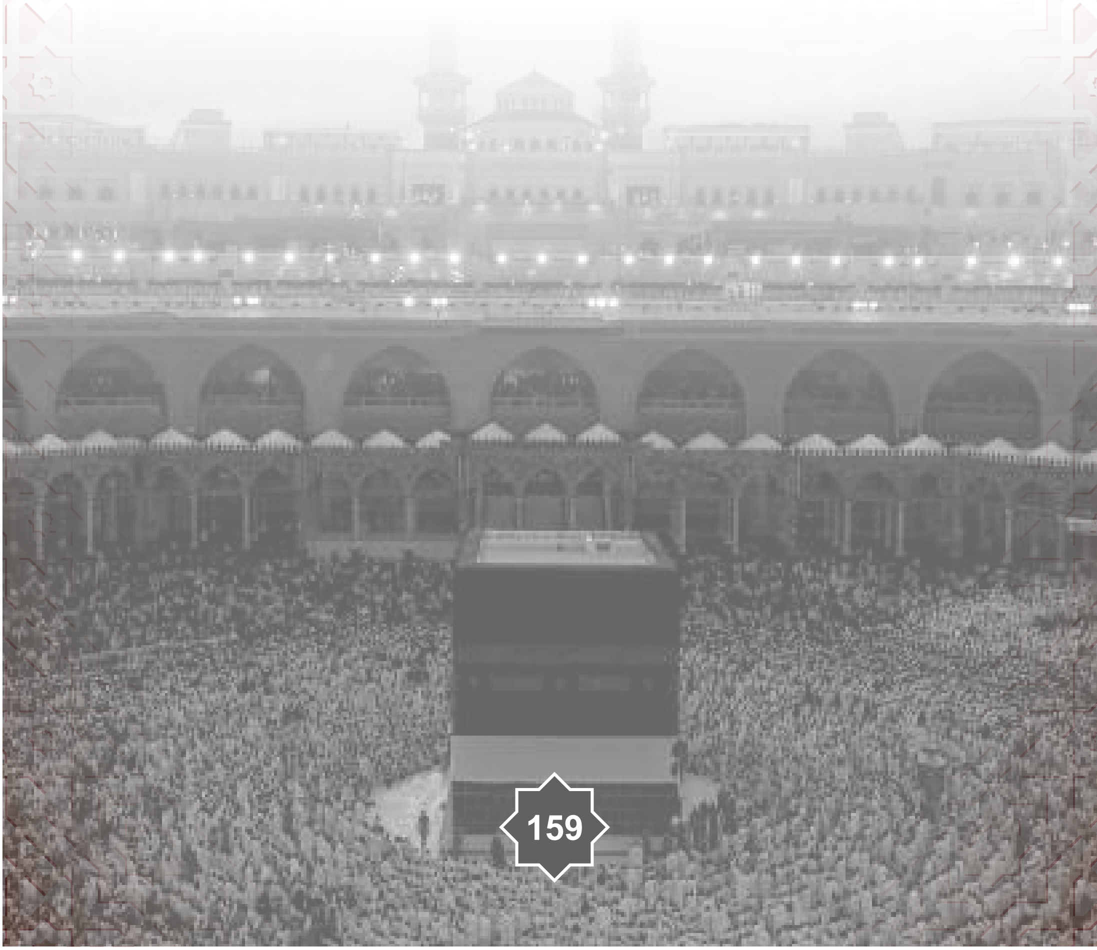

صحابہ کی پیروی ہدایت ہے

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن
تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾

ھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقینا وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

البقرة:137

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور توحید

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری فوت ہونے والے صحابی حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ تک کسی صحابی نے بھی کوئی دربار یا مزار نہیں بنایا، صحابہ کی پوری جماعت میں سے کوئی بھی کسی فوت ہونے والے صحابی کی قبر پر مجاور بن کر نہیں بیٹھا، حالانکہ صحابہ کرام میں آلِ رسول اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بڑے بڑے اونچے نام ہیں حضرت عباس اور حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی بلند و بالا شخصیات ہیں مگر آپ کو صحابہ کے دور میں کہیں کوئی پختہ قبر نہیں ملے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً ایک صدی بعد 110 ہجری میں فوت ہونے والے صحابی حضرت عامر رضی اللہ عنہ تک کسی صحابی نے بھی کوئی چھلا، کڑا یا دھاگہ نہیں پہنا اور نہ ہی اس مقدس جماعت میں کوئی غوث، قطب اور ابدال ہوا ہے یہ سارے کے سارے خوشی میں بھی ربّ کی تعریف کرتے اور مشکل میں بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے، حضرت عمرؓ نے تو حجرِ اسود کو بھی کہہ دیا تھا کہ تو کسی کو نفع و نقصان نہیں دیتا ہم تجھے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں بوسہ دیتے ہیں، ہمارے نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

بلکہ آپ حیران ہوں گے کہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ رضی اللہ عنہ کو ایک جلیل القدر نبی کی پاک میت ملی تھی لیکن صحابہ رضی اللہ عنہ نے اُس پر بھی نہ دربار بنایا، نہ مزار بنایا اور نہ ہی کوئی جبہ اور قبہ کھڑا کیا بلکہ بڑی راز داری کے ساتھ اللہ کے نبی کی پاک میت کو ایک نا معلوم جگہ پر دفن کر دیا تاکہ لوگ اُن کی قبر پر سجدے اور نذر و نیاز کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے شرک میں مبتلا نہ ہو جائیں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

أَنَّهُمْ لَمَّا فَتَحُوا تُسْتَرَ قَالَ: فَوَجَدَ رَجُلًا أَنْفُهُ ذِرَاعٌ فِي التَّابُوتِ، كَانُوا يَسْتَظْهِرُونَ وَيَسْتَمْطِرُونَ بِهِ، فَكَتَبَ أَبُو مُوسَى إِلَى عُمَرَ

بْنِ الْخَطَّابِ بِذَالِكَ، وَكَتَبَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ وَالنَّارُ لَا تَأْكُلُ الأَنْبِيَاءَ، وَالْأَرْضُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ فَكَتَبَ أَنِ انْظُرْ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ يَعْنِي أَصْحَابَ أَبِي مُوسَى فَادْفِنُوهُ فِي مَكَانٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ غَيْرُكُمَا قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو مُوسَى فَدَفَنَّاهُ [1]

''جب اُنہوں نے ''تُستَر'' کا علاقہ فتح کیا تو وہاں اُنہوں نے تابوت میں ایک ایسے شخص کی میت کو پایا جس کا ناک ایک ذراع یعنی ہاف بازوں کے برابر تھا اور وہاں کے لوگ اُن کی میت کی برکت سے غلبہ طلب کیا کرتے تھے اور بارش طلب کیا کرتے تھے، حضرتِ ابوموسی رضی اللہ عنہ نے یہ ساری صورتحال کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے معاملے پر (مشاورت اور غور کرتے ہوئے) جوابی خط لکھا کہ یہ انبیاء میں سے ایک نبی کی (پاک میت ہے) کیونکہ نہ آگ انبیا کے جسم کو جلاتی ہے اور نہ ہی زمین انبیا کے جسم کو کھاتی ہے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت اِس معاملے پر غور کریں اور اِن کی میت کو ایک ایسی جگہ پر جا کر دفن کردیں جس کا آپ دونوں کے علاوہ کسی کو علم نہ ہو، حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم دونوں گئے اور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے اِرشاد کے مطابق اُن کو نامعلوم جگہ پر دفن کردیا۔''

اگر آج کے مسلمان بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چل نکلیں تو اللہ کی زمین پر مسلمانوں میں کہیں بھی شرک نظر نہ آئے ہمارے معاشرے میں شرک پھیلنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عشق کے دعوے تو کرتے ہیں لیکن ان کے مشن کو نہیں اپناتے اگر ان کے مشن کو اپنا لیا جائے تو ہر طرف اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا راج ہو۔

[1] المصنف لابن أبي شيبة: 4/7، 33819، إسناده صحيح

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور توحید

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان اور مقام کو ہر مسلمان پہچانتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ہاشمی خاندان، اہل بیت اور آل رسول میں سرفہرست ہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بہت بڑے اعزاز کی بات یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں، علم وفضل اور بہادری میں آپ کا ایک نمایاں نام ہے مگر اس سب کچھ کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے زیادہ مراحل مشکلات اور غربت میں گزرے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی اپنی کسی مشکل میں کسی جن، فرشتے یا نبی ولی کو پکارا نہ ان کے واسطے اور وسیلے سے دعا کی اور نہ ہی ساری زندگی کسی قبر پر مراد لینے کے لئے گئے بلکہ ہر پریشانی اور تکلیف میں نوافل ادا کیے، اللہ ہی سے دعائیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذکار سیکھے۔

اس سلسلے میں بہت سارے واقعات ہیں جن میں صرف ایک کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آکر کہنے لگا میں مقروض ہوں اور قرض بہت زیادہ ہے آپ کوئی میرے ساتھ مالی تعاون کردیں آپ رضی اللہ عنہ نے توحید والا ایسا جملہ اپنی زبان سے ادا کیا کہ شرک کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی، کہا کہ میں نے جب اپنی غربت وقرض کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا تو

أَلا أُعَلِّمُكَ كَلِماتٍ عَلَّمَنيهِنَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَو كانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جبلٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللَّهُ عَنْكَ؟

کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھادوں جو کلمات مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سکھلائے تھے اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوا اللہ تعالیٰ تجھ سے وہ بھی اتار دے گا

غور کریں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ کوئی دم درود، وظیفہ اور دعا اپنی طرف سے گھڑ کر بتلائی اور نہ ہی اسے کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کا طواف کرنے کا حکم دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسنون دعا کے ساتھ جوڑا اور کہا قرض اتارنے والا صرف اللہ ہے اور وہی تیرا قرض اتارے گا اور ہم تو یہاں پر یہ بات بھی کہیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غربت کا یہ عالم تھا کہ ان کے پاس اس کا قرض اتارنے کے لئے رقم موجود نہ تھی ورنہ وہ اپنی جیب سے قرض ادا کر دیتے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم ارشاد کرتے ہوئے کہا تو یہ مندرجہ ذیل دعا ضرور پڑھا کر

اللّٰهمَّ اكْفِنِىْ بحلالِكَ عَن حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِىْ بِفَضلِكَ عَمَّن سِوَاكَ [1]

اے اللہ تو مجھے اپنے حرام سے بچا کر اپنے حلال کے ساتھ کافی ہو جا اور اپنے سوا ہر ایک سے مجھے اپنے فضل کے ساتھ غنی کر دے۔

شارحین حدیث لکھتے ہیں وہ یہ دعا پڑھتا رہا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آسانی کے سارے دروازے کھول دیئے۔

[1] جامع الترمذی: 3563

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور توحید

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شان اور مقام اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چہیتی بیٹی ہیں اور دیگر بیٹیوں میں نمایا مقام بھی رکھتی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنتی عورتوں کا سردار قرار دیا گیا ہے۔

لیکن آپ رضی اللہ عنہا کو بھی کئی لوگوں نے مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ لیا ہے، تکلیف میں آپ رضی اللہ عنہا کو پکارتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں جبکہ یہ سارے سلسلے شرک میں شامل ہیں آپ سب کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ سیدہ رضی اللہ عنہا جب گھر کے کام کاج کر کے تھک جاتیں تھیں یعنی خود مشکل میں ہوتی تھیں اور جب انہوں اپنی مشکل کے حل کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خادم لینے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو 33 مربہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمدللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کا حکم دیا اور ساتھ فرمایا یہ تیرے لیے خادم کی خدمت سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ کو صبح وشام مندرجہ ذیل توحید بھرے کلمات پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ وَلاَ تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ (1)

اے ہمیشہ سے زندہ ذات! اے ہر چیز کو قائم رکھنے والی ذات! میں تجھ سے تیری ہی رحمت کا واسطہ دے کر مدد طلب کرتا ہوں، میرے سارے معاملات سنوار دے، اور مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے اپنے سپرد مت فرما۔

(1) السنن الکبری للنسائی 147/6

جو مقدر میں نہیں وہ حسین رضی اللہ عنہ سے مانگ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو جو سب سے اہم خزانہ دے کر گئے تھے وہ توحید اور صبر کا خزانہ تھا یعنی جتنے آلِ علی رحمۃ اللہ علیہم تھے وہ اعلیٰ درجے کے توحید پرست اور تکالیف کے وقت صبر میں اپنی مثال آپ تھے آپ کے خانوادے کے کسی فرد نے کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر پر سجدہ کیا تھا اور نہ ہی مشکل وقت میں کبھی ان کو پکارا تھا بلکہ کربلا کی الم ناک شہادت بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توحید اور آپ رضی اللہ عنہ کے صبر کی گواہ ہے۔

مگر افسوس یہ ہے کہ بعد والوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی محبت میں ساری حدیں کراس کرتے ہوئے ان کی عبادت شروع کر دی اور اس قدر زیادہ خطرناک شرک میں مبتلا ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ توحید کے پرخچے اڑا کر رکھ دیے۔ آپ احباب کچھ غور کریں اور بتائیں کہ جس شخص کی گاڑی پر یا جس کی دکان پر مندرجہ ذیل تحریر لٹکی ہوئی ہو کہ ''جو مقدر میں نہیں وہ حسین رضی اللہ عنہ سے مانگ'' اس کے کھاتے میں توحید نام کی کیا چیز باقی رہتی ہے......؟

☆ کیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنی شہادت کے ہزاروں سال بعد بھی دعائیں سنتے ہیں......؟

☆ کیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تقدیر بدلنے کی بھی پوری طاقت رکھتے ہیں......؟

اگر یہ چیزیں توحید کے منافی نہیں ہیں اور یہ شرک کے زمرے میں نہیں آتیں تو پھر اللہ کی قسم! دنیا میں شرک نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلاشبہ مندرجہ بالا عقیدہ اور بول شرکِ اکبر میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے شرک سے محفوظ فرمائے۔ آمین

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور توحید

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم میں وہ نیک لوگ شامل ہوتے ہیں جن کا ایمان، اخلاص اور تقویٰ بہت زیادہ مضبوط ہوتا ہے، مگر بدقسمتی سے ہمارے ہاں جگہ جگہ دربار اور مزار کھڑے کر کے ایسا ماحول بنا دیا گیا ہے کہ جب بھی اولیاء اللہ کی بات شروع ہوتی ہے تو فوری طور پر ذہن ایک مخصوص طبقے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو درباروں اور مزاروں کے سائے تلے پرورش پاتا ہے اور پھر وہ قبروں میں جا کر بھی بگڑی بنانے، تقدیریں بدلنے اور ہر دکھی کی پکار سننے کی پوری طاقت رکھتے ہیں، جبکہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! قرآن وسنت میں ولایت کا ایسا کوئی معیار بیان نہیں کیا گیا بلکہ دین ایسے معاملات اور عقائد کو شرک کے نام سے بیان کرتا ہے۔

یاد رہے! اس امت کے سب سے پہلے اولیائے عظام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم ہیں اور وہ سارے کے سارے اہل توحید، اہل سنت، اہل حدیث، اہل تقویٰ اور علم وفضل کے مالک تھے، سادہ لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ جس کے پاس توحید والا عقیدہ نہیں ہے وہ کسی صورت بھی ربّ کا ولی نہیں ہے چاہے اس کی داڑھی فٹ سے زیادہ لمبی ہو اور اس کا دربار آسمان کی بلندی کو چھو رہا ہو، اسی طرح جو شخص بدعتی ہے وہ چاہے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر ساری زندگی مراقبے اور ریاضت کرتا رہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ نفرت شرک اور بدعت سے ہے جس بندے میں یہ دونوں گناہ جس قدر زیادہ ہوں گے وہ اس قدر زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہوگا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبت توحید وسنت سے ہے جس شخص میں توحید کی غیرت اور سنت کی محبت جس قدر زیادہ ہوگی وہ اس قدر زیادہ اللہ تعالیٰ کا ولی اور محبوب ہوگا۔

توحید وسنت کے بعد پھر جیسے جیسے کوئی شخص ایمان ویقین اور تقوے میں آگے

بڑھے گا اسی قدر زیادہ وہ ولایت کی بلندی پر پہنچ جائے گا، ولایت کو پانے کے لئے خدائی اختیار کا مالک ہونا ضروری ہے، نہ رہبانیت اختیار کرنا فرض ہے اور نہ ہی ملنگ بن کر کسی قبر کے پاس بیٹھنے کی ضرورت ہے بلکہ ولایت کے لئے قرآن پاک نے دو چیزیں بیان کردی ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ (1)

سن لو! بے شک اللہ کے دوست، ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے۔

اور یہاں اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ جو اولیائے کرام ہوتے ہیں وہ اِس قدر زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں کہ وہ کسی صورت بھی اپنے مریدوں کو بخشوا لینے کا دعویٰ نہیں کرتے اور نہ ہی وہ خود کو بگڑی بنانے والا سمجھتے ہیں بلکہ وہ تو خود راتوں کو اٹھ کر اللہ کے سامنے رونے والے ہوتے ہیں اور ان کو قبر پرستی سے شدید نفرت ہوتی ہے۔

اسی طرح چھٹی صدی ہجری کے ایک بہت بڑے مفسر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

إِنَّهُمْ وَضَعُوْا هٰذِهِ الْأَصْنَامَ وَالْأَوْثَانَ على صُوَرِ أَنْبِيائِهِمْ وأَكابِرِهِمْ، وَزَعَمُوْ أَنَّهُمْ متى اشْتَغَلُوْا بِعِبَادَةِ هٰذِهِ التَّمَاثِيْل، فَإِنَّ أُولٰئِكَ الْأَكَابِرَ تَكُوْنُ شفعاءَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَ نَظِيْرُهُ فِي هٰذا الزَّمَانِ اشْتِغَالُ كَثِيْرٍ مِنَ الْخَلْقِ بِتَعْظِيْمِ قُبُوْرِ الْأَكَابِرِ، عَلَى اعْتِقَادِ أَنَّهُمْ إِذَا عَظَّمُوْ قُبُوْرَهُمْ

(1) یونس: 62-63

فَإِنَّهُمْ يَكُونُونَ شُفَعَاءَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ [1]

پرانے مشرکوں نے اپنے انبیائے کرام اور بڑوں کی شکلوں پر بت اور مورتیاں بنالی تھی۔ اس گمان کے ساتھ کہ جب وہ ان مُورتیوں کی عبادت کرتے ہیں، تو یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کرتے ہیں۔ اس زمانے میں اس شرک کی صورت یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنے بڑوں کی قبروں کی تعظیم میں اس عقیدے کے ساتھ لگے ہوئے ہیں کہ ان کی قبروں کی تعظیم کرنے کی وجہ سے وہ پیر بزرگ اللہ کے ہاں ان کی سفارشی بنیں گے۔

ایک بہت بڑے حنفی امام علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

إِنَّ أَصْلَ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ إِتِّخَاذُ قُبُورِ الصَّالِحِيْنَ مَسَاجِدَ

بلاشبہ بت پرستی کی اصل نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا ہے۔ [2]

اسی طرح ایک بہت بڑے حنفی مفسر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کے اکثر حوالوں کو اہل بدعت اپنی کتابوں میں بڑے اعزاز کے ساتھ تحریر کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ:

فِي الْآيَةِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ صَنِيْعَ أَكْثَرِ الْعَوَامِ الْيَوْمَ مِنَ الْجُؤَارِ إِلٰى غَيْرِهِ تَعَالٰى مِمَّنْ لَا يَمْلِكُ لَهُمْ بَلْ وَلَا لِنَفْسِهِ نَفْعًا وَلَاضَرًّا عِنْدَ إِصَابَةِ الضَّرِّ لَهُمْ وَ إِعْرَاضِهِمْ عَنْ دُعَائِهِ تَعَالٰى عِنْدَ ذٰلِكَ بِالْكُلِّيَّةِ سَفَهٌ عَظِيْمٌ وَ ضَلَالٌ جَدِيْدٌ لٰكِنَّهٗ أَشَدُّ مِنَ الضَّلَالِ الْقَدِيْمِ [3]

یہ آیت دلیل ہے کہ اس زمانے میں اکثریت کا غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونا، جو ان کے لیے بلکہ اپنے لیے بھی کسی قسم کے نفع کے مالک نہیں، نہ تکلیف

[1] تفسیر الرازی: 227/17
[2] فتاویٰ شامی: 380/1
[3] روح المعانی: 105/7

پہنچنے پر ان سے مصیبت دور کر سکتے ہیں، اسی طرح لوگوں کا مشکل حالات میں ربّ تعالیٰ سے مکمل طور پر منہ پھیر لینا بہت بڑی بیوقوفی اور جدید گمراہی ہے، بلکہ یہ پرانی گمراہی سے بھی زیادہ سخت ہے۔

اور اپنی تفسیر میں ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں

وَأَمَّا إِذا كَانَ الْمَطْلُوبُ مِنْهُ مَيِّتًا أَوْ غَائِبًا فَلا يَسْتَرِيبُ عَالِمٌ أَنَّهُ غَيْرُ جَائِزٍ وَ أَنَّهُ مِنَ الْبِدَعِ الَّتِيْ لَمْ يَفْعَلُهَا أَحَدٌ مِنَ السَّلَفِ۔ (1)

اگر وہ شخص جس سے دعا/ درخواست کی جارہی ہے، وہ فوت شدہ یا غائب ہے تو مدد طلب کرنے کے حرام ہونے میں کسی عالم کو کوئی شک نہیں۔ اور فوت شدگان سے مدد طلب کرنا ایسی بدعت ہے جسے اسلاف میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔

بلکہ حال ہی میں ایک شائع ہونے والے تفسیر کہ جس کے مصنف درباروں مزاروں اور شرک پھیلانے والوں کے پورے پورے معاون ہیں انہوں نے بھی ایک آیت کی تفسیر میں واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ

”ہمارے زمانے میں بعض جہلا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اپنی حاجتوں کا سوال پیروں، فقیروں سے کرتے ہیں اور قبروں اور آستانوں پر جا کر اپنی حاجات بیان کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی نذر مانتے ہیں، حالانکہ ہر چیز کی دعا اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے اور اسی کی نذر ماننی چاہیے، کیونکہ دعا اور نذار دونوں عبادت ہیں اور غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں۔“ (2)

(1) تفسیر روح المعانی: 294/3

(2) تبیان القرآن: 1/691-692 مطبوع فرید بک سٹال، لاہور

جنات اور توحید

قرآن مجید کے دو مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن شریف سننے کا موقع ملا اور انہوں نے قرآن شریف کی تلاوت سننے کے فوری بعد کہا یہ کیسی کتاب ہے جو حق کی طرف اور صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے اس پر ایمان لانے والے کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کو بڑے عذاب سے پناہ دی جاتی ہے اور جو کوئی سرکشی کرے گا اس کو سوائے ذلت کے کچھ نہیں ملے گا۔ (1)

ہمارے ہاں مسلمان کلمہ پڑھنے کے بعد مرتے دم تک ساری زندگی شرک کرتے رہتے ہیں لیکن جب جنوں نے قرآن سنا تو انہوں نے سب سے پہلے شرک کی ساری جڑیں کاٹ کر رکھ دیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے توحیدی جذبات کو قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے:

يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَي اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۝۵ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶ (2)

جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ بلاشبہ بات یہ ہے کہ ہمارے ربّ کی شان بہت بلند ہے، اس نے نہ کوئی بیوی بنائی ہے اور نہ کوئی اولاد۔ اور یہ کہ بلاشبہ بات یہ ہے کہ ہمارا بے وقوف اللہ پر زیادتی

(1) الاحقاف:30-32 (2) جن:2-6

کی بات کہتا تھا۔ اور یہ کہ بے شک ہم نے گمان کیا کہ بے شک انسان اور جن اللہ پر ہرگز کوئی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ اور یہ کہ بلا شبہ بات یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انھوں نے ان (جنوں) کو سرکشی میں زیادہ کر دیا

معلوم ہوا کہ جہاں کئی جن توحید پرست ہوتے ہیں وہاں مشرک جنات کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جو ازخود اور نام نہاد عاملوں کے ذریعے انسانیت میں شرک پھیلاتے رہتے ہیں اور ایک تجربے کے مطابق بعض مشرک جنات نے لوگوں کو قبروں اور درباروں پر جانے کے لئے مجبور کر دیا ورنہ وہ ان کو سخت تکلیف دیتے ہیں۔

جنوں کی بات جاری ہے تو سورت جن کی چند توحیدی آیات کا ترجمہ پڑھ لیں تا کہ آپ کا ایمان زیادہ ہو اور آپ کے دل میں شرک کی نفرت پیدا ہو

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝١٨ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ
عَبْدُاللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝١٩ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ
وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝٢٠ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝٢١ قُلْ
اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝٢٢ [1]

اور یہ کہ بلا شبہ مساجد اللہ کے لیے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔ اور یہ کہ بلا شبہ بات یہ ہے کہ جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوا، اسے پکارتا تھا تو وہ قریب تھے کہ اس پر تہ بہ تہ جمع ہو جائیں۔ کہہ دے میں تو صرف اپنے ربّ کو پکارتا ہوں اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہہ دے بلا شبہ میں تمھارے لیے نہ کوئی نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ کہہ دے یقیناً میں، مجھے اللہ سے کوئی بھی کبھی پناہ نہیں دے گا اور میں اس کے سوا کبھی پناہ کی کوئی جگہ نہیں پاؤں گا۔

(1) جن: 18-22

شرک سے بچنے کے لئے چند وظائف

مشکلات کا حل شرعی اذکار

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۶۲﴾

بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے۔ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔

النمل:62

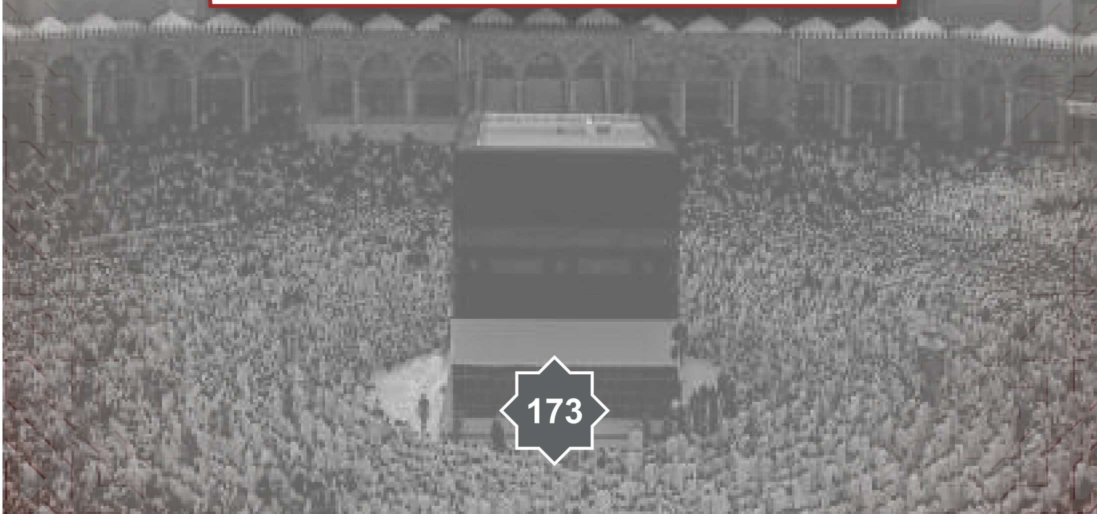

شرک سے بچنے کے لئے چند وظائف

اگر کوئی شخص شرک کے اندھیرے سے نکل کر توحید والے عقیدے کا نور حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ قرآن وسنت میں آنے والی دعائیں اچھی طرح سمجھ کر یاد کر لے اور خاص طور پر مسنون اذکار کو اپنا معمول بنالے اللہ تبارک وتعالیٰ جہاں اسے ہر قسم کے جادو اور نظر بد سے بچائیں گے وہاں اس کے لئے خیر و برکت کے سارے دروازے کھول دیں گے۔

1 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ، وَابْنُ عَبْدِکَ، وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِیْ بِيَدِکَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَآؤُکَ، اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ، اَوْاَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ، اَوْعَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوِاسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَکَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَصَدْرِیْ، وَجَلَآءَ حُزْنِیْ، وَذَهَابَ هَمِّیْ [1]

اے اللہ! بلاشبہ میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، مجھ پہ تیرا حکم جاری ہونے والا ہے۔ میرے بارے تیرا فیصلہ عدل والا ہے۔ میں آپ سے ہر اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو نام بھی آپ نے اپنی ذات کا رکھا ہے یا اس کو اپنی کتاب میں اتارا ہے یا مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اپنے پاس علم غیب میں اسے ترجیح دی ہے یہ کہ قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور اور میرے غموں کی روشنی اور میری پریشانیوں کو لے جانے والا بنادے۔

[1] الصحیح لابن حبان:972

❀ اس ذکر کو پڑھنے کا کوئی خاص وقت یا کوئی خاص جگہ نہیں ہے آپ اس کو اپنی نماز کے سجدوں میں آخری تشہد میں اور چلتے پھرتے کثرت کے ساتھ پڑھا کریں اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے تمام غموں کو خوشیوں میں تبدیل فرما دیں گے۔

❷ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (1)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ سب کچھ جاننے والا، بڑی برداشت والا ہے، اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں وہ بہت بڑے عرش کا ربّ ہے، اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں وہ آسمان و زمین کا پروردگار بڑے ہی عزت والے عرش کا ربّ ہے۔

❀ اس ذکر کو پڑھنے کا بھی کوئی خاص وقت یا کوئی خاص جگہ نہیں ہے آپ اس کو اپنی نماز کے سجدوں میں آخری تشہد میں اور چلتے پھرتے کثرت کے ساتھ پڑھا کریں اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے تمام غموں کو خوشیوں میں تبدیل فرما دیں گے۔

❸ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ (2)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، زندگی دینے والے، سنبھلنے والے، خوب سنبھالنے والے، میں تجھ سے تیری رحمت کے ساتھ مدد طلب کرتا ہوں۔

❀ اس ذکر کو پڑھنے کا بھی کوئی خاص وقت یا کوئی خاص جگہ نہیں ہے آپ اس کو اپنی نماز کے سجدوں میں آخری تشہد میں اور چلتے پھرتے کثرت کے ساتھ پڑھا

(1) صحيح البخاری: 7426 (2) جامع الترمذی: 3524

کریں اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے تمام غموں کو خوشیوں میں تبدیل فرمادیں گے۔

4 اَللّٰہُ، اَللّٰہُ رَبِّیْ، لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئاً [1]

اللہ، اللہ ہی میرا ربّ ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

❁ اس ذکر کو پڑھنے کا بھی کوئی خاص وقت یا کوئی خاص جگہ نہیں ہے آپ اس کو اپنی نماز کے سجدوں میں آخری تشہد میں اور چلتے پھرتے کثرت کے ساتھ پڑھا کریں اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے تمام غموں کو خوشیوں میں تبدیل فرمادیں گے۔

5 اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ [2]

اے اللہ! میں جان بوجھ کر تیرے ساتھ شرک کروں یا ریاکاری کروں اس سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور جو یہ حرکت لاعلمی میں ہو اس سے تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔

❁ اس ذکر کو پڑھنے کا بھی کوئی خاص وقت یا کوئی خاص جگہ نہیں ہے آپ اس کو اپنی نماز کے سجدوں میں آخری تشہد میں اور چلتے پھرتے کثرت کے ساتھ پڑھا کریں اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے تمام غموں کو خوشیوں میں تبدیل فرمادیں گے۔

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ: 4035 [2] صحیح الأدب المفرد: 551